چون راس اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست و ازین امر توجه علما امت مبذول مجد منش از قدیم زمان ست و از جمله
علوم خادمه قرآن حسب آیت مذکوره علم تفسیر و تبیان ست و با وجود توفر و تکثر کتب این فن
تجدید ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست ۔ و کتاب هذا که مسمی به

است بتبیان برهان کافل و حاوی آن طرز و عنوان است و این جلد ۲ ازان ست . بنا بر علیه کتاب کو رباحسن ایات اکمل القرآن مشتمل
وضع متن قرآنی مع ترجمه بین السطور در اول حصه صفحه تکرر متن تکریر ترجمه و تفسیر بتفسیر بقید امتیاز مابین ترجمه و تفسیر و دوم حصه حواشی عربیه سوم حصه
وپیکو صفحه که مجموعش مفید للبیان و قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان تحقیق مزید عامیان و خاصان ست باهتمام محمد عبدالاحد

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَتَا اٰیَۃٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ط نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ

اللہ تعالی ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ ہین سب چیزونکے سنبھالنے والے ہین اللہ تعالی نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کیساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان کتابونکی

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالی نے بھیجے معجزات

سورۃ ال عمران مدنیۃ و آیہا مائتان - ربط اس صورت کا ماقبل کے ساتھ ختم سورہ بقرہ پر گذر چکا چونکہ مجادلہ نصاری وسائل جو کہ وجہ ارتباط ہے بوجہ اختلاف فی التوحید کے ہے لہذا اس سورت کو مضمون توحید سے آغاز کیا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ توحید الٓمّٓ ① اسکے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہین اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ② اللہ تعالے ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ (جاوید) ہین سب چیزونکے سنبھالنے[1] والے ہین ف حی قیوم کے صفات لائے ہین اشارہ ہے معبودان باطلہ کے معبود نہونیکی دلیل عقلی پر کیونکہ انمین یہ صفتین نہین ہین اور جو چیز ازلاً و ابداً موجود نہو اور اپنی حفاظت مین خود دوسرے کا محتاج ہو وہ معبود ہونیکے لایق نہین ہو سکتا کیونکہ عبادت غایت تذلل ہے اور غایت تذلل اسکا حق ہے جسکو غایت عزت حاصل ہو اور غایت عزت اوسکے لیے مخصوص ہے جو غایت درجہ کا کامل ہو اور حیات و بقا مین دوسرے کا محتاج ہونا غایت نقص ہے جو منافی غایت عزت کے ہے پس غایت تذلل یعنے عبادت اسکا حق نہین ہو سکتا ربط آگے توحید کی دلیل نقلی مذکور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تمام کتب الہیہ جو منزل من اللہ ہین و اخبار انبیاء جنکا نبی ہونا معجزات سے ثابت ہے متفق ہین توحید پر اور ضمن استدلال مذکور مین انزل علیک الکتاب سے اثبات نبوت محمدیہ کیطرف بھی اشارہ ہو گیا اثبات حقانیت کتب انبیاء نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اللہ تعالے نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابون کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور (اسیطرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا کیونکہ ہدایت کا مصدق ہدایت ہے) اور اللہ تعالے نے (انبیاء کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات[2] ربط آگے منکرین توحید کی شان مین وعید ارشاد فرماتے ہین

الروایات فی روح المعانی عن ابن جریر عن الربیع قال ان النصاری اتوا رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسی بن مریم وقالوا الہ من ابوہ وقالوا علی اللہ تعالے الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وہو یشبہ اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسی یاتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیء یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلی قال فہل یملک عیسی من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ تعالے لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فہل یعلم عیسی من ذلک شیئا الا ما علم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسی فی الرحم کیف شاء وان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسی حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلی قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ الٓمّٓ اللّٰہُ لا الہ الا ہو الحی القیوم الخ وفی روح المعانی وقیل ان الوفد قالوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم الست تزعم ان عیسی کلمۃ اللہ تعالے وروح منہ قال بلی قالوا فحسبنا ذلک فنعی سبحانہ علیہم زیغہم وفتنتہم (فی قولہ ہو الذی انزل) اخرجہ فی الدر المنثور عن ابی حاتم وابن جریر عن الربیع وفی لباب النقول عن ابن ابی حاتم وابن اسحق بتخریج البیہقی فی آخر القصۃ فانزل اللہ فی ذلک من قولہم صدر سورۃ آل عمران الی بضع وثمانین آیۃ او الی راس الثمانین ۱۲

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ سنبھالنے والے مر فی آیۃ الکرسی

[2] قولہ فی ترجمۃ الفرقان معجزات بوجوہ المذکورۃ فی البیضاوی ۱۲

ایاتہا ۲۰۰
رکوعاتہا
کلماتہا ۳۵۴
حروفہا ۱۵۳۲۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ

بے شک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ان کے لیے سزا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں بدلہ لینے والے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

زمین میں اور نہ آسمان میں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ تمہاری صورت بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں انکے سوا وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

وہ ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمین کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ

وہ اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اسکے غلط مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اسکا صحیح مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا اور جو لوگ

فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اسپر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کیطرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (ان) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) انکے لیے سزا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلہ لے سکتے ہیں اور) بدلہ لینے والے (بھی) ہیں۔ ف یعنی انتقام کا امکان و وقوع دونوں امر ثابت ہیں **ربط** آگے تتمہ توحید کا مذکور ہے **تتمہ توحید** إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں (پس انکا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت پس انکی قدرت بھی کامل ہے پس حیات اور قیومیت اور علم اور قدرت جو امہات صفات سے ہیں ان میں کامل طور سے بلا شرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس (ذات پاک) کے (اور) وہ غلبہ والے ہیں (منکر توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے) ف روح المعانی میں بروایت ابن جریر ربیع سے منقول ہے کہ کچھ نصاریٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذہبی گفتگو شروع کی آپ نے اپنی تقریر مفصل میں ابطال تثلیث پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیات دائمہ و قیومیت کاملہ و علم محیط و قدرت تخلیق میں متفرد ہونے سے استدلال فرمایا اور یہ سب مقدمات انکو تسلیم کرنا پڑے **ربط** جب توحید ثابت ہو چکی جس سے تثلیث کا بھی ابطال ہو گیا اور بعض منکرین توحید کا بعض کلمات موہمہ خلاف توحید سے استدلال کا ہو سکتا تھا چنانچہ قصہ مناظرہ مذکورہ میں بعض نصاریٰ نے لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے جو کہ قرآن میں واقع ہوا ہے اپنے دعا پر الزامی طور پر استدلال کیا تھا کذا نقلہ فی روح المعانی عن الدر المنثور عن ابی حاتم و ابی جریر عن الربیع اگلی آیت میں اس شبہ کا جواب ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے کلمات خفی المراد سے احتجاج درست نہیں بلکہ مدار عقائد کا نصوص واضحہ ہیں اور خفی المراد پر جبکہ انکی تفسیر معلوم نہ ہو اجمالاً ایمان لے آنا واجب ہے زیادہ تفتیش کی اجازت نہیں **تقسیم کتاب بمحکم و متشابہ مع تقسیم سامعین** هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمین کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ

البلاغۃ انتقام التنکیر للتعظیم۔	النحو فی الارض صفۃ لقولہ شئ ۱۲

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہمکو ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ بلا

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

تمام آدمیونکو جمع کرنیوالے ہیں اس دن میں جسمیں ذرا شک نہیں بلاشبہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہیں وعدہ کو۔

ہیں (یعنے انکا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنی کو بھی ان ہی ظاہر المعنی کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جوکہ مشتبہ المراد ہیں (یعنے انکا مطلب خفی ہے خواہ[۱] بوجہ مجمل ہونے کے خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے) سو جن لوگون کے دلون میں کجی ہے وہ تو اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اس (مشتبہ المراد) کے (غلط[۲]) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مدد حاصل کرے) حالانکہ اسکا (صحیح) مطلب بجز حق تعالے کے کوئی اور نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلادیں جیسے لفظ صلوۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہوگئی اور استوا علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض[۳] کی راے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہوگئی تو بس اسیقدر دوسرون کو بھی خبر ہو سکتی ہے زیادہ معلوم نہیں ہو سکتا جیسے مقطعات کے معنے کسیکو معلوم نہیں ہوئے اور بعض کی راے پر استواء علے العرش وغیرہ کے معنے بھی معلوم نہیں ہوئے) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ (ایسی آیتون کے متعلق) یون کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں سب (آیتیں ظاہر المعنے بھی خفی المعنے بھی) ہمارے پروردگار کیطرف سے ہیں (پس انکے جو کچھ معنے اور مراد واقع میں ہون وہ حق ہیں) اور نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جوکہ اہل عقل ہیں (یعنے عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو مضر اور فضول قصہ میں نہ لگے) ف پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی فی نفسہ لغۃً ایسے ہی کلمات متشابہہ سے ہے لیکن قواعد شرعیہ وعقلیہ کی مساعدت سے ثابت ہوگیا کہ حاصل مراد اس سے علی سبیل المجاز یہ ہے ذو روح مسبب وجودہ عن امر اللہ وکلمتہ۔ پس یہ تاویل حق ہوگی اور اسکے خلاف جیسا کہ مخالفین نے مناظرہ مذکورہ میں سمجھا باطل ہے

ربط آگے ان حق پرستون کا دوسرا کمال مذکور ہے کہ باوجود وصول الی الحق کے اسپر نازان نہیں بلکہ حق تعالے سے استقامت علی الحق کی دعا کرتے ہیں دعا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہمکو (حق کیطرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ[۴]) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دنیوی غرض سے نہیں مانگتے بلکہ محض آخرت کی نجات کے واسطے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہ تمام آدمیونکو (میدان محشر میں) جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (یعنے قیامت کے دن میں اور شک نہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسکے آنے کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہیں وعدہ کو (اس لیے قیامت کا آنا ضرور اور اسواسطے ہمکو اسکی فکر ہے) ربط یہان تک محاجہ باللسان کا بیان تھا آگے محاجہ بالسنان کا بیان اور لقمہ شمشیر ونیزہ بننے کی وعید ہے جو صراحۃً اس آیت میں مذکور ہے۔ قل للذین کفروا الی آخرہا اور اس سے پہلے کی آیت بطور تمہید کے ہے

ملحقات الترجمة

[۱] قولہ خواہ بوجہ مجمل ہونیکے الخ فالمتشابہ بہذا لیس اصطلاحیا ۱۲

[۲] قولہ غلط مطلب الخ افادہ بعض المستفادین اضافۃ تاویلہ وکذا فی قولہ صحیح مطلب والعلم ان المراد بالتاویل ہہنا تعیین المراد لا احتمالہ فانہ یجوز لمتبحر علوم ادبیۃ العربیۃ والشرع عنہ ۱۲

[۳] قولہ بعض کی راے پر بیان ہذا الاختلاف فی حواشی الجلالین ۱۲

[۴] قولہ رحمت خاصہ حملا للتنوین علی التنویع ۱۲

الکلام قال البیضاوی فیہ ای فی قولہ انک انت الوہاب دلیل علی ان الہدی والضلال من اللہ تعالے وانہ متفضل بما ینعم علے عبادہ لا یجب علیہ شیٔ ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے انکے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالے کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی ۔ اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ

النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ

ہونگے ۔ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالی نے انپر دارو گیر فرمائی انکے گناہوں کے سبب

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ

سخت سزا دینے والے ہیں ۔ آپ ان کفر کرنیوالوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤگے اور جہنم کیطرف جمع کر کے لیجائے جاؤگے اور وہی برا ٹھکانا ۔ بیشک تمہارے لیے

لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ

بڑا نمونہ ہے ان دو گروہوں میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں کی جمعیت میں کئی

وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

اور اللہ تعالی اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیتے ہیں بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے بصیرت والے لوگوں کو ۔

وعید منکرین بہ خذلان دارین إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ⑪ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے انکے مال (و دولت) اور نہ انکی اولاد اللہ تعالے کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہونگے (ان لوگوں کا معاملہ ایسا ہے) جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور انسے پہلے والے (کافر) لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالے نے ان پر دارو گیر فرمائی انکے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالے (کی دارو گیر بڑی سخت ہے کیونکہ انکی شان یہ ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسیطرح ان لوگوں کا معاملہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی سو انکو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) آپ ان کفر کرنے والے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجیے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ دارو گیر صرف آخرت میں ہوگی بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤگے اور (آخرت میں) جہنم کیطرف جمع کر کے لیجائے جاؤگے اور (جہنم) ہی برا ٹھکانا ف مقابلہ میں کام آنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالی کی رحمت و عنایت کی ضرورت نہو اسکے عوض صرف مال و اولاد نفع اور کافی ہو جاوے ۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد اللہ تعالی کے مقابل ہو کر انکے عذاب سے بچا لیوے مقابلہ کا لفظ دونوں جگہ بولا جاتا ہے سو آیت میں دونوں معنی کی نفی کر دی گئی ۔ اور مراد کفار سے آیت میں خاص کفار ہیں جنسے یہ خطاب ہوا تھا چنانچہ مشرکین پر قتل اور قید کی مصیبت اور یہود پر قتل و قید کے ساتھ جزیہ اور اخراج وطن کی بھی عقوبت واقع ہوئی پس یہ شبہ نکیا جاوے کہ سب کفار تو دنیا میں مغلوب نہیں پائے جاتے ۔ اور رہی سزائے آخرت وہ سب کفار کو عام ہے ربط اوپر کفار کے مغلوب ہونیکی خبر دی گئی ہے آگے اسکی ایک کافی نظیر بطور دلیل کے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ⑫

اللغات قوله لن تغنى معنى تغنى عنهم تجزى عنهم وحاصله لا تكفيهم بدل الرحمة والطاعة شيئا مفعول مطلق او مفعول به ... على البيضاوى ومن قولهم اغنى عنى وجهك اى غيبه عنى وشيئا مفعول به اه مشهور على البيضاوى قوله كداب هو مصدر داب فى العمل اذا كدح فيه فنقل الى معنى الشان ۱۲

البلاغة فى روح المعانى كذبوا الخ تفسير لدابهم قوله الى جهنم فى روح المعانى بيان لغاية حشرهم ومنتهاه فالى على معناها المتبادر ۱۲

الروايات فى لباب النقول روى ابو داؤد فى سننه والبيهقى فى الدلائل من طريق ابن اسحق عن محمد بن ابى محمد عن سعيد او عكرمة عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصاب من اهل بدر ما اصاب ورجع الى المدينة جمع اليهود فى سوق بنى قينقاع وقال يا معشر يهود اسلموا قبل ان يصيبكم الله بما اصاب قريشا فقالوا يا محمد لا يغرنك من نفسك ان قتلت نفرا من قريش كانوا اغمارا لا يعرفون القتال انك والله لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانك لم تلق مثلنا فانزل الله قل للذين كفروا ستغلبون الى قوله لاولى الابصار اه وفى تفسير البيضاوى احد الوجهين قل لمشركى مكة ستغلبون يعنى يوم بدر ۱۲

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگون کو محبت مرغوب چیزون کی عورتین ہوئین　بیٹے ہوئے　لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے　نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

مواشی ہوئے　اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزین ہین دنیوی زندگانی کی　اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے

بیشک تمہارے (استدلال کے) لیے بڑا نمونہ ہے دو گروہون (کے واقعہ) مین جو کہ باہم (بدر کی لڑائی مین) ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو (یعنی مسلمان) اللہ کی راہ مین لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اسقدر زیادہ تھے کہ) یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانون سے کئی حصے (زیادہ) ہین (اور دیکھنا بھی کچھ وہم اور خیال کا نہین بلکہ) کھلی آنکھون دیکھنا (جس کے واقعی ہونے مین شبہ نہین تھا لیکن باوجود اسقدر زیادہ عدد ہونیکے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کیا) اور (غالب مغلوب کرنا محض قبضہ خداوندی مین ہے) اللہ تعالے اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہین قوت دیدیتے ہین (سو) بلاشک اس (واقعہ) مین بڑی عبرت (اور نمونہ) ہے (دانش) بینش والے لوگون کو ف روایتون مین آیا ہے کہ اس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار تھے گویا کفار مسلمانون سے تین حصے تھے اس آیت مین اسی کثرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آنکھون سے مشاہدہ کرتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے مگر پھر بھی انجام دیکھ لیا کہ مسلمان ہی غالب رہے اس سے ہر منصف عاقل استدلال کرسکتا ہے کہ اللہ تعالی جب اپنے دین کو غالب کرنا چاہتے ہین تو کفار کی کثرت اور شوکت اس کو روک نہین سکتی اور سورہ انفال مین یہ بھی مذکور ہے کہ اول اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مین کفار کا عدد کم دکھلایا تھا کہ آپ مسلمانون سے خواب بیان فرمادین تو مقابلہ کی جرأت بڑھے پھر جب دونون گروہ مقابل ہوئے تو مسلمانون کو کفار کم معلوم ہوئے اور کفار کو مسلمان کم معلوم ہوئے تاکہ مقابلہ ہوجاوے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کردیا۔ پس اس مقام پر دو امر قابل تحقیق ہین۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب خلاف واقع کیون ہوا اور اسیطرح مسلمانون کا کفار کو کم دیکھنا بھی خلاف واقع تھا۔ تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر ہزار مین سے مثلاً سو دو سو دکھلا دیے جاوین اور آٹھ سو نو سو پوشیدہ کرلیے جاوین تو اسکو خلاف واقع دیکھنا نہین کہہ سکتے خلاف واقع کہتے ہین غلط دیکھنے کو اور یہان تو بعض کو نہ دیکھا تھا غلط دیکھنا نہ تھا۔ دوسری تحقیق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانون کا کم معلوم ہونا جو انفال مین مذکور ہے اور کفار کا اپنی جماعت کو مسلمانون سے کئی حصہ دیکھنا جو اس مقام پر مذکور ہے ان دونون کا ایک ہی مطلب ہے **ربط** اوپر آیت ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم مین اموال و اولاد کا آخرت مین کام نہ آنا بیان فرمایا تھا جس سے ان چیزونکا بیقدر ہونا لازم آیا تھا اب آگے اسی لازم کو تصریحاً بیان فرماتے ہین اور اسکے بعد نعماے آخرت کا قابل قدر و رغبت ہونا اور ان نعمتونکا بدولت تقوے حاصل ہونا ذکر فرمایا ہے اور اسکے بعد کسیقدر تفصیل تقوی کی اسکے بعض شعبے مثل ایمان و مناجات و صبر و صدق و قنوت و انفاق و استغفار ذکر فرماکر ارشاد فرمائی ہے یہ چند مضمون اس ترتیب سے بیان ہوتے ہین **ف بے قدری لذات دنیا** زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭ خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگون کو محبت مرغوب چیزونکی (مثلاً) عورتین ہوئین بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزین ہین

اللغات قال البیضاوی القنطار المال الکثیر فعلال او فنعال والمقنطرة ماخوذ منہ للتاکید کقولہم بدر مبدرة والانعام الابل والبقر والغنم آہ
البلاغة قال البیضاوی سماہا شہوات مبالغة وایماء علی انہم انہمکوا فی محبتہا حتے احبوا شہوتہا کقولہ احببت حب الخیر فی روح المعانی کما قیل لمریض ما تشتہی فقال اشتہی ان اشتہی او تنبیہا علی خستہا لان الشہوات خسیسة عند الحکماء والعقلاء ۱۲
الکلام فی روح المعانی عن الانتصاف التزیین للشہوات یطلق ویراد بہ خلق حبہا فی القلوب وہو بہذا المعنی مضاف الیہ تعالی حقیقة لانہ لاخالق الا ہو ویطلق ویراد بہ الحض علی تعاطی الشہوات المحظورة وہذا مضاف الی الشیطان تنزیلا لوسوستہ منزلة الامر بہا ۱۲

ملحقات الترجمة
۱ے قولہ بیکلا فی ترجمة یرونہم مثلیہم ہذا ما اوی الیہ ذوقی ان المرفوع فی یرون راجع الی الکفار والمنصوب ایضا الی الکفار والمجرور الی المومنین والتثنیة للتکریر وفی الآیة اقوال اخر سکیرة شتی واوا شکل علیکمان الرویة علی ہذا البصریة وکون الفاعل والمفعول کلیہما ضمیر من خواص افعال القلوب بیجاب ان الرویة قلبیة لقرینة تعدیتہا الی مفعولین فالمراد العلم واو بواسطة البصر والرای العین فانا مفعول مطلق من حیث دلالتہ العلم علی البصر قرینة المقام فالمعنی یرونہم لبصرہم بان تشاہد وہم کذلک ای لعین او منصوب بنزع الخفض ای برای العین فالامر ل وفی قراءة ترونہم بتاء الخطاب فجعلناہ مطابقا للتفسیر ای ترون ایہا الکفار فیکم للمومنین فالمنصوب للفئة الکافرة ولا یرد ... کان ترونکم ویرونہم ... الکافرة اولیقال ... الیہود ای ترون ایہا الیہود ... مثلی المومنین علی ... لان الیہود لم یحضروا
۲ے قولہ معلوم ... فی لفظ المعلوم مبنیا للمفعول ہوتی ہے لیے علم منہ معنے المضی
۳ے قولہ اکثر اللام للجنس الصادق
۴ے قولہ مرغوب اشارة الی ... الشہوات

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

آپ فرما دیجیے کیا مین تمکو ایسی چیز بتلا دون جو بہتر ہوان چیزون سے۔ ایسے لوگون کے لیے جو ڈرتے ہین انکے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ ہین جنکے پائین مین نہرین جاری ہین ان مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

اور ایسی بیبیان ہین جو صاف ستھری کی ہوئی ہین اور خوشنودی ہو اللہ تعالیٰ کیطرف سے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہین بندون کو۔ ایسے لوگ جو کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے

ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

گناہون کو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے۔ صبر کرنے والے ہین اور راستباز ہین اور فروتنی کرنیوالے ہین اور خرچ کرنے والے ہین اور اخیر شب مین گناہون کی معافی چاہنے والے ہین

دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جس کی تفصیل اگلی آیت مین آتی ہے)
ف یہ جو فرمایا کہ ان چیزون کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے اسکا حاصل میرے ذوق مین یہ ہے کہ یہ محبت و میلان غالب حالات مین موجب فتنہ
ہوجانیکی وجہ سے ڈر کی چیز تھی مگر اکثر لوگ اسکو سبب ضرر نہین جانتے بلکہ اس میلان کو علی الاطلاق اچھا سمجھتے ہین واللہ اعلم نفاست
نعماے آخرت قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ
مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ آپ (ان لوگون سے) فرما دیجیے کیا مین تمکو ایسی چیز بتلا دون جو (بدرجہا) بہتر ہو ان
(مذکورہ) چیزون سے (سو سنو) ایسے لوگون کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہین انکے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہین (یعنی
بہشت) جنکے پائین مین نہرین جاری ہین ان (بہشتون) مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہین گے (اور انکے لیے) ایسی بیبیان ہین جو (ہر طرح) صاف ستھری کی
ہوئی ہین اور (انکے لیے) خوشنودی ہو اللہ تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہین بندون (کے حال) کو (اسلیے ڈرنے والون کو یہ
نعمتین ملینگی آگے ان ڈرنے والون کی بعضی تفصیلی صفات ذکر کیجاتی ہین) بعضے صفات متقین اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (یہ ایسے لوگ (ہین)
جو کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہون کو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (اور وہ
لوگ) صبر کرنے والے ہین اور راستباز ہین اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہین اور (نیک کامون مین مال کے) خرچ کرنے والے ہین اور اخیر شب
مین (اٹھ اٹھ کر) گناہون کی معافی چاہنے والے ہین ف یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہونکو معاف کر دیجیے یہ اسوجہ سے ہے کہ
بدون ایمان کے مغفرت نہین ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ کفر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اسکو ہم مرتفع کر چکے اب معاف کر دیجیے خواہ اولی ہو یا غیر اولی
اور آخر شب کی تخصیص اسلیے ہے کہ اسوقت اٹھنے مین مشقت بھی ہے اور وہ وقت قبولیت کا بھی ہے ربط شروع سورت مین نصاریٰ کے مقابلہ
و مناظرہ مین توحید کا اثبات اور تثلیث کا ابطال کیا گیا ہے اور درمیان کے مضامین اُسی کی مناسبت سے لائے گئے تھے اب اُسی مضمون
توحید کیطرف عود کرتے ہین اور اسکے بعد کی آیتون مین اسلام کے حق ہونیکی تصریح اور اہل کتاب کے ساتھ محاجہ کی تقریر پھر حق کے قبول نہ کرنیوالونکی
مذمت پھر استطراداً اہل اسلام کے غلبہ کی پیشین گوئی اور اسکے استبعاد کو اثبات قدرت کاملہ سے دفع کرنا پھر مومنین کو کفار کی دوستی سے
ممانعت پھر توحید کا بدون اتباع رسول کے معتبر نہ ہونا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبوبیت کی تائید کے لیے چند مقبولین کے
قصے یہ سب مضامین پارہ کے تین پاؤ تک بالترتیب بیان فرمائے گئے ہین اور اس تقریر سے دور تک کا ربط معلوم ہو گیا

النحو۔ الذین یقولون صفة للذین اتقوا او للعباد وکذا قوله الصابرین ۱۲
البلاغة۔ قال البیضاوی یرید به ای بقوله قل اؤنبئکم تقریر ان ثواب الله خیر من مستلذات الدنیا قال عصام حیث ذکره بعد الاخبار بان الله عنده حسن المآب ثم شوقهم لبیان خیر مما عندهم بقوله اؤنبئکم بخیر من ذلکم واکده بکونه خیرا کونه حسن مآب ثم جعل من النعم الخاصة لمن هم علم

فی التقرب الی الله ثم فصله بوصف کلا بما یفید کونه خیرا من الدنیا وما فیها ام
قال البیضاوی توسیط الواو بینها للدلالة علی استقلال کل واحدة منها
وکمالهم فیها او لتغایر الموصوفین بها ۱۲

نصف

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُؕ اِنَّ الدِّيْنَ

گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کیساتھ انتظام رکھنے والے ہیں انکے سوا کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْؕ

بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِؕ وَ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کرچکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی

ع ۱۱ / ۱۰

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْاۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۠

کہئے اہل کتاب سے — اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاوینگے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں سو آپکے ذمہ صرف پہونچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ لینگے

رجوع بسوئی مضمون توحید شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے (کتب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اسکی گواہی دی ہے کیونکہ انکے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہل علم نے بھی (اپنی تقریرا وتحریرات میں اسکی گواہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) انکے سوا کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں ف قائم بالقسط کی صفت غالبًا اسلیے بڑھا دی کہ وہ ایسے نہیں کہ صرف اپنی تعظیم و عبادت ہی کرالیتے ہوں بلکہ وہ سب کے کام بھی بناتے ہیں اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ یہ دلیل تو نقلی ہے جو اسکو نہیں مانتے انپر کیسے حجت ہوگی جواب یہ ہے کہ یہ دلیل خاص اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے وہ دلیل نقلی کے منکر نہ تھے اور دلائل عقلیہ دوسرے مواقع پر موجود ہیں ربط آیت شہد اللہ سے پہلے دیکھ لیجیے تصحیح حقانیت اسلام اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اسکے حق ہونے میں اہل اسلام کے ساتھ) اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (اسطرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہہ کی نہیں ہوئی بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو انکو اب عوام پر حاصل ہے فوت ہوتی تھی اسلیے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا اسکو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا) ربط آگے ان منکرین اہل کتاب اور انکے ساتھ مشرکین عرب کے انکار کا اور محاجہ کا جو عناد سے پیدا ہوا ہے جواب مذکور ہے جواب محاجہ معاندین فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْاۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ (اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونیکے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے (خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کرچکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کرچکے یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کرچکے

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ حق اور مقبول ... مستفاد من لام العہد ۱۲
سے قولہ صرف اسلام ہی ... لما فی روح المعانی ... تعریف الجزئین للحصر ... ای لا دین مرضی عند اللہ تعالیٰ ... سوی الاسلام ۱۲
سے قولہ ... بہت جلد اسکا حساب لینے ... لے ہیں لما فی روح المعانی ... یاتی حسابہ عن قریب ۱۲
ھ قولہ خواہ مخواہ ... اشارہ الی ان مرید المحاجۃ ... ثابتا علی حقیقۃ تعالیٰ بل ... مجادلۃ محاجۃ مجازا ... ے قولہ لما لا یکون للناس ... الا الذین ظلموا ۱۲

اللغات لے قولہ اسلمت وجہی قال عبد الحکیم علی البیضاوی خلص ای لا اشرک بہ غیرہ فاسلم من سلم الشیء لفلان خلص و منہ رجل سلم لرجل والوجہ مستعار للذات ۱۲
النحو قولہ قائما بالقسط فی روح المعانی بعد سرد الاوجہ الاربعۃ الخامس لعلہ الاوجہ ان یکون حالا من الضمیر والعامل فیہا معنی الجملۃ ای تفرد ۱۲ قولہ ومن اتبعن عطف علی التاء وحسن للفصل او مفعول معہ کذا قال البیضاوی ۱۲

الروایات فی روح المعانی وقیل نزلت (ای آیۃ شہد اللہ الخ) فی نصاری نجران لما حاجوا فی امر عیسیٰ علیہ السلام وہو الذی یشعر بہ ما اشرنا الیہ قبل من الآثار ومیل الیہ کلام محمد بن جعفر بن الزبیر ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

بیشک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبرونکو ناحق اور قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجیے ایک سزائے دردناک کی یہ وہ لوگ ہیں کہ انکے سب اعمال غارت ہوگئے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝

کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان فیصلہ کردے پھر ان میں سے بعض لوگ

جسمیں اعتقاد الوہیت کے اعتبار سے کا نخ خاص اللہ ہی کی طرف ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب میں کچھ کچھ شرک ہوگیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت کرنے کے طور پر) کچھ اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ (اس سے) روگردانی رکھیں سو (آپ اسکا بھی غم نہ کیجیے کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف (احکام خداوندی کا) پہونچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے (اپنے) بندوں کو (آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہے) ف کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ منکرین کے مقابلہ میں اتنا کہدینا کب کافی ہوسکتا ہے کہ تم نہ مانو تو ہم تو مان گیا جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ میں جنکا انکار کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض عناد و عداوت سے تھا جب انکو کوئی شبہ نہیں تو انکے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اسوقت یہی آخری جواب ہے کہ خیر بھائی تم نہ مانو ہم تو مان چکے خوب سمجھ لو ربط شروع سورت میں روئے سخن زیادہ نصاریٰ کیطرف تھا پھر آیت بالا میں الذین اوتوا الکتاب کا عنوان نصاریٰ اور یہود دونوں کو شامل تھا اب آیت آیندہ میں یہود کے بعض خاص احوال بیان فرماتے ہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو ایک وقت میں قتل کیا انکی نصیحت کے لیے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے انکو اسی دن اخیر کو تمام کیا فقط اور بنی اسرائیل اکثر یہودی تھے تقبیح بعض حالات یہود إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ⑳ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ㉑ بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے تھے) اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو (اور وہ قتل کرنا خود انکے خیال میں بھی) ناحق (ہوتا) اور (نیز) قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجیے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ (مجموعہ افعال مذکورہ کے سبب سے) انکے سب اعمال (صالحہ) غارت ہوگئے دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور (سزا کے وقت) انکا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا ف دنیا میں غارت ہونا یہ کہ انکے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت میں یہ کہ انکی مغفرت نہ ہوگی اور ہرچند کہ محض ناصحین کا قتل کفر نہیں ہے جس سے اعمال حبط ہوں البتہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ میں دوسرے اجزاء کفر ہیں اسلیے حبط کا ترتب صحیح ہوا اور چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ کرتے تھے اسلیے ان پر الزام صحیح ہوا ربط آیات آیندہ میں یہود کی ایک خاص حالت اور ایک خاص قول کی تقبیح ہے تکملہ تقبیح یہود أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ㉒

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابی عبیدة بن الجراح قال قلت یا رسول اللہ ای الناس اشد عذابا یوم القیامة قال رجل قتل نبیا او رجلا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ثم قرأ الآیة ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عبیدة قتلت بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا اول النہار فی ساعة واحدة فقام مائة رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروا من قتلہم بالمعروف ونہوہم عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النہار من ذلک الیوم فہم الذین ذکر اللہ تعالیٰ فی کتابہ المنقول اخرج ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن عکرمة عن ابن عباس قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس علی جماعة من الیہود فدعاہم الی اللہ فقال لہ نعیم بن عمرو والحرث بن زید علی ای دین انت یا محمد قال علی ملة ابراہیم ودینہ قالا فان ابراہیم کان یہودیا فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہلما الی التوراة فہی بیننا وبینکم فابیا علیہ فانزل اللہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی قولہ یفترون ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یون کہتے ہیں کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی۔ اور انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتون نے سو انکا کیا حال ہوگا

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ قُلِ اللَّهُمَّ

جبکہ ہم انکو اس تاریخ میں جمع کرلین گے جس میں ذرا شبہ نہیں۔ اور پورا پورا بدلہ ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور ان شخصوں پر ظلم نکیا جاویگا۔ آپ یون کہئے کہ اے اللہ

مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ

مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ آپ رات کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کردیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

بیجان سے نکال لیتے ہیں اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جسکو چاہتے ہیں بیشمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب (سماوی یعنی توراۃ) کا ایک (کافی) حصہ دیا گیا (کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی تھا) اور اسی کتاب اللہ کیطرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان (مذہبی اختلاف کا) فیصلہ کردے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے (اور) یہ (بے اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یون کہتے ہیں (اور یہی انکا اعتقاد ہے) کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہوجاویگی) اور انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتون نے (جیسے یہی تراشے ہوئے عقیدہ نے انکو دھوکہ دیا اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال وافعال واقوال کفریہ کے سبب) انکا کیسا (برا) حال ہوگا جبکہ ہم انکو اس تاریخ میں جمع کرلینگے جس (کے آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلا ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اسنے (دنیا میں) کیا تھا اور ان شخصوں پر (بدلہ کے وقت اصلا) ظلم نہ کیا جاویگا (کہ بے جرم یا زیادہ از جرم سزا ہوجاوے) ف انکے قول لن تمسنا النار کی تحقیق پارہ الم کے نصف پر گذرچکی ہے ربط چونکہ اوپر کی آیات میں محاجہ کی تقریر ہے بعض میں باللسان بعض میں بالسنان جیسا اس آیت میں قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا الخ آیت آیندہ میں اسکی مناسبت سے امت محمدیہ کے کفار پر غالب آنے کی پیشینگوئی کیطرف تعلیم مناجات کے عنوان میں اشارہ ہے جیسا شان نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم وفارس فتح ہوجانے کا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے استبعاد اور استہزا کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اوردہ فی روح المعانی عن الواحدی عن ابن عباسؓ وانسؓ بشارت غلبہ مؤمنین بعنوان مناجات قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

اللغات فی روح المعانی واصل اللهم یا اللہ فحذفت یا وعوض عنہا المیم واوثرت لقربہا من الواو التی ہی حرف علۃ وشددت لکونہا عوضا عن حرفین وجمعہما مع یا شاذ ۱۲

النحو قولہ بغیر حساب فی روح المعانی احد الوجوہ وجوز ان یکون نعتا لمصدر محذوف او مفعول محذوف ای رزقا غیر قلیل او قلت واخترت ہذا الوجہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی الواحدی عن ابن عباس وانس بن مالک انہ لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ ووعد امتہ ملک فارس والروم قالت المنافقون والیہود ہیہات ہیہات من این لمحمد ملک فارس والروم ہم اعز وامنع من ذلک الم یکفہ محمد امکۃ والمدینۃ حتی یطمع فی ملک فارس والروم فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ (ای قل اللهم الخ) وفی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ قال ذکر لنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یجعل ملک الروم وفارس فی امتہ فانزل اللہ قل اللهم مالک الملک الآیۃ ۱۲

فائدۃ جلیلۃ قال ابو السعود عن ابی العباس المقری ورد لفظ الحساب فی القرآن علی ثلثۃ اوجہ بمعنی التعجب قال تعالی ترزق من تشاء بغیر حساب۔ وبمعنی العدد قال تعالی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ وبمعنی المطالبۃ قال تعالی فامنن او امسک بغیر حساب ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ کافی حصہ کما فی ابی السعود والتنوین للتفخیم ۱۲

۵۲ قولہ اور اسی کتاب اللہ کیطرف زاد حرف اللام للحال لان الجملۃ حال ونزاد فی لسان نافظا مثالہ داوالیحال واشار الی کون الاضافۃ للعہد وہذا ابلغ فی التقبیح حیث استنفروا من الذی اوتوہ وزاد لفظ بھی لاشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث دعوا ولم یکن حاجۃ الی الدعوۃ ثم استنفروا ۱۲

۵۳ قولہ بعض فائدتہ ان بعضہم کانوا قد آمنوا ۱۲

۵۴ قولہ بے رخی اشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث لم یتولوا عن شبہۃ ۱۲

۵۵ قولہ فی ترجمۃ فکیف کیسا برا اشارۃ الی کون الاستفہام للتقبیح ۱۲

۵۶ قولہ ذرا شبہہ افادہ عموم النکرۃ تحت النفی ۱۲

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو دوست نہ بناویں — مسلمانوں سے تجاوز کر کے — اور جو شخص ایسا کرے گا — سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے

شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک (کا جتنا حصہ چاہیں) جس کو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس (کے قبضے) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ (بعض فصلوں میں) رات (کے اجزاء) کو دن (میں) داخل کر دیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں (جس سے رات بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرندے سے بیضہ) اور آپ جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں ف یعنے ہر طرح کی قدرت ہے سو ضعفا کو قوت و سلطنت دے دینا کیا مشکل ہے اس دعا میں ایک قسم کا استدلال ہے اسکے امکان پر اور وقوع سے استبعاد کفار کا۔ اور خیر کی تخصیص اس لیے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا آپ کے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر کا موقوف کر دینا بھی اختیار میں ہوتا ہے ربط اوپر کفار کی مذمت مذکور تھی آیندہ آیت میں بطریق تفریع کے انکے ساتھ دوستی کرنیکی ممانعت کا بیان فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جب کفار کے قبائح مثل انکار آیات و عداوت اللہ و رسول وغیرہ معلوم کر چکے تو ایسے قبیح و منکر و دشمنان خدا و رسول سے دوستی کب زیبا ہے نہی موالات کفار لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (۲۸) مسلمانوں کو چاہیے کہ (ظاہراً یا باطناً) کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے (یہ تجاوز دو صورت سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں) اور جو شخص ایسا کام کریگا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہو ایک سے دوستی کر کے دوسرے سے دوستی کا دعویٰ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اسکی ذات سے ڈر کر احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس وقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) ف کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں موالات یعنی دوستی۔ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی۔ مواسات یعنی احسان و نفع رسانی ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضهم اولیاء بعض، ومن یتولهم منکم فانه منهم اور آیت لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء میں یہی مراد ہے اور مدارات تین حالتوں میں درست ہے۔ ایک دفع ضرر کے واسطے۔ دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے تیسرے اکرام ضیف کے لیے اور اپنی مصلحت و منفعت مال یا جاہ کے لیے درست نہیں اور بالخصوص جبکہ ضرر دینی کا

اللغات قال ابو السعود اصل تقاة وقية ابدلت الواو تاء كتخمة وتهمة وقلبت الياء الفا ۱۲

الفقه في روح المعاني وعد قوم من هذا الباب مداراة الكفار والفسقة والظلمة والانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم والانبساط معهم واعطاءهم لكف اذاهم وقطع لسانهم وصيانة العرض منهم ولا يعد ذلك من باب الموالات المنهي عنها بل هي سنة وامر مشروع ثم سرد روايات واحاديث الى ان قال لكن لا ينبغي المداراة الى حيث يخدش الدين ويرتكب المنكر وتسيء الظنون اه

الروايات في لباب النقول اخرج ابن جرير من طريق سعيد او عكرمة عن ابن عباس قال كان الحجاج بن عمرو حليف كعب بن الاشرف وابن ابي الحقيق وقيس بن زيد قد بطنوا بنفر من الانصار ليفتنوهم عن دينهم فقال رفاعة بن المنذر وعبد الله بن جبير وسعد بن خيثمة لاولئك النفر اجتنبوا هؤلاء النفر من يهود واحذروا مباطنتهم لا يفتنوكم عن دينكم فابوا فانزل الله فيهم لا يتخذ المؤمنون الى قوله والله على كل شيء قدير ۱۲

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو ظاہر کروگے اللہ تعالیٰ اسکو جانتے ہیں اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا

ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں ۔ جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پاویگا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو بھی اس بات کی تمنا کریگا کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس

وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ

کے درمیان میں دور دراز کی مسافت ہوتی اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر

بھی خوف ہو تو بوجہ اس کے بے اختلال احترام ہوگا اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور مراد اس سے مداراۃ ہے جسکو صورۃً موالات میں داخل کرکے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دیدیا گیا اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقیہ مراد ہے لہذا استثنا نہیں کیا گیا اور توقع ہدایت کے لیے مداراۃ کرنا سورہ عبس کی آیت فانت له تصدی میں مذکور ہے ۔ اور ضیف ہونیکی وجہ سے مدارات کرنا اس حدیث میں ہے جسمیں بنی ثقیف کو آپ نے مسجد میں ٹھیرایا تھا اور جو شکایت تقدیم کافر کی مومن پر ہے ۔ اور اپنی مصلحت مالی یا جاہی کے لیے اسکی ممانعت آیت ایبتغون عندہم العزۃ میں مذکور ہے ۔ اور مواساۃ کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز سورہ ممتحنہ کی آیت لاینہاکم اللہ الی قولہ ہم الظالمون میں اسکی تصریح ہے اور اس آیت میں اس مواساۃ کو مجازاً تولی سے تعبیر کر دیا گیا ہے اور یہی حکم ہے فساق واہل بدعت کا جیسا روایات سے ظاہر ہے ۔ اور تقاۃ کے ترجمہ میں اندیشہ میں قوی کی قید اسلیے لگائی کہ توہم کا اعتبار نہیں چنانچہ آیت یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ میں اسی پر انکار ہے اسیطرح امرا کی صحبت سے ممانعت آئی ہے وفع شبہہ بعضوں کو اس آیت میں تقیہ متعارفہ شیعہ کے جواز کا شبہہ ہو جاتا ہے اسکا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلا مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفاء کا ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفاء ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ اگر یہاں مذکور نہیں تو دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں ۔ اول اکراہ صریح دفع ضرر کے خوف سے ہے اور تقیہ مذکورہ جلب منفعت کے لیے بھی ۔ دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے پس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ مس نہیں اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاۃ سے اخذ کرکے اجازت کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اسکو مفید نہیں ربط اوپر کی آیت میں کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت فرمائی تھی آگے اس نہی کے عام ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ بلا ضرورت ظاہراً ان سے دوستی جائز ہے اور نہ باطناً اصلاً دوستی جائز ہے اور اس مضمون کو ایسے عام عنوان سے ارشاد فرمایا ہے جس سے سب معاصی ظاہرہ و باطنہ سے تحذیر ہو جاوے تعمیم نہی موالات کفار قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۲۸ آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو (زبان و جوارح سے) ظاہر کروگے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کوئی چیز ان سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کروگے خواہ ظاہراً یا باطناً تو وہ تمکو سزا دے سکتے ہیں) ربط آگے مضمون بالا کی تاکید کے لیے قیامت کا آنا اور اسمیں بلا تخصیص کسی عمل کے سب اعمال کا پیش نظر ہو جانا اور اسوقت عاصیوں کا پچھتانا بیان فرماتے ہیں تاکید مضمون سابق يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝۲۹

اللغات في روح المعاني الامد غاية الشيء ومنتهاه وذهب بعضهم الى ان المراد بالامد البعيد المسافة البعيدة ولعله الاظهر ۱۲

النحو يوم منصوب بتود كذا قال البيضاوي قوله وما عملت من سوء عطف على ما عملت والتقدير محضرا في النظم وحذفه للاقتصار بقرينة ذكره في الاول هذا قاله الاكثرون كذا في روح المعاني

البلاغة في روح المعاني وفي قوله محضرا من التهويل ما ليس في حاضرا وكذا في روح المعاني ما قررته من ارجاع الضمير في بينه الى يوم لنكتة المبالغة فافهم قال البيضاوي الآية (اي قل ان تخفوا الآية بيان لقوله ويحذركم الله نفسه فكانه قال ويحذركم نفسه لانها متصفة بعلم ذاتي محيط بالمعلومات كلها وقدرة ذاتية تعم المقدورات باسرها فلا تجسروا على عصيانه اه قلت وقررت وجه ربط الآية بنهج آخر كما يظهر من تقريري في التفسير ۱۲

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى

آپ یہ فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی　پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں　سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے ۔　بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے

اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو　اور عمران کی اولاد کو　تمام جہان پر　بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں　اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب

جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پاویگا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو (بھی پاویگا اس روز) اس بات کی تمنا کریگا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور و دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تاکہ اپنے اعمال بد کا معائنہ نکرنا پڑتا) اور تم سے پھر بکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتے ہیں اور (یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں (اپنے) بندوں کے حال پر (اس مہربانی سے یوں چاہتے ہیں کہ یہ سزائے آخرت سے بچے رہیں اور بچنے کا طریقہ یہی اعمال بد کا ترک کرنا اور ترک کرنا عادۃً بدون ڈرانے کے ہوتا نہیں اسلیے ڈراتے ہیں پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے) ف جن لوگوں کے نیک اور بد دونوں قسم کے عمل اس روز پیش ہونگے انکی نسبت یوں فرمایا کہ وہ لوگ اس یوم کے نہ آنیکی تمنا کرینگے نہایت بلاغت ہی کہ باوجودیکہ کچھ اعمال ان کے خیر بھی ہونگے مگر انکے ہونیکی ذرا خوشی نہوگی اعمال بد سے رنج ہوگا تو جسکے پاس شر ہی شر ہو اسکا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنکے اعمال صرف خیر ہوں وہ بھی آنا تمنا میں شر یک ہیں ربط اوپر کی آیتوں میں توحید کا وجوب اور کفر کی مذمت مذکور تھی اعتقاد رسالت و اتباع رسول کا وجوب فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جسطرح انکار توحید کفر ہے انکار رسالت بھی کفر ہے **وجوب اعتقاد و اتباع رسول** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ آپ (لوگوں سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو (اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کریں) تو تم لوگ (اس مقصود کے حاصل کرنے کے طریقوں میں) میرا اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کروگے تو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے (کیونکہ میں اس معافی کا طریقہ بھی تعلیم کرتا ہوں اسپر عمل کرنے سے لامحالہ حسب وعدہ گناہ معاف ہو جاوینگے مثلاً ذنوب محضہ سے توبہ کر لینا حقوق فائتہ الٰہیہ کا قضا کر لینا حقوق العباد کا ادا کر دینا یا ابراء کرا لینا) اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں (اور) آپ یہ (بھی) فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی (کہ اصل مقصود تو وہی ہے) اور (اطاعت کیا کرو) رسول کی (یعنی میری اطاعت اس حیثیت سے کرنا ضروری ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں میری معرفت اپنی اطاعت کے طریقے بتلائے ہیں) پھر (اسپر بھی) اگر وہ لوگ (آپ کی اطاعت سے کہ ادنیٰ اسکا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کریں سو (وہ لوگ سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے (اور وہ اس صورت میں یہ لوگ کافر ہونگے سو انکو دعویٰ محبت کرنا یا ہوس محبوبیت رکھنا محض بادبیمائی ہے) ربط بعض معاندین کو باوجود وضوح دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مسئلہ رسالت میں استبعاد و استنکار تھا اس لیے آیات آئندہ میں اس مسئلہ کی تائید کے لیے تاکہ ان نظائر سے وہ استبعاد رفع ہو جاوے اولاً چند مشہور انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً منتخب و مقبول ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کسیقدر مفصل قصہ ارشاد فرماتے ہیں وجہ تخصیص ان حضرات کی قرب زمانہ نبوی ہے **اصطفاء بعض انبیاء علیہم السلام** اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

اللغات ذریۃ قال البیضاوی الذریۃ الولد یقع علی الواحد والجمع فعلیۃ من الذر او فعولۃ من الذرا ابدلت ہمزتہا یاء ثم قلبت الواو یاء و ادغمت ۱۲

النحو قولہ ذریۃ الخ قال البیضاوی حال او بدل من الآلین او منہما و من نوح ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن الحسن قال قال اقوام علی عہد نبینا واللہ یا محمد انا لنحب ربنا فانزل اللہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ ۱۲

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپکے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجیے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ

پھر جب لڑکی جنی کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اسکو جو انہوں نے جنی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں

بیشک اللہ تعالیٰ نے (نبوۃ کے لیے) منتخب فرمایا ہے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (جیسے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہیں) اور عمران کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (اگر یہ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور اگر یہ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں غرض ان سب حضرات کو نبوت کے لیے) تمام جہان (کی مخلوقات) پر (منتخب فرمایا ہے) بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں (جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اسیطرح نوح علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں اولاد عمران بھی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں (کہ سب کے اقوال کو سنتے ہیں سب کے احوال کو جانتے ہیں پس جسکے اقوال و احوال مناسب شان نبوت کے دیکھے انکو نبی بنا دیا) ف اس میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا بالخصوص انبیاء اولو العزم کا ذکر آگیا باقی خود حضرت ابراہیم کی نبوت آیت میں اسلیے مذکور نہیں ہوئی کہ انکا نبی ہونا تمام اہل ملل سماویہ میں مشہور و مسلم تھا اور آل ابراہیم میں باوجودیکہ آل عمران بھی داخل ہے لیکن بطور تخصیص بعد تعمیم کے اہتمام کے لیے مکرر ذکر فرما دیا اگر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام مراد ہیں تب تو وجہ اہتمام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انبیاء اولو العزم میں سے ہونا ہے اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں تو علاوہ اولو العزم میں سے ہونیکے خود مناسبت مقام کی اس تکریر کو مقتضی ہے کیونکہ آگے اسکے متصل ہی قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذکور ہے جسکو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے ذکر سے شروع فرمایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کی اولاد ہے شاید مقصود اس سے ان سب حضرات کا اتحاد یا شرف ذاتی کے ساتھ شرف نسبت کا بیان فرمانا ہو اس امر کا جتلانا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباد اجداد میں بھی نبوت رہی ہے اگر آپ کو نبوت مل گئی تو بعید کیا ہے واللہ اعلم **قصہ حضرت مریم و عیسیٰ علیہ السلام** إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۵﴾ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل میں جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر (یعنی منت) مانی ہے آپ (کی عبادت) کے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جاویگا (اور میں اسکو اپنے کام میں نہ لگاؤنگی) سو آپ (اسکو) مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجیے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ میری عرض کو سن رہے ہیں اور میری نیت کو جان رہے ہیں) ف اس زمانہ میں ایسی نذر ماننا مشروع تھا مگر صرف اولاد ذکور کے ساتھ مخصوص تھا سو انہوں نے اسی گمان سے نذر مانی تھی کہ شاید لڑکا پیدا ہو **تتمہ قصہ** فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ اگر یہ عمران الخ فی الانتساب الی آل احمد وما یرجح ہذا القول الثانی ان عمران ہو ابو مریم ان السورۃ تسمی آل عمران ولم تشرح قصۃ عیسیٰ و مریم فی سورۃ البسط من شرحها فی ہذہ السورۃ واما موسیٰ و ہارون فلم یذکر من قصتهما فی ہذہ السورۃ فدل ذلک علی ان عمران المذکور ہہنا ہو ابو مریم واللہ اعلم الخ فی روح المعانی والیہم یرجح کون المراد بہ ابا مریم ان اللہ تعالیٰ ذکر اصطفاءہا بعد بنص علیہ ام قال البیضاوی وکان بینہما الف وثمانمائۃ سنۃ ۱۲

۲ قولہ یاد کرنے کے قابل ہے حاصل معنے اذکر العامل فی اذ ۱۲

۳ قولہ بعد ولادت قیدیہ لان قبل الانفصال محلا للاحتذر ۱۲

۴ قولہ فی ف مشروع الخ بخلاف ما فی شرعنا بعد نبینا علیہ السلام لانہ نذر فیما لا یکون حدیث لیس فی اختیار الناذر ان یفعل غیرہ فلا ینعقد النذر فافہم ۱۲

النحو محررا انتصابہ علی الحالیۃ من ما والعامل فیہ نذرت اھ روح المعانی۔ قال البیضاوی الضمیر (فی وضعتہا) الخ بالغیبۃ ووضعتہا بالتکلم لما فی بطنها وتانیثہ لانہ کان انثی ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی اللام فی لک للتعلیل والمراد لخدمۃ بیتک (فہو متعلق بمحررا) والتقدیم الجار والمجرور لکمال الاعتناء بہ اھ قلت وتقول لعلہ بنذرت ای نذرت لعبادتی ای لک فان النذر یکون بالعبادۃ واخترتہ فی الترجمۃ لقرب العامل وبقاء الترتیب علی الاصل قولہ ولیس الذکر الخ بیان لقولہ واللہ اعلم ای ولیس الذکر الذی طلبت کالانثی التی وہبت واللام فیہا للعہد بیضاوی

اختلاف القراءۃ فی روح المعانی قرأ ابن عامر وابوبکر عن عاصم ویعقوب بما وضعت (بالتکلم) علی انہ من کلامہا قالتہ اعتذارا الی اللہ تعالیٰ حیث وضعت مولودا لا یصلح للغرض او تسلیۃ لنفسہا ای لعل للہ تعالیٰ سرا وحکمۃ لعل ہذہ الانثی خیر من الذکر اھ قلت فعلی ہذا یکون قولہ ولیس الذکر کالانثی من جملۃ کلامہا ویکون معناہ علی ما یقتضیہ المقام من التحزن ان الذکر لیس کالانثی بل لہ الترجیح علیہا ولا یرد ان العادۃ فی مثلہ ان ینفی عن الناقص شبہہ بالکامل لا العکس مع عدم الورود انہ لم یثبت نفیہ ما قالوہ الا تری الی قولہ تعالیٰ لستن کاحد من النساء فنفی عن الکامل شبہ الناقص ۱۲

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ

اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اُسکو اور اُسکی اولاد کو آپ کی پناہ مین دیتی ہون شیطان مردود سے پس انکو اُنکے رب نے بوجہ احسن قبول

حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا

فرمالیا اور عمدہ طور پر اُنکو نشو و نما دیا اور زکریا کو اُنکا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا اُنکے پاس عمدہ مکان مین تشریف لاتے تو اُنکے پاس کچھ کھانے پینے کی

رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

چیزین پاتے یون فرماتے کہ اے مریم یہ چیزین تمہارے واسطے کہان سے آئین وہ کہتین کہ اللہ تعالی کے پاس سے آئین بیشک اللہ تعالی جسکو چاہتے ہین بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہین۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ پھر جب (اُن بی بی نے) لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگین کہ اے میرے پروردگار مین نے تو وہ حمل لڑکی جنی (حق تعالی فرماتے ہین کہ وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھین) حالانکہ خدا تعالے زیادہ جانتے ہین (لڑکی کی شان) کو جو انہون نے جنی اور (کسیطرح بھی) وہ لڑکا (جو انہون نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہین (ہوسکتا تھا بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اسکے کمالات و برکات عجیب و غریب ہونگے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے پھر اُن بی بی کا قول ہے) اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ (اور حفاظت) مین دیتی ہون شیطان مردود سے ف چنانچہ اُنکی یہ غرض بھی قبول ہوئی جیسا حدیث صحیحین مین آیا ہے کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اسکے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے بجز حضرت مریم اور حضرت عیسے علیہما السلام کے فقط اور چونکہ یہ عرض معاً ولادت کے ساتھ تھی اسلیے اسوقت تک شیطان کا مس واقع نہوا تھا اسلیے اسمین یہ اشکال نہین کہ شیطان تو ولادت کے وقت مس کرتا ہے تو دعا سے پہلے مس کرچکا ہوگا اور تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسے علیہ السلام کی اسوجہ سے ہے کہ ان بی بی کی دعا تصریحاً منقول ہے اسلیے اجابت دعا کو تصریحاً ظاہر فرمادیا پس اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو۔ اور بعض نے شبہ کیا ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کردے جواب یہ ہے کہ جتنی قدرت دی گئی ہے اُس سے زیادہ نہین ہے نیز ملائکہ نگہبان بھی ہین۔ اور مریم بمعنے عابدہ نام رکھنے کی تصریح مین یہ اشارہ ہے کہ مین اپنی نذر پر حتے الامکان قائم ہون اس لڑکی کو بھی مسجد کے لیے فارغ کردون گی اگر خدمت کے لیے نہین تو عبادت کے لیے سہی واللہ اعلم فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ غرض حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ اُنکو لیکر مسجد بیت المقدس مین پہنچین اور وہان کے مجاورین وعابدین سے کہ اُن مین حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جاکر کہا کہ اس لڑکی کو مین نے خاص خدا کے لیے مانا ہے اسلیے مین اپنے پاس نہین رکھ سکتی سو اسکو لائی ہون آپ لوگ لیکر رکھیے سو چونکہ حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور حالت حمل مین اُنکی وفات ہوچکی تھی ورنہ سب سے زیادہ مستحق لڑکی لینے کے وہ تھے بوجہ باپ ہونے کے بھی اور بوجہ امام ہونے کے بھی اس لیے ہر شخص اُنکے لینے اور پالنے کی خواہش رکھتا تھا چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی ترجیح کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ میرے گھر مین اُنکی خالہ ہین اور خالہ بمنزلہ مان کے ہوتی ہے اسلیے بعد مان کے وہی رکھنے کی مستحق ہین مگر اور لوگ اس ترجیح پر راضی و متفق نہین ہوئے۔ آخر قرعہ پر اتفاق قرار پایا اور صورت قرعہ کی بھی عجیب و غریب خلاف عادت

اللغات المحراب اشرف المواضع لتنافس الناس علیه وهو اسم مکان اهـ من روح المعانی والمراد الغرفة فلا یشکل بمنع الهواء عنها بالغلق لجواز وصوله من الخوخات فافهم ۱۲

النحو قوله بقبول حسن فی روح المعانی الباء مثلها فی کتبت بالقلم والقبول ما یقبل به الشیء کالسعوط ما یسعط به ای تقبلها بوجه حسن وهو اختصاصه ایاها او لم یقبل قبلها انثی اهـ قلت ومن ثم ترجمته لقولی وجه احسن نباتا مصدر علی غیر لفظ الفعل المذکور وقیل التقدیر فنبتت نباتا قوله ان الله یرزق الخ یحتمل کونه من کلامها وهو الاولی او من کلامه تعالی کذا فی روح المعانی

البلاغة قوله انی سمیتها فی روح المعانی والغرض من عرض التسمیة علی علام الغیوب الاولی فیه ان یقال ان الغرض من ذلك اظهارانها غیر راجعة عن نیتها وان کان ما وضعته انثی وانها وان لم تکن خلیقة لسدانة بیت المقدس فلتکن من العابدات فیه والتقدیم للاهتمام بالتسمیة لکون اسمها قدرات واسمها حال فتقدیم المسند الیه للتخصیص ای التسمیة منی لا ینشار کنی فیها ابوها ۱۲

اختلاف القراءة قوله کفلها فی البیضاوی شدد الفاء حمزة والکسائی وعاصم وخفف الباقون ۱۲

ملحقات ۱
۵۱ قوله
کذا فی روح ا
فلا یشکل ان ال
او للازمها وا
۵۲ قوله
اشارة الی ما فی
ان الجملة اعترا
لتعظیم المولود
وتفخیم شانه
بقدره ای وا
الذی وضعته
من عظائم الام
الاسرار و
وهی غافلة عن
۵۳ قوله
ای عجیب الو
فی الخرقة کذ
۵۴ قوله ۱۲
الترجمة وفات
کذا فی روح
۵۵ قوله
کذا فی ر
۵۶ قوله ۱۲
نه بهو لکے
شرعا لهم
لنا والا
السدنة فیه
القرعة مع

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝

اُس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے

ٹھیری جسکا بیان آگے آویگا اُس میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کامیاب ہوئے چنانچہ اونکو وہ مل گئیں اور اُنہوں نے بنا بر بعض روایات ایک انا کو رکھکر دو سال دودھ پلوایا اور بعض روایات میں دودھ پینے کی اُنکو حاجت نہیں ہوئی غرض وہ خود بیٹھنے اُٹھنے لگیں اُنکو مسجد کے متعلق ایک عمدہ مکان میں لاکر رکھا جب جاتے باہر سے قفل لگا جاتے آکر کھول لیتے اسی قصہ کا مختصر آگے مذکور ہے یعنی) پس اُن (مریم علیہا السلام) کو اُنکے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر اُنکو نشو و نما دیا اور (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کو اُن کا سرپرست بنایا (سو) جب کبھی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) اُن کے پاس (اُسی) عمدہ مکان میں (جس میں اُنکو رکھا تھا) تشریف لاتے تو اُنکے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالےٰ کے پاس (جو خزانہ غیب ہے اُس میں) سے آئیں بے شک اللہ تعالےٰ جسکو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں (جیسا اس موقع پر محض فضل سے بے مشقت عطا فرمایا) **ف** یہ جو فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے اُن کو قبول کرلیا اسکی ظاہری علامت یہ تھی کہ اُس قرعہ عجیبہ میں جو بطور معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام غالب آئے جس سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ کی مرضی تھی کہ یہ اُنکے پاس رہیں اور پلیں اسی بنا پر قبول کی نسبت اور نیز حضرت زکریا علیہ السلام کو کفیل بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ عمدہ طور پر اُنکو نشو و نما دیا اسکے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ابتدا سے عبادت و طاعت میں مشغول رکھا۔ دوسرے یہ کہ اور بچوں کی معمولی نشو و نما سے اُنکا ظاہری نشو و نما زائد تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام جو اُن سے پوچھتے تھے کہ یہ کہاں سے آیا تو وجہ اسکی یہ تھی کہ بجز اُن کے اُس مکان میں کوئی آنہ سکتا تھا خود قفل لگا جاتے اور خود آکر کھولتے دوسرے وہ چیزیں بھی بے فصل میوے ہوتے تھے اسلیے تعجب ہوتا تھا سو وہ رزق محض عالم غیب سے آتا تھا اور یہ قصہ کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی جسکا ثابت ہونا اولیاء اللہ کے لیے مذہب ہے اہل سنت والجماعۃ کا اور ان اللہ یرزق کا مضمون ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ہی کا قول ہو اور ممکن ہو کہ نقل قصہ کے بعد خود حق تعالےٰ کا ارشاد ہو

قصہ دعای زکریا علیہ السلام هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٧﴾

اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے **ف** اس موقع کا مطلب یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے بے فصل میوے آتے ہوئے دیکھے تو سمجھے کہ گو میں اور میری بی بی اسباب عادیہ کے اعتبار سے قابل توالد کے نہیں رہے جیسا اگلی ہی آیت میں ہے وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر لیکن ان میووں کی طرح کہ خلاف عادت آتے ہیں اگر میری بھی خلاف عادت اولاد ہو جاوے تو بعید نہیں اور گو قدرت خداوندی کے پہلے سے بھی معتقد تھے کیونکہ نبی تھے اور عقائد حقہ لوازم نبوت سے ہیں لیکن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے درخواست کی جرأت نہ کرتے تھے اب چونکہ میووں کے واقعہ کو مکرر مشاہدہ کرنے سے اس خاص وقت میں ایک گونہ عادت معلوم ہوئی جس سے مانع سوال کا مرتفع ہوگیا اس لیے درخواست پیش کی اور اچھی کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت ہو اور نیک کردار ہو۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا جسند جگہ مختلف مضامین سے منقول ہے سو ممکن ہے کہ اُس دعا میں سب مضامین ہوں حسب مناسبت مقام کہیں کوئی نقل کر دیا کہیں کوئی

اللغات قولہ هنالك فی روح المعانی هنا ظرف مکان واللام للبعد والکاف للخطاب ای فی ذلک المکان حیث هو قاعد عند مریم فی المحراب وجوزان یراد بها الزمان مجازا اھ قلت وانا بترجمتی لقولی اس موقع پر راعیت کلا المعنیین واشرت ایضا الی کونہ للبعد فافهم۔ قولہ ذریۃ طیبۃ الذریۃ فی المشهور النسل تقع علی الواحد والجمع والذکر والانثی والتانیث والتذکیر تارۃ یجیئان علی اللفظ واخری علی المعنی وهذا فی اسماء الاجناس ۱۲

[...]قات الترجمۃ
[...] قولہ ہناک بنا بر بعض
[...]ات والروایتان فی
[...] المعانی ونسب عدم
[...] الی الحسن وروی
[...] الشیخ عن ابن عباس
[...] ایۃ ابن[...] ۱۲ قولہ
[...] لگا جاتے نقلہ فی
[...] المعانی بروایۃ ابن
[...] عن الربیع ۱۲ ف
[...] خاص لان فی لدی
[...] من زیادۃ القرب
[...] فی عندہ ۱۲ ف
[...] فی ف مطلب یہ ہے
[...] اوردہ فی روح المعانی
[...] ابن المنذر وابن عساکر
[...] نحوہ ۱۲ ف قولہ
[...] لما یدل علیہ قولہ تعالےٰ
کلما ۱۲

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

پس پکار کے کہا اُنسے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنیوالے ہونگے

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ

اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجھکو بڑھاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی بانجھ ہے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہوجاوےگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں ارادہ کریں کردیتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے باتیں نہ کرسکوگے

اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝

تین روز تک بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی

اجابت دعای زکریا علیہ السلام فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۸﴾ پس پکار کے کہا اُن سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ (نام اولاد عطا ہونے) کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت) کی تصدیق کرنیوالے ہونگے اور (دوسرے) مقتدا (دین کے) ہونگے اور (تیسرے) اپنے نفس کو (لذات سے) بہت روکنے والے ہونگے اور (چوتھے) نبی بھی ہونگے اور (پانچویں) اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے ف محراب سے مراد یا تو مسجد بیت المقدس کی محراب ہی یا مراد اس سے وہ مکان ہی جسمیں حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا کرتے تھے کیونکہ اس جگہ محراب کے معنے عمدہ مکان کے ہیں اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسلیے کہتے ہیں کہ وہ محض خدا تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ باپ کے پیدا کیے گئے انکی تصدیق کا اسلیے ذکر کیا کہ دونوں صاحب ایک زمانہ میں تھے البتہ یحییٰ علیہ السلام اُن سے کچھ بڑے تھے اور لذات سے روکنے میں سب مباح خواہشوں سے بچنا داخل ہوگیا اچھا کھانا اچھا پہننا نکاح کرنا وغیرہ وغیرہ اس صفت کو موقع مدح میں فرمانے سے بظاہر معلوم ہوتا ہوگا کہ افضل طریقہ یہی ہے حالانکہ احادیث سے نکاح کی فضیلت معلوم ہوتی ہے سو تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کی حالت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی ہو کہ اُن پر شغل آخرت اسقدر غالب ہو کہ انکو ادائے حقوق اہل کیطرف ملتفت نہ ہونے دیتا ایسے شخص کے لیے یہی افضل ہے اسیوجہ سے جن احادیث میں فضیلت نکاح کی آئی ہے اُن میں یہ بھی قید ہے من استطاع منکم الباءۃ الخ۔ اور شائستگی کے اعلیٰ درجہ سے مراد وہ درجہ ہے جسکا نہونا بھی منافی نبوت نہیں پس وصف نبوت کے بعد اسکا ذکر کرنا غیر مفید نہوا خوب سمجھ لو۔ اور فرشتوں کا انکی نماز میں باتیں کرنا باوجودیکہ باتوں سے حضور قلب فوت ہوجاتا ہے اسلیے مضائقہ نہ تھا کہ وہ پیغام خدا تعالیٰ کا تھا اسکی طرف توجہ عین حضور قلب ہے قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۰﴾ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجھکو بڑھاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی (کبرسنی کی وجہ سے)

النحو قولہ فنادتہ فی روح المعانی ظاہر قولہ تعالیٰ فی مریم انا نبشرک اعقاب التبشیر الدعاء لا تاخرہ عنہ اہ قلت فالفاء للتعقیب بلا مہلۃ وانتزان بین الدعاء والاجابۃ اربعین سنۃ لم یوجد لہ اثر فی الصحاح کما فی روح المعانی وایضا فیہ ان ہذا الدعاء کما یمکن ان یکون فی مبادی الامر یمکن ان یکون فی اواخرہ قبل حمل مریم اہ قلت وہو اقرب بما یدل علیہ کلمۃ کلما من تکرار المشاہدۃ الظاہر منہ کون الدعاء بعد مشاہدات کثیرۃ قولہ مصدقا حال مقدرۃ من یحییٰ قولہ کذلک بہ تم الجواب دعا ملہ مقدر ای یکون لک غلام وانت کذلک من الشیخوخۃ وکون امراتک عجوزا وقولہ اللہ یفعل علۃ لہ وقد صرحت بوجہ الترکیب فی الترجمۃ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ الملائکۃ ای جبرئیل وحدہ کما اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود فالجمع ہہنا مجاز عن الواحد للتعظیم وقیل الجمع علی حالہ والمنادی کان جملۃ من الملائکۃ قولہ بلغنی الکبر فی روح المعانی اسند البلوغ الی الکبر توسعا فی الکلام کان الکبر طالب لہ وہو المطلوب قولہ تعالیٰ ایتک الخ فی روح المعانی واحسن الجواب ما اخذ من السوال کما قیل لابی تمام لم تقول ما لا نفہم فقال لم لا تفہم ما یقال کانہ قیل آیۃ حصول النعمۃ ان تمنع عن الکلام الا بالشکر وہذا مبنی علی ان سوال الآیۃ منہ علیہ السلام انما کان لتلقی النعمۃ بالشکر ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قولہ ان اللہ بالفتح ای بان اللہ وقرا نافع وحمزۃ و ابن عامر بالکسر علی ارادۃ القول او لان النداء نوع منہ ۱۲

ملحقات

سلہ قولہ
لمانی روح ال
یراد ما ہو ا
غایۃ الامر
بائستہ شرعیۃ
روکنے والے
الحصور المبا
النفس وحبہ
مع القدرۃ
قولہ علی د
لمانی روح الم
من الصلاح ما
الذی لا بد
النبوۃ مرا
وعلیہ یبنی و
علیہ السلام
سرجمہ کسد ف
العلہ

۴ ع ۱۱ ۱۴

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ

اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالی نے تمکو منتخب فرمایا ہو اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھرکی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے ۔ اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہیں

بوجہ حیض کے قابل نہیں ہے اللہ تعالی نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہوجاویگا کیونکہ اللہ تعالی جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں (انہوں نے) عرض کیا کہ اے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجیے (جس سے مجھکو معلوم ہوجاوے کہ اب حمل رہ گیا) اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہو کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کرسکو گے بجز (ہاتھ یا سر وغیرہ کے) اشارہ کے (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب لڑکا ہونے والا ہے) اور (اس زمانہ میں جب آدمیوں سے گفتگو کرنے پر قدرت نہ رہیگی ذکر اللہ پر قادر رہوگے سو) اپنے رب کو (دل سے بھی) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اسکی قدرت رہیگی) ف باوجودیکہ قدرت خداوندی کے معتقد بھی تھے اور مسئلہ کا مشاہدہ بھی کر چکے تھے اور خود ہی درخواست کی تھی اور اجابت کا علم بھی ہو گیا تھا پھر اس کہنے کے کیا معنے کہ کسطرح لڑکا ہوگا بات یہ ہے کہ یہ کہنا بطور استبعاد کے نہیں تاکہ شبہہ کی گنجایش ہو بلکہ مقصود کیفیت دریافت کرنا ہے کہ آیا ہم دونوں میاں بی بی کی جو حالت موجودہ ہے کہ دونوں خوب بوڑھے ہیں یہی حالت رہیگی یا کچھ اسمیں تبدیل کیجاویگی پس حاصل جواب یہ ہوا کہ نہیں بوڑھے ہی رہوگے پھر اولاد ہوگی اب اسمیں کوئی اشکال نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ لڑکا کیسے ہوگا لڑکا ہونا سمجھنا اسے معلوم ہوگیا ۔ اور نشانی کی جو درخواست کی اسکی وجہ یہ ہے کہ خوشی جلدی ہوجاوے دوسرے پہلے ہی سے شکر میں مشغول ہوں اور یہ نشانی جو مقرر کیگئی کہ آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے کی قدرت نہ رہیگی اسمیں لطافت یہ ہے کہ نشانی کی درخواست جو اسکا مقصود تھا کہ اداے شکر میں نشانی ایسی تجویز کیگئی کہ بجز اس مقصود کے دوسرے کام ہی کے نہ رہیں گے سو نشانی کی نشانی ہوگئی اور مقصود کا مقصود بدرجہ اتم حاصل ہوگیا یہ عدم کلام اضطراری تھا اور نشانی بننے کی صلاحیت اسی میں واضح ہے بخلاف عدم کلام اختیاری کے کہ اسکا نشان بننا محتاج تکلف ہے جسکے ارتکاب کی کوئی ضرورت نہیں پھر اسکی کوئی دلیل بھی نہیں اور بعضی آیتوں میں تین رات آیا ہے مراد تین دن اور تین رات ہیں پس دونوں آیتیں صحیح ہیں اور گو ان ایام میں وہ خود ہی ذکر و تسبیح میں مشغول رہتے کیونکہ مقصود نشان پوچھنے سے یہی تھا لیکن اظہار شان ذکر کے لیے اور ان کے مقصود کے اظہار استحسان کے لیے حق تعالی نے بھی اسکا ذکر فرمایا ۔ اور صبح شام سے یا تو کنایہ جمیع اوقات سے ہے یا صرف دن دن مراد ہے پس شب کو بوجہ وقت خواب ہونے کے تمام شب ذکر کا امر نہیں ہوگا ربط اوپر سے قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا چلا آتا ہے درمیان میں بوجہ مناسبت کے قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا آگیا تھا آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ پورا فرماتے ہیں اتمام قصہ حضرت مریم علیہا السلام وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے) کہا اے مریم بلاشک اللہ تعالی نے تمکو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہو اور (تمام پسندیدہ افعال واخلاق سے) پاک بنایا ہو اور (مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس زمانہ کی) تمام جہان بھرکی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہو (اور فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ) اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ (یعنی نماز ادا) کیا کرو اور (نماز میں) رکوع (بھی) کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہیں ف بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے ہم میں بعضے تو سجدہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اسلیے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود اہتمام رکوع کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ امر منقول کسیکے نزدیک ثابت ہو تو عمدہ وجہ یہ ہوسکتی ہو کہ فرائض صلوۃ میں قیام و سجود کی ہیئت میں عادۃً خلل کم ہوسکتا ہے بخلاف رکوع کے کہ اسکی ہیئت میں خلل زیادہ محتمل ہے جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہے کہ رکوع میں لوگ کم جھکتے ہیں جس سے وہ اقرب الی القیام رہتا ہے اور چونکہ اس ہیئت میں معاینہ کو ایک خاص دخل ہے اسلیے مع الراکعین بڑھا دیا کہ اسطرح سے کامل رکوع کیا کرتے ہیں ویسا کرنا

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ ف بلکہ مقصود کیفیت کا پوچھنا روح المعانی انی بمعنی کیف ۱۲

۲ قولہ دونوں خوب بوڑھے ہیں فہذا العقر انما ہو لکبر السن فلا یلزم الاشکال فی قولہ کذالک علی قراءۃ بل العقر لما کان منافیا للولادۃ تکیف یجتمع المتنافیان لا یسامع قولہ تعالی واصلحنا لہ زوجہ فانہ یدل بظاہرہ علی زوال عقرہا وقدر وی فی عمرہ مائۃ وعشرون وفی عمرہا ثمان وتسعون ۱۲ ۳

قولہ اضطراری تھا کذا فی روح المعانی ۱۲

۴ قولہ اس زمانہ کی لیس نص فی تفضیلہا مطلقا والمسئلۃ مسکوت عنہا ۵ قولہ ف فائدۃ ان لوگوں کے ساتھ الخ فالمعیۃ کہی فی قولہ ومع الصادقین للاتحاد ہیئۃ فلا یکفی للدلالۃ علی الجماعۃ ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس اور آپ ان لوگوں کے پاس تو اسوقت موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنے اپنے قلموں کو ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

دوسری بات قابل تحقیق یہ ہے کہ فرشتوں کا کلام کرنا خواص نبوت سے نہیں جیسا صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی کو فرشتوں کا سلام کرنا مروی ہے نبوت کا خاصہ وہ کلام ہے کہ ایسے شخص سے کیا جاوے جو مامور بالتبلیغ ہو گو اس کلام خاص کی تبلیغ کا امر نہ ہو اور لفظ نساء سے جو کہ خاص ہے بالغہ کے ساتھ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کے جوان ہونے کے بعد تھا اور اس بنا پر اصطفا کے مکرر لانے کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا اصطفا بچپن کا ہو مثلاً انکا نذر میں مقبول ہونا انکی کرامت بے فصل میوہ کے آنے میں ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ اور اصطفا ثانی جوانی کا ہو جیسے فرشتوں کا کلام کرنا اور بے شوہر کے بچہ پیدا ہونے کی کرامت پھر ان بچہ ہی کی زبان سے انکی براءت ثابت ہونے کی کرامت وغیرہ وغیرہ ربط اوپر اور آگے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کے قصے کچھ مذکور ہیں اور چونکہ واقعات ماضیہ کی اسطور پر خبر دینا کہ نہ کسی سے سنا ہو نہ خود دیکھا ہو نہ کسی کتاب میں پڑھا ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی یہ خارق عادت ہے جو بشرط دلیل ہے نبوت کی اسلیے اگلی آیت میں آپکی نبوت پر ان قصوں کے اخبار سے استدلال فرماتے ہیں استدلال بالقصص الماضیہ مذکورہ بر نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (۴۴) یہ قصے (جو اوپر مذکور ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے بوجہ اسکے کہ آپکے پاس کوئی ذریعہ ظاہری انکے معلوم کرنیکا نہ تھا) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس (اسکے ذریعہ سے آپ یہ خبریں معلوم کرکے اوروں کو بتلاتے ہیں) اور (ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مریم علیہا السلام کے رکھنے میں اختلاف کر رہے تھے جنکا فیصلہ اخیر میں قرعہ پر قرار پایا تھا) آپ ان لوگوں کے پاس تو اسوقت موجود نہ تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے (اور صورت قرعہ نکلنے کی یہ قرار پائی تھی کہ جسکا قلم پانی کی حرکت کے خلاف الٹا بہجاوے وہ مستحق سمجھا جاوے سو قرعہ سے غرض اس امر کا طے کرنا تھا) کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت (پرورش کی) کرے (پس آپ نہ تو اسوقت موجود تھے) اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ وہ لوگ (قبل قرعہ اس مقدمہ میں) باہم اختلاف کر رہے تھے (جسکے رفع کی ضرورت کے لیے یہ قرعہ قرار پایا اور ان خبروں کے دریافت ہونے کے لیے دوسرے وسائل کا نہ ہونا بھی یقیناً معلوم ہے پس ایسی حالت میں یہ اخبار آپکی نبوت کی دلیل ہیں) ف اور جو ایک آیت میں کفلہا زکریا فرمایا تھا اسمیں اس قصہ قرعہ کی طرف اشارہ تھا جسکی تفصیل یہاں کرنیکا وعدہ اس آیت کے ترجمہ کے ذیل میں کیا گیا تھا اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا انکا معجزہ تھا ف شریعت محمدیہ میں حنفیہ کے مسلک پر قرعہ کا یہ حکم ہے کہ جن حقوق کے اسباب شرع میں معلوم و متعین ہیں ان میں قرعہ ناجائز وہ داخل قمار ہے مثلاً شی مشترک میں جسکا نام نکل آوے وہ سب لے لے یا جس بچہ کے نسب میں اختلاف ہو اس میں جسکا نام نکل آوے وہی باپ سمجھا جاوے اور جن حقوق کے اسباب مفوض الی الرای ہوں ان میں قرعہ جائز ہے مثلاً دار مشترکہ کی تقسیم میں قرعہ سے زید کو شرقی حصہ دیدینا اور عمرو کو غربی حصہ دیدینا کہ بلا قرعہ اتفاق شرکین یا قضاء قاضی سے بھی جائز تھا ربط اوپر کی آیت بطور جملہ معترضہ کے تھی جو اثبات نبوت کے لیے لائی گئی تھی آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جس میں زیادہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے

اللغۃ قال البیضاوی ایہم یکفل متعلق بمحذوف دل علیہ یلقون ای یلقونہا لیعلموا او یقولوا ایہم یکفل ۱۲

البلاغۃ قولہ وما کنت لدیہم قال البیضاوی المراد تقریر کونہ وحیا علی سبیل التہکم بمنکریہ فان طریق معرفۃ الوقائع المشاہدۃ والسماع وعدم السماع معلوم لاشبہۃ فیہ عندہم فبقی ان یکون الاتہام باحتمال العیان ولا یظن بہ عاقل ۱۲

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي

جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم ‏ ‏بیشک اللہ تعالے تمکو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اسکا نام مسیح عیسے ابن مریم ہوگا ‏ ‏باآبرو ہونگے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ

دنیا میں اور آخرت میں ‏ ‏اور منجملہ مقربین ہونگے ‏ ‏اور آدمیوں سے کلام کرینگے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہونگے حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجکو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اللہ تعالی نے فرمایا کہ ویسے ہی ہوگا اللہ تعالی جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اسکو کہدیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے

تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسے علیہ السلام اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ (اسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے یہ بھی) کہا کہ اے مریم بے شک اللہ تعالے تمکو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا (یعنے ایک بچہ پیدا ہونیکی جو بلاواسطہ باپ کے پیدا ہونے کے سبب کلمۃ اللہ کہلاویگا) اُسکا نام (ولقب) مسیح عیسے ابن مریم ہوگا (اُنکے یہ حالات ہونگے کہ) باآبرو ہونگے (خدا تعالے کے نزدیک) دنیا میں (بھی کہ انکو نبوت عطا ہوگی) اور آخرت میں (بھی کہ اپنی امت کے مومنین کے بارہ میں مقبول الشفاعۃ ہونگے) اور (جیسے اُن میں نبوت و شفاعت کی صفت ہوگی جسکا تعلق دوسروں سے بھی ہے اسیطرح ذاتی کمال کے ساتھ بھی موصوف ہونگے کہ) منجملہ مقربین (عند اللہ) ہونگے اور (صاحب معجزہ بھی ہونگے کہ) آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کرینگے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں (بھی دونوں کلاموں میں تفاوت نہ ہوگا) اور (اعلی درجہ کے) شائستہ لوگوں میں سے ہونگے **ف** اس شائستگی کی حقیقت ابھی اوپر لفظ صالحین کی تفسیر میں گذر چکی جہاں حضرت یحیی علیہ السلام کے لیے یہ لفظ آیا ہے اور اس بشارت کا دینا سورہ مریم میں حضرت جبرئیل کیطرف بعنوان واحد منسوب ہے اسیلیے بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں بھی ملائکہ سے مراد صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں انکو جمع کے لفظ سے تعبیر کرنا باعتبار معنی جنسی کے ہے جیسے محاورہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء یہ کہتے ہیں خواہ ایک ہی عالم سے سنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں اور انہوں نے بھی خواہ تفصیلاً خواہ تصدیق بشارت جبرئیل کر کے اجمالاً یہ بشارت دی ہو اور کلمۃ اللہ اور ابن مریم دونوں میں اشارہ ہے کہ انکے بے باپ پیدا ہونے کیطرف ورنہ باپ کیطرف نسبت ہوتی اور بچپن میں بولنے کا قصہ سورہ مریم میں آوے گا

تعجب حضرت مریم علیہا السلام از بشارت تولد عیسے بدون پدر و جواب تعجب قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ حضرت مریم علیہا السلام بولیں اے میرے پروردگار کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجکو کسی بشر نے (صحبت کے طور پر) ہاتھ نہیں لگایا (نہ جائز طریق سے نہ ناجائز طریق سے اور عادۃً بچہ بدون مرد کے پیدا نہیں ہوتا تو معلوم نہیں کہ ویسے ہی محض قدرت خداوندی سے بچہ ہوگا یا کہ مجکو نکاح کا حکم کیا جاویگا) اللہ تعالے نے (جواب میں فرشتوں کے واسطہ سے) فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالے جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں (یعنے کسی چیز کے پیدا ہونے کے لیے صرف انکا چاہنا کافی ہے کسی واسطہ و سبب کی حاجت نہیں)

اللغات فی روح المعانی الکهل ما بین الشاب والشیخ اه قلت وتخصیصہ بالذکر لکونہ زمان کمال عقل واعتدال کلام ولما خص الکهل بما بعد الاربعین کما فی روح المعانی وقد رفع علیہ السلام قبل الکهولۃ کما قال فی روح المعانی انہ ذہب سعید بن المسیب وزید بن اسلم الی انہ علیہ السلام رفع الی السماء وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ کما رواہ ابن جریر بسند صحیح عن کعب الاحبار ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابن زید فی الآیۃ قال قد کلمہم فی المہد وسیکلمہم اذا قتل الدجال وہو یومئذ کہل اہ دلت الآیۃ علی نزولہ الی الارض فافہم المسیح قال البیضاوی اصلہ بالعبریۃ مشیحا ومعناہ المبارک وعیسی معرب ایشوع معناہ السید ۱۲

النحو فی روح المعانی والبیضاوی نصب وجیہا علی انہ حال مقدرۃ من کلمۃ وسوغ مجیئ الحال عنہا مع انہا نکرۃ لوصفہا بما بعدہا والتذکیر باعتبار المعنی ومن المقربین معطوف علی وجیہا ای ومقربا من جملۃ المقربین. ویکلم عطف علی الحال فتاویلہ بالاسم وقولہ فی المہد وکہلا المجموع حال لا کل علی الاستقلال لان المقصود التسویۃ ومن الصالحین حال ثالث من کلمۃ اہ قلت واشرت الیہ کونہا احوالا بقولی فی اثناء الترجمۃ یہ حالات ہونگے اسمہ مبتدأ والمسیح خبر اول وعیسی خبر ثان وابن مریم صفۃ وانما سمی المسیح اسما مع انہ لقب لان الاسم علامۃ المسمی والمیز لہ من سواہ فتم العلم واللقب کما اشرت الیہ عمومہ فی اثناء الترجمۃ ۱۲

ت الترجمة
لہ مقبول الشفاعۃ
ن یکون قول عیسی
ر وان تنقضہم
یکون قولہ تعالے
ا وقین اخبارا
انی حق المومنین ۱۲
ہ صحبت کے طور پر
ی ان المسیس کنایۃ
کما فی روح المعانی ۱۲
یہ معلوم نہیں الخ
ن کلمۃ انی بمعنی
ال عن الکیفیۃ
ا وان امکن
انشاء قولہ
واسطہ سے
سورۃ مریم
بخاطبتہا جبرئیل
ت قال رب
علی ہیں ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ

اور اللہ تعالی انکو تعلیم فرماوینگے کتابین اور سمجھ کی باتین اور توریت اور انجیل اور انکو بنی اسرائیل کی طرف بھیجین گے کہ مین تم لوگونکے پاس کافی دلیل لیکر آیا ہون وہ یہ ہے کہ مین

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى

تم لوگونکے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہون جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اسکے اندر پھونک مار دیتا ہون جس سے وہ پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور مین اچھا کر دیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہون مردونکو

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا

خدا کے حکم سے اور مین تمکو بتلا دیتا ہون جو کچھ اپنے گھرون مین کھاتے ہو اور جو رکھ لیتے ہو بلا شبہ ان مین کافی دلیل ہے تم لوگونکے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور مین اس طور پر آیا ہون کہ تصدیق کرتا ہون

لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہون کہ تم لوگونکے واسطے بعضی ایسی چیزین حلال کر دون جو تم پر حرام کر دی گئی تھین اور مین تمہارے پاس دلیل لیکر آیا ہون حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

بیشک اللہ تعالی میرے بھی رب ہین اور تمہارے بھی رب ہین سو تم لوگ اوسکی عبادت کرو بس یہی راہ راست ہے

انکو حاجت نہین اور انکے چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہین تو اسکو کہدیتے ہین کہ (موجود) ہوجا بس وہ چیز (موجود) ہوجاتی ہے (پس اگر اسباب و وسائط کے بعد موجود ہونیکو فرما دیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے اور اگر وسائط و اسباب کے قبل موجود ہونیکو کہدیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے) ف اسکی دلیل عقلی یہ ہے کہ اسباب و وسائط بھی آخر شے ہین اگر انکے لیے بھی اسباب و وسائط کی حاجت ہو تو انہین میں یہی کلام ہوگا جس سے تسلسل محال لازم آویگا اور اگر حاجت نہو تو وسائط و دیگر اشیاء اسمین متساوی ہین دیگر اشیاء کا ایجاد بھی بلا وسائط ممکن ہوگا اور اس ممکن کی خبر مخبر صادق نے دی ہو پس اعتقاد اسکے وقوع کا لازم ہوگا خوب سمجھ لو کن فیکون کی تحقیق پارہ الم کے ختم کے قریب گذر چکی ہے احتیاج تکرار نہین **بشارت فضائل عیسے علیہ السلام** وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ اور (اے مریم اس مولود مسعود کی یہ فضیلتین ہونگی کہ) اللہ تعالی انکو تعلیم فرماوینگے (آسمانی) کتابین اور سمجھ کی باتین اور (بالخصوص) توریت اور انجیل اور انکو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف (پیغمبر بناکر یہ مضمون دیکر) بھیجینگے کہ (انی قد جئتکم تا مستقیم یعنی) مین تم لوگونکے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر آیا ہون وہ یہ ہے کہ مین تم لوگونکے (یقین لانیکے) لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہون جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس (مصنوعی شکل) کے اندر پھونک مار دیتا ہون جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بنجاتا ہے خدا کے حکم سے (ایک معجزہ تو یہ ہوا) اور مین اچھا کر دیتا ہون مادرزاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہون مردون کو خدا کے حکم سے (یہ دوسرا تیسرا معجزہ ہوا) اور مین تمکو بتلا دیتا ہون جو کچھ ہو

النحو قوله يعلمه كلام مبتدأ ذكر تطييبا لقلبها وازاحة لما اهمها من خوف اللوم قوله ورسولا منصوب بفعل مضمر يجر اليه المعنى معطوفا على يعلمه اى ويجعله رسولا وهو الذي اختاره ابو حيان- قوله انى قد جئتكم اى بانى- قوله باية اى متلبسا باية- قوله انى اخلق لكم بدل من قوله آية وقرأ نافع انى بكسر الهمزة استينافا قوله كهيئة الطير اى هيئة بحذف مضاف اى ذات هيئة كائنة كهيئة الطير فالكاف حرف متعلق بمحذوف وقع نعتا المحذوف مفعول لاخلق- قوله ومصدقا عطف على المضمر الذي تعلق به قوله تعالى باية اى قد جئتكم متلبسا باية ومصدقا- قوله ولاحل معطوف على مصدقا ويلزم التاويل بما يحتاج من باب واحد وان كان الاول حالا والثاني مفعولا له فكانه قيل جئتكم لاصدق ولاحل او قد تقدم واشرت في الترجمة الى كون الاول حالا بقولي بطور بيه والى كون الثاني مفعولا له بقولي اسليے ہذا كله من البيضاوى وروح المعانى ۱۲ **البلاغة** الكتب اللام للجنس دخل فيه الزبور والصحف وخص الكتابان لفضلهما قوله جئتكم باية التنوين للتعظيم واشرت اليه بقولى كافى- قوله بما تاكلون تخصيصهما لان علمهما يقينى للاكل والمدخر لارتياب فيهما- قوله مؤمنين فيه مجاز اى مريدين للايمان ۱۲ **اختلاف القراءة** قوله يعلمه وفى قراءة نعلمه ۱۲

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ انکے چاہنے طریقہ الشارۃ الی وجہ نفی التشبیہ بالحوادث فلا یلزم تقدم المشبہ لان التعلق ۔۔
سلہ قولہ فی ف اور اگر ظہور ہذا اجابت مریم علیہا السلام لیوسف ۱۲ کما فی روح المعانی عن ابن بشر وابن عساکر عن ان اول من اطلع علی ابن حمل لہا انقال لہ وانہم لذلک دخشی البلیۃ لانہ کان یخدمہا فقال لہا ہل یکون شیء من غیر قالت ان اللہ تعالی خلق الاول من غیر نبات و الاول من غیر بذر فقال صدقت ۱ھ مختصرا ۱۲
قولہ تمام بنی اسرائیل لیفید تعمیمہم لانفی غیرہ الامر بالحواریین او من بنی اسرائیل ولا عموم لبعثۃ الخاص صلی اللہ علیہ وسلم لا بہذا العموم کونہا الخلق ولم یلزم فلا یقال ان من کان احد الانبیاء ولم یبعث بنی غیرہ یجب علیہ النبی وان لبعث لم یجب بخلاف نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ کان فی الخلق من انبیاء ثم کان اتباعہ علیہم ونسخ ما کان با دخل غیری لیقتصر فی ہذا الباب والہ وبیانی فی تفسیر

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہوجاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ

مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

رہئے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں۔

گھروں میں کھا (کر) آتے ہو اور جو (گھروں میں) رکھ آتے ہو (یہ چوتھا معجزہ ہوا) بلاشبہ ان (معجزات مذکورہ) میں (میری نبی ہونے کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے (نازل ہوئی) تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں جو (شریعت موسے علیہ السلام میں) تم پر حرام کردی گئی تھیں (سو انکی حرمت میری شریعت میں منسوخ ہوگئی) اور (میرا یہ دعوی نسخ بلادلیل نہیں ہے بلکہ میں پہلے ثابت کرچکا ہوں کہ) میں تمہارے پاس (نبوۃ کی) دلیل لیکر آیا ہوں (اور صاحب نبوت کا قول دعوی نسخ میں حجت ہے) حاصل یہ کہ (جب میرا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہوچکا تو میری تعلیم کے موافق) تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت حکم) سے ڈرو اور (دین کے باب میں) میرا کہنا مانو (اور خلاصہ میری دینی تعلیم کا یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں (یہ تو حاصل ہے تکمیل عقیدہ کا) سو تم لوگ اس (رب) کی عبادت کرو (یہ حاصل ہوا تکمیل عمل کا) بس یہی راہ راست (دین کی) ہے جس میں عقائد و اعمال دونوں کی تکمیل ہو رہی ہے سے نجات و وصول الی اللہ میسر ہوتا ہے ف پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت میں اسکا جواز منسوخ ہوگیا۔ اور ابراء اکمہ و ابرص کا امکان اگر اسباب طبعیہ سے ثابت ہو جاوے تو وجہ اعجاز یہ تھی کہ بلا اسباب طبعیہ ابراء واقع ہو جاتا تھا آل معاملہ حضرت عیسے علیہ السلام با قوم خود فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ غرض بشارت مذکورہ کے بعد حضرت عیسے علیہ السلام اسی شان سے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل سے مضمون مذکور کی گفتگو ہوئی اور معجزات ظاہر فرمائے مگر بنی اسرائیل آپ کی نبوت کے منکر رہے) سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا (اور انکار کے ساتھ درپے ایذا بھی پایا اور اتفاقاً کچھ لوگ انکو ایسے ملے جو حوارین کہلاتے تھے) تو (ان حوارین سے) آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو (دین حق میں بمقابلہ مخالفین و منکرین کے) میرے مددگار ہوجاویں اللہ کے واسطے (جس سے دعوی دین میں مجھکو کوئی ایذا نہ پہونچا دے) حوارین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے) ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب دعوت آپ کے) ایمان لائے اور آپ اس (بات) کے گواہ رہئے کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے) فرمانبردار ہیں (پھر زیادت اہتمام و توثیق کے لیے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی ان احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو (ہمارا ایمان قبول فرماکر) ہمکو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو (مضامین مذکورہ کی) تصدیق کرتے ہیں (یعنی مومنین کاملین کے زمرہ میں ہمارا بھی شمار فرمالیجیے) ف اٰمنا باللہ کے ترجمہ میں جو ہمنے یہ قید ظاہر کردی ہو (حسب دعوت آپ کے) اس سے یہ ایمان بالرسول کو بھی متضمن ہوگیا ایمان بالرسول کو بھی جسکی مناجات میں تصریح ہوگئی ہے یہاں یہ امر تحقیق کے قابل ہے کہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف مبعوث ہوئے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حوارین کو بھی دعوت دین کی فرمائی احقر کے نزدیک اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر حوارین بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں تب تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر بنی اسرائیل میں سے نہوں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ گو انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام نہیں

اللغات قال البیضاوی حواری الرجل خالصته من الحور (کانہ نسبۃ الی الحور و زیادۃ الالف من تغیرات النسب ۱۲ س) وقیل کانوا ملوکا یلبسون البیض استنصر بہم عیسے علیہ السلام من الیہود وقیل قصارون یحورون الثیاب ای یبیضونہا اھ ۱۲ **البلاغۃ** قولہ احس قال البیضاوی تحقق کفرہم عندہ تحقق ما یدرک بالحواس اھ اوالکفر الحسی قولہ انصاری الی اللہ قیل بمعنے اللام کذا فی البیضاوی واختیر نقلہ التکلف فی ترجمتہ وان کان الابلغ کمافی روح المعانی ان یحمل علی معنی من ینصرنی منتہیا نصرہ الی اللہ تعالیٰ کما یقتضیہ حرف الانتہاء دون تضمین کانہ علیہ السلام طلب منہم ان ینصروہ للہ تعالیٰ لا لغرض آخر مجاز ان نصرۃ اللہ تعالیٰ فی نصرۃ رسولہ و حوابہم یشید الطباق لہ اھ قلت وعلی کل فنصرۃ اللہ ونصرۃ رسول ونصرۃ دینہ کلہا متحدۃ فی المعنے فالنظم الجواب طبق السوال علی کل تقدیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ
لے قولہ میرا دعوی نسخ بلادلیل نہیں اشارۃ الی ارتباط قولہ جئتکم بایۃ بمضمون قولہ الاحل واشارۃ بقولہ ثابت کرچکا ہوں الی کون جئتکم تکرارا وفائدۃ اختلاف الغرض فی الموضعین دلیل النبوۃ فی الاول ودلیل النسخ فی الثانی ۱۲ ۔ سے قولہ حاصل اشارۃ الی کون الفاء لترتب وجوب الاتقاء والاطاعۃ علی ثبوت النبوۃ ۱۲ ۔ سے قولہ خلاصہ فالجملۃ ... بیان لعونۃ فاتقوا ۱۲ ۔ یہ قولہ کہلاتے تھے ... بل الایمان کما قال ... لانہم کانوا یبیضون ... او بعد الایمان کما ... بصفاء قلوبہم ۱۲ ۔ قولہ ان حواریین سے ... الصف کما قال ... ابن مریم للحواریین ... بقولہ تعالیٰ ... فآمنت طائفۃ من ... اسرائیل وکفرت طائفۃ ... کونہم ... کانوا من ... الصف علی ... بنی اسرائیل ... لا کون ... یمکن ان ... ہذا القول ... فافہم ۱۲ ۔ ... فی ترجمۃ ... رسول ان رسول ... العہد ۱۲

عیدلقا ... الی الشہادۃ لتصدیق لقول المدعی ۱۲

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بیشک میں تمکو وفات دینے والا ہوں اور میں تمکو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تمکو ان لوگوں

الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں انکو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا

فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

انکے زمانہ میں علاوہ اس قوم کے جنکی طرف بعثت ہوئی ہے باقی اور لوگوں پر بشرطیکہ اُن تک خبر پہونچے اصول دینیہ میں تو اتحاد اصول جمیع شرائع کی وجہ سے اتباع اُس نبی کا واجب ہوتا ہے اور فروع میں تفصیل ہے کہ ان بقایا ناس میں جنکی طرف اور کوئی نبی مبعوث ہوں اُنپر تو صرف اس خاص نبی کا اتباع واجب ہوتا ہے اور جنکی طرف کوئی نبی مبعوث نہوا انپر اسی نبی جدید کا اتباع ضروری ہوتا ہے پس حواریین کیطرف چونکہ کوئی خاص نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے اسلیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع انپر واجب تھا اسلیے انکو دعوت دین فرمائی اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آیا کیونکہ مراد عموم بعثت سے یہ ہے کہ اُس دعوت سے کوئی شخص فروع میں بھی مستثنے نہو سو یہ خاص ہے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسیطرح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان عام ہونے سے عموم بعثت کا شبہ نکرنا چاہیے کیونکہ وہ سزا تھی مخالفت کرنیکی توحید میں جو کہ اصول واجب الاتباع سے ہے کھبر بعد تحریر اس مقام کے روح المعانی میں بضمن قصہ نزول مائدہ ایک روایت ملی جسکو ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روز ہی رکھکر اللہ تعالیٰ سے جو درخواست کروگے قبول ہوگی انہوں نے روزے رکھکر نزول مائدہ کی درخواست کی الخ اور قرآن میں منصوص ہے کہ درخواست کنندہ حواری تھے اس مجموعہ سے معلوم ہوا کہ حواریین بنی اسرائیل میں سے تھے اب شبہ مذکورہ کی بناہی منہدم ہوگئی لله الحمد اور سورہ صف میں فآمنت طائفة من بني اسرائيل کا آنا بعد قال الحواریون نحن انصار اللہ کے بھی ظاہراً اسیکا مؤید ہے بیان مکر یہود و حفاظت حق تعالیٰ

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

اور ان لوگوں نے (جو کہ بنی اسرائیل میں سے آپکے منکر نبوت تھے آپ کے اضرار و اہلاک کے لیے) خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر و حیلہ سے آپکو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوئے) اور اللہ تعالیٰ نے (آپکے محفوظ رکھنے کے لیے) خفیہ تدبیر فرمائی (جسکی حقیقت کا اُن لوگوں کو پتہ بھی نہ لگا کیونکہ ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا جس سے وہ محفوظ رہے اور وہ ہمشکل سولی دیا گیا اُن لوگوں کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہوسکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں (کیونکہ اوروں کی تدبیریں ضعیف ہوتی ہیں اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ کی تدبیریں قوی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ خیر محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہیں اور وہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے اسوقت فرمائی) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جبکہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نکرو) بیشک میں تمکو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لیے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہوگے) اور (فی الحال) میں تمکو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تمکو اُن لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارے کہنا

اللغات قوله مكر الله في روح المعاني ونقل عن الامام ان المكر ايصال المكروه الى الغير على وجه يخفى فيه وانه يجوز صدوره عنه تعالى حقيقة وقال غير واحد انه عبارة عن التدبير المحكم وهو ليس بممتنع عليه تعالى ١٢	النحو قوله اذ قال في روح المعاني ظرف لمكر او لمحذوف نحو وقع ذلك او قدر اذكر كما في امثاله لم يعد اه قلت واخترت الاولين في الترجمة لاقتضاء المقام ذلك ومن ثم جمعت بين الآيتين في الترجمة ١٢

ماننے والے ہین انکو غالب رکھنے والا ہون ان لوگون پر جو کہ (ہمارے) منکر ہین روز قیامت تک (گو اسوقت یہ منکر ہین غلبہ اور قدرت رکھتے ہین) پھر (جب قیامت آجاویگی اسوقت) میری طرف ہوگی سبکی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو مین (اسوقت) تم (سب) کے درمیان (عملی) فیصلہ کرونگا ان امور مین جنمین تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ ان امور کے مقدمہ ہے عیسے علیہ السلام کا) ف اس آیت مین چند وعدے مذکور ہین جو اسوقت عیسے علیہ السلام سے فرمائے گئے۔ ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا یہ وقت موعود اسوقت آویگا جب قرب قیامت کے زمانہ مین عیسے علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاوینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے۔ دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھا لینے کا تھا یہ وعدہ اسی ساعت کے ساتھ پورا کیا گیا جسکے ایفا کی خبر سورہ نساء مین دیگئی ہے رفعہ اللہ الیہ اب زندہ آسمان پر موجود ہین اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن ذکر پہلے ہے کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لیے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واو چونکہ ترتیب کے لیے موضوع نہین لہذا اس تقدیم و تاخیر مین کوئی اشکال نہین تیسرا وعدہ تہمت سے پاک کرنا اسکا ایفا یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب بیجا الزامات اور افترا اون کو جو حضرت عیسے علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے مثل نعوذ باللہ انکی نسب کو مطعون کرنا انکو دعوی الوہیت بتانا ان سبکو صاف کردیا چنانچہ قرآن مجید مین جا بجا یہ مضامین صراحۃً مذکور ہین جس سے آپکی نزاہت نسب و عقیدہ کی ظاہر ہے۔ چوتھا وعدہ آپکے متبعین کا آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنا یہان اتباع سے مراد خاص اتباع ہے یعنے اعتقاد نبوت پس مصداق متبعین کے وہ لوگ ہین جو آپ کی نبوت کے معتقد ہین سو اس مین نصاری اور اہل اسلام دونون داخل ہین گو اسوقت نصاری کا اتنا اتباع نجات آخرت کے واسطے اسلیے کافی نہین کہ ایک دوسرے ضروری جزو مین وہ اتباع نہین کرتے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے لیے بھی فرما گئے تھے لیکن یہان اتباع کامل مراد ہی نہین اور منکرین سے مراد یہود ہین جو منکر نبوت عیسویہ تھے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ امت محمدیہ اور نصاری ہمیشہ یہود پر حاکم اور غالب رہین گے چنانچہ جلدی یہ وعدہ پورا ہوا اور یہود ذلیل و خوار ہوئے اور سلطنت انکی برباد ہوگئی پھر آجتک جہان کہین یہ لوگ ہین یا تو نصاری کی رعایا ہین یا اہل اسلام کی اور قیامت کے قریب تک ایسا ہی رہیگا صرف چالیس دن کے لیے دجال کا جو کہ یہود کا سرگروہ ہے ایک گونہ شور و فساد پھیلیگا لیکن اول تو وہ فوراً مٹ جاویگا پھر کوئی باضابطہ امن و اطمینان سے حکومت نہوگی اور محض ایسی عارضی شورش کو سلطنت نہین کہہ سکتے اسیطرح بعض نے جو مسعودی مورخ سے بعض عباسیین کے زمانہ مین یہود کی کچھ چھوٹی چھوٹی حکومتین نقل کی ہین وہ مسلمانون اور عیسائیونکی سلطنتون کے مقابلہ مین اس قابل نہین کہ اسکو ان دونون کے مساوی یا انپر غلبہ کہا جاسکے بلکہ اس حالت مین بھی ان دونونکو غالب اور یہود کو مغلوب ہی کہا جاویگا جسکا اس آیت مین وعدہ کیا گیا ہے۔ پانچوان وعدہ قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کے فیصلہ فرمانے کے متعلق ہے سو قیامت آویگی اور یہ واقع ہوگا اور عملی کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ دلیل شرعی سے تو فیصلہ یہان ہی ہوگیا ہے چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسے علیہ السلام مصلوب ہوکر دفن ہوئے اور زندہ نہین ہوئے اور عیسائی کہتے تھے کہ بعد صلب و دفن کے زندہ ہوکر آسمان پر گئے قرآن مجید نے اس قول ما قتلوہ وما صلبوہ سے دونونکی نفی فرمادی اور انکے منشاء اشتباہ پر ولکن شبہ لہم مین تنبیہ فرمادی۔ اگر کوئی منکر دعوی تواتر کا ہو تو جواب صاف ظاہر ہے کہ وہان مومنین تو خوف کے مارے مجتمع تھے نہین صرف مخالف یہودی تھے سو اول وہ قلیل جو تواتر کے لئے کافی نہین ثانیاً تصرف الہی سے کہ ایک شخص انکا ہمشکل بنا دیا گیا انکو خود اشتباہ ہوگیا اور بقول بعض علما حاضرین کے غلط خبر اڑا دینے سے غایبین پر امر مشتبہ ہوا بہر حال مشاہدہ نرہا ثالثاً انکا عدد ہونا خود مجوز توافق علی الکذب کو ہے پس شرائط تواتر کے مفقود ہوئے تنبیہ ضروری تقریر تفسیر سے بعض ان لوگونکی غلطی ظاہر ہوگئی جو آجکل دعوی بلا دلیل کرتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ مدفون ہوگئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لاوینگے اور اس بنا پر جو احادیث عیسے علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہین انمین تحریف کی ہے کہ مراد اس سے مثیل عیسے ہے اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے اور مبنی اس مدعی کے کل شبہات کا دو امر ہین ایک نقلی دوسرا عقلی نقلی یہ کہ حق تعالی نے آپکے بارہ مین لفظ متوفیک فرمایا ہے عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے اور اسی بنا پر قصہ معراج مین تاویل کی ہے۔ نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہوگیا کہ اگر متوفیک کے معنی وفات کے بھی لیے جاوین تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے اس سے وقوع موت کا یا نفی رفع یا حیات فی الحال کی لازم نہین آئی اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے پس اسکا قائل ہونا واجب ہے رفع تو آیت رفعہ اللہ الیہ سے جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر تھے سو اُنکو سخت سزا دونگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اُن لوگوں کا کوئی حامی نہ ہوگا اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مومن تھے اور اُنہوں نے نیک کام کیے تھے سو اُنکو اللہ تعالے اُنکے ثواب دینگے اور اللہ تعالی محبت نہیں رکھتے ظلم کرنیوالوں سے

نص ہو رفع مع الجسد میں اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا ممتنع ہے اور دلیل تعذر مفقود ہے اور حیات احادیث و اجماع سے ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ اوردہ السیوطی فی الدر المنثور اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم کی سلف و خلف اسکے خلاف منقول نہیں اور اگر وفات کے معنی نہ لیے جاویں جیسے اور علماء اسطرف گئے ہیں کہ توفی کے معنے پورا لے لینے کے ہیں مراد اس یہ کہ میں تمکو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لیلونگا تو جواب میں استدلال کی بنا ہی منہدم ہو جاویگی یا وفات کے معنے لیں اور پھر بعد رفع حیات کے قائل ہوں جیسا بعض اسطرف بھی گئے ہیں تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور عقلی دلیل کے جواب کیلیے ان اللہ علی کل شئ قدیر کافی ہے البتہ جو امور ممتنع بالذات ہیں وہ عموم شئے سے مستثنے ہیں یا جو ممتنع شرعا ہیں انکا عدم وقوع یقینی ہے اور رفع جسد کا امتناع نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہو سکے پس دعوی مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہے اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہے پھر تعیین مصداق ترجیح بلا مرجح ہے کیا دوسرا شخص ایسے مثیل ہونیکا اپنے لیے دعوی نہیں کر سکتا۔ یہ تقریر اس بحث میں اجمالی ہے مگر انشاء اللہ تعالے کافی ہے اور مفصل بحث میں بہت سے رسالے اور کتابیں ہمارے زمانہ کے علماء اہل حق نے شائع فرما دیے ہیں اگر شوق ہو مطالعہ فرمایا جاوے لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہے ربط اوپر کی آیت میں مذکور تھا کہ میں ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ کر دونگا آیت آئندہ میں اُس فیصلہ کا بیان

فیصلہ اہل حق و اہل باطل روز جزا فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۶﴾ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں) کافر تھے سو اُنکو (انکے کفر پر) سخت سزا دونگا (مجموعہ دونوں جہان میں) دنیا میں بھی (کہ وہ تو ہو چکی) اور آخرت میں بھی (کہ وہ باقی رہی) اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور اُنہوں نے نیک کام کیے تھے سو اُنکو اللہ تعالے اُنکے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دینگے اور (کفار کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالے محبت نہیں رکھتے (ایسے) ظلم کرنیوالوں سے (جو خدا تعالے یا پیغمبروں کے منکر ہوں یعنی چونکہ یہ ظلم عظیم ہے معافی کے قابل نہیں اسلیے مبغوض شدید ہو کر سزا یاب ہوتا ہے) ف اس آیت کے مضمون میں ایک خفیف سا اشکال ہے کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان میں اس کہنے کے کیا معنی کہ میں دنیا و آخرت میں سزا دونگا کیونکہ اُس وقت تو سزاے دنیوی نہیں ہوگی حل اسکا یہ ہے کہ اس کہنے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو یہ کہے کہ اسوقت تو ایک سال کی قید کرتا ہوں اگر جیلخانہ میں کوئی شرارت کی تو دو سال کی کر دونگا فقط اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دو سال آج کی تاریخ سے شروع ہونگے پس اس بنا پر یقینی ہے کہ شرارت کے بعد دو سال مراد نہیں بلکہ اُس شرارت کے وقت اگرچہ کچھ مدت گذر چکی ہو مگر پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ شرارت کے بعد دو سال کا حکم ہو جاویگا حاصل یہ ہوتا ہے کہ شرارت پر اس مجموعہ کی تکمیل بطور انضمام ایک سال زائد کے مرتب ہو جاویگی اسیطرح یہاں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں تو سزا ہو چکی اسکے ساتھ سزاے آخرت منضم ہو کر یہ مجموعہ قیامت کے روز مکمل کر دیا جاویگا یعنے سزاے دنیا کا کفارہ نہوگا سزاے آخرت کے لیے بخلاف اہل ایمان کے کہ اگر انپر دنیا میں کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے تو گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت کی عقوبت خفیف یا دفع ہو جاتی ہے۔ اور اسکی وجہ کی طرف لا یحب الظالمین میں اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی اہل ایمان بسبب ایمان کے محبوب ہیں محبوب کے ساتھ ایسے معاملات ہوا کرتے ہیں اور اہل کفر بسبب کفر کے مبغوض ہیں مبغوض کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ اور کفار میں دو احتمال ہیں یا تو خاص کفار یعنے یہودی یا مطلق کفار جس میں اور فرقے بھی داخل ہو جاوینگے سو انکی سزاے آخرت تو ظاہر ہے اور دنیوی سزا یہود کے لیے تو وہی کافی ہے جسکا اوپر ذکر ہے یعنے ہمیشہ

البلاغۃ قولہ فاعذبہم بالتکلم وفیوفیہم بالغیبۃ فی روح المعانی للایذان بان توفیۃ الاجر مما لا یقتضی لہا نصب النفس لانہا من آثار الرحمۃ الواسعۃ ولا کذلک العذاب اھ ۱۲

ملحقات الترجمۃ
۵۶ قولہ تفصیل مفہوم الفاء والما فصلہ فی الفائدۃ الذوق والھرسۃ بالوجہ الرابع من ا المذکورۃ فی روح ا ۱۲
۵۶ قولہ ایسے ای کون الظالمین الخاص من ہو الظلم ا المذکور فی القرآن الشرک والکفر وا العہد بارادۃ الیہ کفی کلمۃ (ایسے) ۱۲

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

یہ ہم تمکو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے۔ بیشک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدم کے ہے کہ انکو مٹی سے بنایا پھر

قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

انکو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپکے پروردگار کیطرف سے ہے سو آپ شبہہ کرنیوالوں میں سے نہ ہو جیئے

مغلوب ہونگے اور دیگر کفار کی سزا بھی مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے کبھی مسلمانوں کے جزیہ گذار ہوتے ہیں کبھی ہلاک کیے جاتے ہیں کبھی دوسرے امراض ومصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور گویہ واقعات اہل اسلام کو بھی پیش آتے ہیں مگر انکے لیے وہ بطور سزا و مبغوضیت کے نہیں ہوتے بلکہ انکے لیے رحمت اور کفارۂ سیئات ہوتا ہے فقط ربط یہ قصہ یہانتک ختم ہوگیا آگے اس اخبار کا دلیل نبوت محمدیہ ہونا بوجہ خارق عادت ہونیکے بیان فرماتے ہیں جیسے اوپر آیت ذٰلک من انباء الغیب میں اسکی تقریر گذر چکی اور آگے بھی آتی ہے **استدلال بر نبوت محمدیہ بقصہ مذکورہ** ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸ یہ (قصہ مذکورہ) ہم تمکو (بذریعہ وحی کے) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے **ف** یعنی فی نفسہ بھی مشتمل ہے علم وحکمت کی باتوں پر بوجہ اسکے دال ہے قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر اور آپکے اعتبار سے بھی دلیل ہے صدق دعویٰ نبوت پر کیونکہ آپکو یہ قصہ مثل دیگر قصص ماضیہ کے اور کسی ذریعہ سے دریافت نہیں ہوا ایسی حالت میں خبر دینا خارق عادت ہے جو کہ دلائل ثبوت نبوت سے ہے ربط اب ختم قصہ کے آگے وہی محاجہ اہل کتاب کی طرف جیسے شروع سورت میں نصاریٰ پر نفی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کیے تھے آگے بھی اسی مضمون کا بیان ہے چونکہ منجملہ شبہات نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا تھا انکو آپکی الوہیت یا ابن اللہ ہونیکا شبہہ ہو گیا تھا اسلیے اس استدلال کا ناکافی ہونا بتلاتے ہیں **جواب استدلال نصاریٰ بولادت عیسیٰ علیہ السلام بے پدر** اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ بیشک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک (یعنی انکی تجویز ازلی میں) مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے ہے کہ ان (آدم علیہ السلام) کو (یعنی انکے قالب کو) مٹی سے بنایا پھر ان (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے **ف** حاصل تقریر کا یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قدرت الٰہیہ سے کوئی بعید نہیں چنانچہ انکے قبل حضرت آدم علیہ السلام بے باپ و بے ماں کے محض مٹی ہی سے پیدا ہو چکے ہیں پس بے باپ کے پیدا ہونے میں دونوں شریک ہیں اور بے ماں کے پیدا ہونے میں مشبہ بہ زیادہ عجیب ہیں کیونکہ آدمی کا صرف ماں کے خون سے بننا اتنا عجیب نہیں جتنا مٹی سے بننا زیادہ عجیب ہے پھر جسیم آدم علیہ السلام کی عدم الوہیت سب کے نزدیک مسلم ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا شبہہ اس بنا پر کیسے ہو سکتا ہے۔ اور تجویز ازلی کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنیکے قبل علم الٰہی میں یوں ہی مقدر تھا کہ ان حضرات کی پیدائش اس کیفیت سے ہوگی ربط آگے مضمون مذکور کے حق ہونیکو مؤکد فرماتے ہیں **تاکید مضمون مذکور** اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰ یہ امر واقعی (جو اوپر مذکور ہوا) آپکے پروردگار کیطرف سے (بتلایا گیا) ہے سو آپ شبہہ کرنیوالوں میں سے نہ ہو جیئے **ف** اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ آپ میں احتمال شبہہ کرنیکا تھا اصل یہ ہے کہ محاطا فائدہ کبھی خصوصیت مخاطب کی ہوتی ہے کہ تم ایسا کام نہ کرنا جبکہ احتمال ہو اس کام کے کرنے کا اور کبھی اس سے قطع نظر کرکے نفس مضمون کا مؤکد و مہتم بالشان ہونا مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وفادار وزیر سے کہیں جانے کے وقت اپنے پرانے احکام و معمولات کی جنکو ایسے موقع پر پہلے سے بھی وہ وزیر برتتا آیا ہے تاکید کرے گو یہ بھی اطمینان ہو کہ بے تاکید کے بھی حسب معمول عمل کریگا وہاں یہی مقصود ہوتا ہے پس آیت میں بھی امر ثانی مراد ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر کی تقریر تو طالبان حق کی

لحقا التراجم ۵۸ قوله منجملہ ہو ترجمہ من کرہ للعطف ۱۲ ۵۹ قوله یہ امر واقعی اشارة الی ان اللام للعهد ۱۲

النحو ذٰلک مبتدأ نتلوہ خبرہ من الآیات حال من الضمیر المنصوب کذا فی روح المعانی قوله خلقه قال البیضاوی جملة مفسرة للتمثیل مبینة لما له الشبه ۱۲

البلاغة قوله ذٰلک نتلوہ الاتیان بما یدل علی البعد للاشارة الی عظم شان المشار الیه وبعد منزلته فی الشرف والمراد نتلوہ الاتلوہ جبر بالمضارع استحضارا للصورة الحاصلة اعتنا بها کذا فی روح المعانی

قوله الحکیم فی الکشاف الذکر الحکیم القرآن وصف بصفة من هو من سببه او کانه ینطق بالحکمة لکثرة حکمه اھ قوله فیکون قال البیضاوی حکایة حال ماضیة۔ فی روح المعانی التعبیر بالمضارع مع ان المقام مقام المضی لتصویر ذٰلک الامر الکامل بصورة المشاهد الذی یقع الآن ایذانا بانه من الامور المستغربة العجیبة الشان وجوز ان یکون التعبیر بذٰلک لما ان الکون مستقبل بالنظر الی ما قبله ۱۲

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ

پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں حجت کرے آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو آپ فرما دیجیے کہ آجاؤ ہم بلا لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو

وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝

اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو ناحق پر ہوں

تفہیم کے لیے بھی آگے معاندین کے ساکت کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں **طریقِ اسکاتِ معاندین** فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں (اب بھی) حجت کرے آپ کے پاس علم (واقعی) آئے پیچھے تو آپ (جواب میں یوں) فرما دیجیے کہ (اچھا اگر دلیل سے نہیں مانتے تو پھر) آجاؤ ہم (اور تم) بلا (کر جمع کر) لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب ملکر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں ف[۱] یہ کہ دلیل سے گفتگو ختم نہ ہو تو یوں کرو کہ سب ملکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت حق سے بعید ہو جانا اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے پس حاصل معنی اسکا یہ ہوا کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو سو جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اسکا خمیازہ بھگتے گا اسوقت پوری تعیین صادق کاذب کی اہل عناد کے نزدیک بھی واضح ہو جاویگی اسطور پر بددعا کرنیکو مباہلہ کہتے ہیں اور اس میں اصل خود مباحثہ کرنیوالوں کا جمع ہو کر بمضمون مذکور بددعا کرنا ہے اپنے اعزہ واقارب کو جمع کرنیکی ضرورت نہیں لیکن اس سے اور اہتمام بڑھ جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ضرر یا ہلاکت سے خود طبعاً انسان کو رنج ہوتا ہے پس اس مضمون سے کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اسکے یہ لوگ بھی ہلاک ہو جاویں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اپنے دعوی کی راستی کا اور زیادہ کامل الیقین ہونا ثابت ہوتا ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے رہنے والے نصاریٰ کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اسکا خلاصہ مضمون تین امروں میں ترتیب تھی یا اسلام یا جزیہ یا قتال انہوں نے باہم مشورہ کر کے شرحبیل اور عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں سے آپ کی مذہبی گفتگو ہوئی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں کلام کی نوبت پہنچی اسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپ نے انکو اس مضمون کی خبر دی اور خود مع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے تشریف لا کر مباہلہ کے لیے مستعد ہوئے شرحبیل نے یہ دیکھکر اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تمکو انکا نبی ہونا معلوم ہے نبی سے مباہلہ کرکے فلاح نہیں ہو سکتی ہم سب بلاشبہ ہلاک ہو جاوینگے ان دونوں نے کہا جیسی رائے ہو شرحبیل بولا کہ رائے یہی ہے کہ ان ہی کی رائے کے موافق ان سے صلح کر لو چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا آپ نے ان پر جزیہ مقرر فرما دیا اور انہوں نے منظور کیا اوردہ فی روح المعانی عن دلائل البیہقی الا انہ علی والجزم بالنبوۃ فانہ عن دلائل ابی نعیم اور صحیحین میں اور دو شخصوں کا آنا مذکور ہے عاقب اور سید ممکن ہے کہ سب ہوں ف[۲] آیت میں اپنے تن سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہیں اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہیں بلکہ اپنے گھر کی جو عورتیں ہوں جنمیں دختر بھی داخل ہے چنانچہ آپ بوجہ اسکے کہ حضرت فاطمہ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں انکو لائے اسیطرح ابناءنا سے خاص صلبی اولاد مراد نہیں بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور جو مجازاً اولاد کہلاتے ہوں یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہوں اس مفہوم میں نواسے اور داماد بھی داخل ہیں چنانچہ آپ حضرت حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے پس بعض شیعہ کا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت علی نسائنا میں تو یقیناً داخل نہیں اور ظاہر ہے کہ ابناءنا میں بھی داخل نہیں کیونکہ داماد بیٹا نہیں ہوتا پس انفسنا میں داخل ہونگے تو عین رسول ہوئے اسلیے خلافت بلافصل کے مستحق ہوئے انتہی

اللغات فی القاموس الابتہال الاجتہاد فی الدعاء واخلاصہ اھ وفیہ البہل المال القلیل واللعن اھ قلت واتم منہ ما فی المدارک البہلۃ بالفتح والضم اللعنۃ واصل الابتہال ہذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم یکن التعانا اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ نساءنا المراد الجنس فلا یشکل بکون فاطمۃ رض واحدۃ ۱۲

الروایات اورد فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس والبیہقی من طریق سلمۃ بن عبد یشوع عن ابیہ عن جدہ وابن سعد عن طبقات ابن سعد عن الازرق بن قیس روایات متقاربۃ فی نزول قولہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند اللہ الیٰ قولہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم ولما ذکرت ملخصہا فی الترجمۃ لم اعدہا فی الحواشی ۱۲

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝

بے شک یہ مذکور یہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالے کے اور بلاشبہ اللہ تعالی ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں پھر اگر تبرّی کریں تو بیشک اللہ تعالی خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو

ع ۶ ۹ ۱۴

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یہ کہ بجز اللہ تعالے کے ہم کسی اور کی عبادت نکریں اور اللہ تعالے کے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالے کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم اسکے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

بالکل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اول تو بیٹے انکا ابناء میں داخل ہونا صحیح ثابت کر دیا دوسرے اگر انفسنا میں بھی داخل مان لیا جاوے تو معاورہ میں اپنے متعلقین پر گو وہ تعلق کسی درجہ کا ہو انفسنا کا اطلاق صحیح ہے خود قرآن میں تقتلون انفسکم آیا ہے اور مراد تقتلون قومکم ہے فـ ردالمختار باب الرجعۃ بحث حلالہ میں بحر سے بحوالہ الغایۃ البیان کے نقل کیا کہ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے میں کہتا ہوں کہ لعان کا مشروع ہونا مشروعیۃ مباہلہ کی کافی دلیل ہے اور باب اللعان بحث صفۃ اللعان میں جواز کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مباہلہ کرنے والا صادق ہو میں کہتا ہوں کہ صدق کی مراد صدق قطعی ہے ظنی نہیں تو مسائل اختلافیہ ظنیہ میں ناجائز ہوگا اور مباہلہ کا انجام کہیں نصاً بھی نظر سے نہیں گذرا اگر حدیث میں قصہ مذکورہ کے متعلق اتنا مذکور ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو انکے اہل اور اموال سب ہلاک ہو جاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جل جاتے اور وہ فی الجلالین بروایۃ احمد عن ابن عباس اس سے قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اسکا اثر یہی ہلاکت یا ضرر عظیم وصریح ہو لیکن لحوق ضرر میں توقف ہونا یا ظہور نہونا موجب اشتباہ نہونا چاہیے کیونکہ تعیین حق و باطل کے لیے دلائل شرعیہ بس ہیں مباہلہ پر موقوف نہیں زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا ختم کرنا ہے واللہ اعلم ربط اوپر عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے انکی الوہیت پر استدلال کرنیکا ابطال اور جواب پورا ہوگیا آگے اہتمام کے لیے اس مضمون کا حق ہونا اور نتیجہ کے طور پر حق تعالے کا الٰہ واحد ہونا بیان فرماتے ہیں تاکید حقیت مضمون مذکور و اثبات توحید اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶۲ بے شک یہ (جو کچھ) مذکور (ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالے کے (یہ توحید ذاتی ہوئی) اور بلاشک اللہ تعالے ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں (یہ توحید صفاتی ہوئی) ربط آگے فساد و عناد والوں سے جو کہ اتنی حجتوں کے بعد بھی نہ مانیں گفتگو کرنے سے باز رکھتے ہیں اور انکا معاملہ اپنے حوالہ ہونا بتلاتے ہیں انجام اہل فساد فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝۶۳ پھر (ان سب حجتوں کے بعد بھی) اگر (حق قبول کرنے سے) تبرّی کریں تو آپ اُن کا معاملہ حوالہ بخدا کیجیے کیونکہ) بے شک اللہ تعالے خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو ربط اوپر تو اہل کتاب سے محاجہ تھا جسکو بأحسن وجوہ ختم کر دیا گیا آگے ملاطفت کے ساتھ انکو پھر دعوت الی الحق کیجاتی ہے اور اوپر روئے سخن زیادہ نصاریٰ کیطرف تھا اور آگے بوجہ عموم الفاظ یہود و نصاریٰ دونوں کی طرف عام ہے دعوت اہل کتاب بلطف قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کیطرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے (وہ) یہ (ہے) کہ بجز اللہ تعالے کے ہم کسی اور کی عبادت نکریں اور اللہ تعالے کے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالی کو چھوڑ کر

بیان الترجمۃ قولہ آپ انکا الخ اشارۃ الی الجزاء محذوفا عرض عنہم وکل بہ الیہ المذکور المحذوف ۱۲

اللغات قولہ القصص فی روح المعانی القصص ہو الخبر ای ان ہذا ہو الحق لما یدعیہ النصاری من کون المسیح علیہ السلام الٰہا او ابن اللہ تعالی قولہ سواء مصدر بمعنی مستویۃ لا اختلاف فیہا الکل الشرائع ۱۲

الروایات فی روح المعانی نزلت فی وفد نصاری نجران قالہ الحسن والسدی وابن زید و محمد بن جعفر بن الزبیر وروی عن قتادۃ والربیع وابن جریج انہا نزلت فی یہود المدینۃ وذہب ابو علی الجبائی انہا نزلت فی الفریقین من اہل الکتاب واستظہرہ بعض المحققین لعمومہ وروی الترمذی وحسنہ انہ لما نزلت اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدہم یا رسول اللہ قال الیس کانوا یحلون لکم ویحرمون فتاخذون بقولہم فقال نعم قال ہو ذاک ۱۲

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ۝ هَٰٓأَنتُمۡ

اے اہل کتاب کیون حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارہ مین حالانکہ نہین نازل کیگئی توراۃ اور انجیل مگر ان کے بعد کیا پھر سمجھتے نہین ہو ہان تم

هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجۡتُمۡ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝

ایسے ہو کہ ایسی بات مین تو حجت کرہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات مین کیون حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہین اور اللہ تعالی جانتے ہین اور تم نہین جانتے

پھر اگر (اسکے بعد بھی) وہ لوگ (حق سے) اعراض کرین تو تم (مسلمان) لوگ کہدو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو (اس بات کے) ماننے والے ہین (اگر تم نہ مانو تم جانو) ف اس مضمون کو مسلم اسلیے کہا گیا کہ سب شرائع مین اسکی تعلیم ہوئی ہے اور اجمالا اور کلیا اہل کتاب بھی اسکو مانتے ہین کہ توحید فرض ہے اور شرک کفر ہے اور کسی مخلوق کو رب قرار دینا شرک ہے لیکن باوجود اسکے وہ لوگ شرک مین اسلیے مبتلا تھے کہ وہ اسکو شرک اور خلاف توحید نہ سمجھتے تھے پس اس تقریر مین لطف یہ ہوا کہ انکو کلیات مسلمہ یاد دلا دینے کے بعد جزئیات مختلف فیہا کا ان کلیات مین داخل ہونیکا اثبات سہل ہوگیا اور وجہ انکے مشرک ہونیکی یہ تھی کہ وہ لوگ بعض صفات خاصہ حق تعالی کو جیسے الوہیت ہی حضرت عیسے علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کے لیے ثابت کرتے تھے جیسا کہ آیت مین عبادت غیر اللہ کہا گیا اسیطرح مطاع علی الاطلاق ہونے کو جو کہ خواص باریتعالی سے ہے اپنے احبار و رہبان کیلیے ثابت کرتے تھے جسکو آیت مین ربوبیت من دون اللہ فرمایا گیا کیونکہ انکی تحلیل و تحریم کو گو کہ وہ نصوص قطعیہ محکمہ معمولہ بالاجماع کے بھی خلاف ہو حجت واجب العمل سمجھتے تھے اور حقیقت شرک کی یہی ہے کہ خواص واجب کو ممکن کے لیے ثابت مانا جاوے لیکن انکو شبہ اس سے ہوگیا تھا کہ وہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرلیتے تھے حالانکہ یہ فرق صفات غیر مختصہ مین صحیح ہے اور صفات مختصہ مین غیر صحیح اور غیر دافع شرک ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر اول تو اسوجہ سے کہ احبار و رہبان کی بھی اطاعت مین خدا تعالی کے احکام متروک ہوجاتے تھے دوسرے اسلیے کہ مراد یہ ہے کہ خدا کی توحید چھوڑ کر اور ظاہر ہے کہ شرک کے ساتھ توحید چھوٹ ہی جاتی ہے اور چونکہ ظاہر مین مشرک خدا اور غیر خدا دونون کو مانتا ہے اسلیے بعض جگہ مع اللہ الٰہا اخری فرمادیا۔ اور یہ کہنے کو جو فرمایا کہ تم گواہ رہو اس مین تعلیم ہے کہ جب وضوح کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمام حجت کے لیے اپنا مسلک ظاہر کرکے کلام ختم کردینا چاہیئے تنبیہ اس آیت سے ایسی تقلید کا ابطال ہوتا ہے جیسی اہل کتاب کرتے تھے جسکا ابھی بیان ہوا اور جو تقلید جمہور اہل اسلام مین اب شائع ہے وہ مشروع ہے اور اس آیت کے مضمون مین داخل نہین جسکا محل مسائل ظنیہ محتملۃ الطرفین ہین جب تک کہ نص قطعی محکم مجمع علیہ یا اجماع کے خلاف ہونا ثابت نہو ورنہ نص و اجماع کو مقدم رکھا جاتا ہے

ربط اوپر کے محاجہ مین حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق گفتگو تھی کہ نصاری انکے خوارق سے انکی الوہیت کا اثبات کرتے تھے اسکو بدلائل باطل کردیا کہ گو خوارق حق ہین مگر یہ دلیل الوہیت کی نہین ہوسکتی آگے محاجہ مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہے جسکا سبب یہ ہوا کہ ایکبار نصاری نجران کے اور کچھ علماء یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جمع ہوگئے اور ہر فریق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے طریق پر بتلانے لگا اور وہ فی لباب النقول عن ابن اسحق وعن البیہقی بروایۃ ابن عباس رض جس سے مقصود اپنے اپنے طریق کی حقانیت وبقاء مشروعیت ثابت کرنا تھا اور انکے اس مقصود باطل سے رسالت محمدیہ مین قدح لازم آتا تھا کیونکہ آپ کی شریعت دوسرے طرق کو منسوخ بتلا رہی ہے اور ناسخ و منسوخ مشروعیۃ مین مجتمع نہین ہوسکتے اسلیے حق تعالی انکے قول کو باطل فرماتے ہین اور گو بفرض تقدیر مطابقت ملت ابراہیمی و یہودیت و نصرانیت بھی بوجہ تاخر شریعت محمدیہ ناسخہ کے مشروعیۃ یہودیت و نصرانیت لازم نہین لیکن چونکہ خود دعوی مطابقت ہی غلط تھا اسلیے سرے سے اسی کی تغلیط فرمائی پس الحق یہ محاجہ سابقہ مین اتفاق ہے مسئلہ توحید کا اور اس محاجہ مین اتفاق ہے مسئلہ رسالت کا رد دعوی اہل کتاب درباب ملۃ ابراہیم علیہ السلام يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تُحَآجُّونَ فِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوۡرَىٰةُ وَٱلۡإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ (٦٤) هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ حَٰجَجۡتُمۡ فِيمَا لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٞۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ (٦٥)

ملحقات الترجمہ
له قوله تم نہ مانو
هو الا القول لاشتمله
معنی الاعراض وبه
فی البیضاوی من
اعرض عن ذلک و
اشهدوا بانا مسلمون
دل غیر حق علی الوجه
١٢

التفسیر قوله افلا تعقلون الهمزة داخلة علی مقدر ای اتدعون المحال فلا تعقلون ... معناه فی الترجمة واخذت کونه محالا فافهم بالنقل من البیضاوی. قوله هانتم هؤلاء ... فی البیضاوی

ها حرف تنبیه وانتم مبتدأ وهؤلاء خبره وحاججتم جملة اخری مبینة للاولی ... کل ذلک فی الترجمة ١٢

الروایات مر فی وجه الربط فانظر ١٢

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ

ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔ اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے

بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے انکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالے حامی ہیں ایمان والوں کے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾ اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارہ میں (کہ وہ طریق یہودیت پر تھے یا نصرانیت پر تھے) حالانکہ نہیں نازل کی گئی توراۃ اور انجیل مگر اُنکے (زمانہ کے بہت) بعد (اور یہ دونوں طریق ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد سے ظاہر ہوئے پہلے سے اُنکا وجود ہی نہ تھا پھر حضرت ابراہیم ان طریقوں پر کسطرح ہوسکتے ہیں) کیا (ایسی خلاف عقل بات منہ سے نکالتے ہو اور ایسا پھر) سمجھتے نہیں ہو۔ ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کرہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی (گو اسمیں ایک غلط مقدمہ لگا کر نتیجہ غلط نکالتے تھے مراد اس سے خوارق ہیں عیسےٰ علیہ السلام کے کہ یہ مطابق واقعہ کے ہے البتہ اسمیں یہ مقدمہ غلط ملا لیا گیا کہ ایسے خوارق والا آلہ یا ابن الآلہ ہوگا لیکن ایک مقدمہ منشأ اشتباہ تو تھا اسلیے اسکو ناکافی واقفیت کہینگے جب اسی میں تمہاری غلطی ظاہر ہوگئی) سو ایسی بات میں (پھر) کیوں حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہیں (کیونکہ اس دعوی کے لیے تو کوئی منشأ اشتباہ کا بھی تمہارے پاس نہیں کیونکہ ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے فروع شریعت میں موافقت بھی نہ تھی) اور اللہ تعالیٰ (ابراہیم علیہ السلام کے طریق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (جب تو ایسے بے سروپا دعوے کرتے ہو جس سے علم بھی مثل عدم علم کے سمجھا جاتا ہے تو اب اللہ تعالےٰ سے انکا طریق سنو کہ) ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے (سو یہود و نصاریٰ کو تو ہر طریق کے اعتبار سے اُن کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوئی ہاں) بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (اُنکے وقت میں) انکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ایمان والے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں) اور اللہ تعالی حامی ہیں ایمان والوں کے (کہ انکو اُنکے ایمان کا ثواب دینگے) ف اگر ان یہود و نصاری کا یہ دعوی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت بلا تاویل تھا خواہ براہ جہل یا براہ عناد تب تو رد ظاہر ہے اور اُنکی غلطی بدیہی اور اگر اس تاویل سے تھا کہ انکا جو طریق تھا وہی ہماری شریعت میں مقرر ہوا تو حاصل تقریر رد کا یہ ہے کہ موافقت فی الفروع نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر موافقت فی الاصول مراد ہے تو یہودیت کی حقیقت اصول مع الفروع المخصوصہ ہے اسیطرح نصرانیۃ کی بھی اور یہ مجموعہ عہد ابراہیمی میں متحقق نہ تھا اسلیے یہ دعوی بالمعنے المتبادر غلط ہوا اور اگر جدید اصطلاح مقرر کیجاوے تو اول تو الفاظ شرعیہ کو معانی لغویہ پر محمول کرنا غلط دوسرے ایہام باطل کی وجہ سے منہی عنہ اور موہم غلط اس تقدیر پر غلطی نظری ہوگی۔ رہا یہ اشکال کہ اسیطرح اسلام بھی متاخر ہے زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پھر وہ صاحب اسلام کیسے ہوئے۔ اسکا جواب سورۂ بقرہ آیت ام کنتم شہداء کی تفسیر میں جو پارہ الم کے آخر رکوع میں ہے مفصل گذر چکا ہے۔ اور یہاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کی زیادہ خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ثابت کیگئی وجہ اسکی مطابقت فی الاصول وکثیر من الفروع ہے چنانچہ یہ مضمون بھی سورہ بقرہ کے مقام مذکور آیت وقالوا کونوا ہودا کی تفسیر میں گذر چکا ہے نیز وہیں یہ اشکال بھی رفع کر دیا گیا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال نبوت میں قدح نہیں پڑتا اور اسی سے یہ بھی مفہوم ہو جاویگا کہ الذین اتبعوہ کی خصوصیت بطور امت ہونیکے ہے اور مابعد کی بطور موافقت کے اور جملہ ما کان من المشرکین کی تقریر بھی اُسی جگہ گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے پس گویا یہ اخیر کا مضمون تتمہ ہے جواب محاجہ کا کہ موافقت طریق ابراہیمی کا دعوی یہود و نصاری نہیں کرسکتے البتہ امت محمدیہ کو زیبا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے ضلال یعنی گمراہی کا بیان تھا کہ اس درجہ گمراہ ہوگئے ہیں کہ باوجود ایسی حجتوں کے الزام و اتمام کے حق کو قبول نہیں کرتے آگے اُنکے ضلال

اللغات فی القاموس الحنف الاستقامۃ الخ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی ترجمۃ فیما لکم بہ علم و فیما لیس لکم بہ علم کسیقدر و اصلا بناء علی ان النکرۃ تخص فی الاثبات وتعم فی النفی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ فلم تحاجون پھر کیوں حجت کرتے ہو بعد قولہ غلطی ظاہر ہوگئی اشارۃ الی وجہ الترتیب بالفاء حاصلہ ترتب انکار المحاجۃ علی ظہور الغلط

۳ قولہ تحت ترجمۃ لا تعلمون جب تمکو علم بھی نہ ہو فانہ لعیہ بہذا التوجیہ ان نفی العلم عنہم اذا کان باعتبار [illegible]

۴ قولہ فی ترجمۃ اولی خصوصیت والے کما فی روح المعانی ای اقرب الناس بابراہیم ۱۲

۵ قولہ فی ترجمۃ الذین آمنوا یہ ایمان والے اشارۃ الیہا لعہد ۱۲

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو گمراہ کردیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے۔ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝ۚۖ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ

پھر جاویں اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔

کا ذکر فرماتے ہیں یعنی خود تو گمراہ تھے ہی مزید براں یہ ہے کہ اوروں کو بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں **بیان اضلال اہل کتاب** وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو (دین حق سے) گمراہ کردیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو (وبال اضلال میں گرفتار کر رہے ہیں) اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے **ف** اگر مخاطب ضمیر خطاب یضلونکم کے خاص صحابہ ہیں تب تو یہ فرمانا کہ کسیکو گمراہ نہیں کرسکتے بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہاں بھی مراد یہی ہوگی کہ تم میں سے کسیکو گمراہ نہیں کرسکتے سو بفضلہ تعالیٰ اُن خاص حضرات میں سے کسیکو گمراہ نہ کرسکے اور اگر مراد مطلق اہل اسلام ہیں تو اس فرمانے کے یہ معنی ہونگے کہ یہ امر انکے اختیار و قدرت سے خارج ہے اور یوں خود ہی کوئی گمراہ ہوجاوے تو اور بات ہے پس مایضلون بالمعنی المذکور کے منافی نہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ اسکی اطلاع نہیں رکھتے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسطرف التفات نہیں کرتے ورنہ انمیں جو علماء تھے وہ چونکہ اسلام کی حقانیت کا علم رکھتے تھے جیسا آگے ہی تشہدون و تعلمون سے مفہوم ہوتا ہے اسلیے اس اضلال کے وبال سے بھی آگاہ تھے اور اگر طائفہ سے جہلا مراد ہوں تو مایشعرون میں کوئی اشکال نہیں **ربط** آگے انکے ضلال اور ضلال پر انکو ملامت فرماتے ہیں **ملامت بر ضلال و ضلال اہل کتاب** يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی (ان) آیتوں کے ساتھ (جو کہ توراۃ و انجیل میں نبوت محمدیہ پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا ان آیات کی تکذیب کرنا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب کفر ہے) حالانکہ تم (اپنی زبان سے) اقرار کرتے ہو کہ وہ آیات حق ہیں یہ تو ملامت ہوئی انکے ضلال پر آگے اضلال پر ملامت فرماتے ہیں کہ اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی عبارت تحریف شدہ یا تفسیر فاسد) سے اور (کیوں) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو) **ف** دونوں جگہ جو تشہدون اور تعلمون فرمایا اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ عدم اقرار اور عدم علم کی حالت میں کفر وغیرہ جائز ہے قبیح ذاتی تو کسی حال میں جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ اقرار اور علم کے وقت کفر اور زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اور لبس و کتمان کی حقیقت کا حاصل پارہ الم کے ربع کے قریب جہاں اس قسم کی آیت ہے بیان ہوچکا ہے **ربط** اوپر مذکور تھا کہ بعض اہل کتاب مسلمانوں کے اضلال کی فکر میں رہتے ہیں آگے اسکی ایک تدبیر کا بیان فرماتے ہیں جسکو اضلال مومنین کے لیے انہوں نے تجویز کیا تھا **بیان خدعہ اہل کتاب برای تشکیک مسلمانان** وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ

النحو قوله لو بمعنى ان المصدرية ۱۲
البلاغة قال العصام في لمن تبع جعل الايمان بمعنى الاقرار توجيها للام لمن تبع فان الايمان متعد بنفسه وليس المقام مقام لام التعدية والحاصل لا تقصدوا عن قلب الا لمن تبع دينكم ۱۲
الروايات في لباب النقول روى ابن اسحٰق عن ابن عباس قال قال عبد الله بن الصيف وعدى بن زيد والحرث بن عوف بعضهم لبعض تعالوا نؤمن بما انزل على محمد واصحابه غدوة ونكفر به عشية حتى نلبس عليهم دينهم لعلهم يصنعون كما نصنع فيرجعون عن دينهم فانزل الله فيهم يا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل الى قوله واسع عليم اهـ ۱۲

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ یقیناً ہدایت اللہ کی ہدایت ہے یا یہ باتیں اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی یا وہ اور لوگ تم پر غالب آجاوین تمہارے رب کے نزدیک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرماوین - اور اللہ تعالی بڑی وسعت والے ہین خوب جاننے والے ہین خاص کر دیتے ہین اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالے بڑے فضل والے ہین اور اہل کتاب مین سے بعضے شخص

مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

ایسا ہے کہ اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ تمکو تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی مین سے بعضے شخص وہ ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ تمکو ادا نہ کرے

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اور بعضے لوگون نے اہل کتاب مین سے (بطور مشورہ باہم کہا کہ (مسلمانونکو گمراہ کرنیکی ایک تدبیر ہے کہ ظاہرا) ایمان لے آؤ اُس (کتاب) پر جو نازل کیا گیا ہے (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) مسلمانون پر (مراد یہ کہ قرآن پر ایمان لے آؤ) شروع دن مین (یعنی صبح کے وقت) اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن مین (یعنی شام کو عجب کیا (اس تدبیر سے) مسلمانون کو بھی قرآن اور اسلام کے حق ہونے مین شبہہ پڑجاوے اور) وہ (اپنے دین سے) پھر جاوین (اور یہ خیال کرین کہ یہ لوگ علم والے ہین اور بے تعصب بھی ہین کہ اسلام قبول کر لیا پھر بھی جو پھر گئے تو ضرور اسلام کا غیر حق ہونا انکو دلائل علمیہ سے ثابت ہو گیا ہوگا اور ضرور انہون نے اسلام مین کوئی خرابی دیکھی ہوگی جب تو اس سے پھر گئے اور اہل کتاب نے یہ بھی باہم کہا کہ مسلمانون کے دکھلانے کو صرف ظاہری ایمان لانا) اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو (دین کا) اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو (اسکے روبرو تو اپنے قدیم دین کا اقرار خلوص سے کرنا چاہیے باقی غیر مذہب والونکے یعنی مسلمانون کے روبرو ویسی ہی بمصلحت مذکورہ زبانی اسلام کا اقرار کر لینا حق تعالی انکی اس تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہین کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ (ان چالاکیون سے کچھ نہین ہوتا کیونکہ) یقیناً ہدایت (جو بندونکو ہوتی ہے وہ) ہدایت اللہ کی (طرف سے ہوتی) ہے (پس جب ہدایت قبضہ خداوندی مین ہے تو وہ جسکو ہدایت پر قائم رکھنا چاہیں اسکو کوئی مغوی کسی تدبیر سے نہین بہکا سکتا آگے انکے اس مشورہ و تدبیر کی علت بتلاتے ہین کہ اے اہل کتاب تم) ایسی باتین اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی (یعنی کتاب اور دین آسمانی) یا وہ اور لوگ تم پر غالب آجاوین (اُس دین حق کی تائید مین جو) تمہارے رب کے نزدیک (ہے حاصل علت کا یہ ہوا کہ تمکو مسلمانون پر یہ حسد ہے کہ انکو آسمانی کتاب کیون ملگئی یا یہ لوگ ہم پر بھی مناظرہ مین کیون غالب آجاتے ہین اس حسد کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کے تنزل کی کوشش کر رہے ہو آگے اس حسد کا رد ہے کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ مین ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرماوین اور اللہ تعالے بڑی وسعت والے ہین (اُنکے یہان فضل کی کمی نہین اور) خوب جاننے والے ہین (کہ کسوقت کسکو دینا مناسب ہے اسلیے) خاص کر دیتے ہین اپنی رحمت (وفضل) کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالے بڑے فضل والے ہین (پس اسوقت برعایت حکمت مسلمانون پر فضل رحمت فرمادیا اس مین حسد کرنا فضول اور جہل ہے) ربط اوپر کی آیتون مین اہل کتاب کی خیانت فی الدین کا ذکر تھا یعنی اُنکا کفر کرنا آیات اللہ کے ساتھ اور خلط کرنا حق اور باطل کا اور کتمان حق کا اور تدبیر کرنا اضلال مومنین کی آیت آیندہ مین انکی خیانت فی الاموال کا ذکر ہے اور چونکہ بعضے امین بھی تھے اسلیے دونون قسمونکا ذکر فرمایا بیان اہل امانت واہل خیانت از اہل کتاب وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ

اللغات القنطار فی القاموس بوزن اربعین اوقیۃ من ذہب او الف ومائتا دینار او الف ومائتا اوقیۃ او سبعون الف دینار او ثمانون الف درہم او مائۃ رطل من ذہب او فضۃ او الف دینار او ملأ مسک ثور ذہبا او فضۃ قولہ تامنہ فی روح المعانی من امنہ بمعنی ائتمنہ والباء قیل بمعنی علی وقیل بمعنی فی ای فی حفظ قنطار ۱۲

النحو قولہ ان یؤتی ای لان یؤتی والظرف متعلق بالمحذوف فہو من کلام اللہ تعالی ویؤیدہ قراءۃ ابن کثیر ان یؤتی علی الاستفہام للتقریع تقدیرہ احسدتم ودبرتم لان یؤتی ۱۲

البلاغۃ قولہ احد ای یحاجوکم قال احمد علی الکشاف فی ہذا اشکال وہو وقوع احد فی الموجب لان استفہام الانکار فی مثل ذلک اثبات ویمکن ان یقال روعیت صیغۃ الاستفہام وان لم یکن المراد حقیقتہ فحسن لذلک دخول احد فی سیاقہ والضمیر فی یحاجوکم لاحد لانہ فی معنی الجمع حیث کان نکرۃ فی سیاق النفی اھ ای فی بعض الوجوہ حقیقۃ وفی بعضہا صورۃ ۱۲

ات الترجمۃ

اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ

مگر جب تک کہ تم اسکے سر پر کھڑے رہو یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے بارہ میں کسی طرح کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا

الزام کیوں نہ ہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالی سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالی محبوب رکھتے ہیں متقیوں کو یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالی سے کیا ہے اور اپنی قسموں کے

اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اسکو تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نکرے (بلکہ امانت رکھانے کا بھی اقرار نکرے) مگر جبتک کہ تم (امانت رکھکر) اسکے سر پر (برابر) کھڑے رہو (اسوقت تک خیر کہ مکرے نہیں اور جہاں الگ ہوئے پھر ادا کرنیکا تو کیا ذکر ہے سرے سے امانت ہی سے مکر جاوے) یہ (امانت کا ادا نکرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارہ میں (اگرچہ اچھا یا برا جاوے ذرہ بھی) کسی طرح کا الزام نہیں (یعنی غیر اہل کتاب مثلاً قریش کا مال جو ہم چاہیں لیں سب جائز ہے اللہ تعالی آگے انکے اس دعوی کی تکذیب فرماتے ہیں) اور وہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ اس فعل کو حلال سمجھتے ہیں) اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (کہ اللہ تعالی نے اسکو حلال نہیں کیا محض تراشیدہ دعوی ہے) ف جن بعض کی امانت کی مدح کی گئی ہے اگر اس بعض سے وہ لوگ مراد ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے (جیسا معالم میں بروایت ضحاک حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس بعض سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں کہ کسی شخص نے انکے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تھا اور انہوں نے بعینہ ادا کر دیا جیسا کہ دوسرے بعض سے فنحاص بن عازوراء یہودی مراد ہے کہ کسی قریشی نے ایک دینار امانت رکھا اور اس نے خیانت کی اھ) تب تو مدح میں کوئی اشکال نہیں اور اگر خاص مومن مراد نہ ہوں بلکہ مطلقاً اہل کتاب میں امین اور خائن دونوں کا ہونا بیان کرنا مقصود ہو تو مدح باعتبار قبول عنداللہ کے نہیں کیونکہ بدون ایمان کے کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوتا تو اسپر ثواب ملتا ہے لقولہ تعالی فی سورۃ ہود من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم الی قولہ یعملون بلکہ مدح اس اعتبار سے ہے کہ اچھی بات گو کافر کی ہو کسی درجہ میں اچھی ہے جسکا اثر دنیا میں نیک نامی وغیرہ اور آخرت میں اس عذاب کی کمی ہو جو اسکے ضد کے ارتکاب سے ہوتا اور عدم ثواب جو آیت ہود سے معلوم ہوتا ہے منافی عدم عذاب کے نہیں۔ اور اس تقریر پر اسلام کی خوبی بھی ثابت ہوتی ہے کہ مخالف کے ہنر کی بھی بقدر واقعی داد دیجاتی ہے ربط اور یقولون میں انکے دعوی کی تکذیب تھی آگے انکی تکذیب کی تاکید اور وفای عہد کی فضیلت اور نقض عہد کی مذمت کی تصریح ہے

رد قول اہل کتاب و فضل وفای عہد و قبح غدر

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا

اللغات سبیل فی روح المعانی عتاب وذم اھ قلت ہذا حاصل المعنی لانہا مطلق الطریق لغۃ فارید بہ طریق العتاب عرفا اطلاقا للمطلق علی المقید ۱۲

النحو الا ما دمت استثناء من مقدر ای وانکرہ المدلول علیہ بقولہ لا یؤدہ لان الاداء آنی لا یتجدد بالزمان بخلاف الاقرار ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال بایع الیہود رجال من المسلمین فی الجاہلیۃ فلما اسلموا تقاضوہم عن بیوعہم فقالوا لیس علینا امانۃ ولا قضاء لکم عندنا لانکم ترکتم دینکم الذی کنتم علیہ وادعوا انہم وجدوا ذلک فی کتابہم فقال اللہ تعالی ویقولون الخ فی روح المعانی اخرج الستۃ وغیرہم عن ابن مسعود رض فی قصۃ الاشعث بن قیس مع یہودی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہودی احلف فقال الاشعث اذا یحلف فیذہب بمالی فانزل اللہ تعالی ان الذین یشترون واخرج البخاری وغیرہ عن عبداللہ بن ابی اوفی ان رجلا اقام سلعۃ فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بہا ما لم یعطہ لیوقع فیہا رجلا من المسلمین فنزلت ہذہ الآیۃ واخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی رافع ولبابۃ بن ابی الحقیق وکعب بن الاشرف وحیی بن اخطب حرفوا التوراۃ وبدلوا نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحکم الامانات وغیرہما واخذوا علی ذلک رشوۃ وروی غیر ذلک ولا مانع من تعدد سبب النزول کما حققوہ اھ فی لباب النقول قال الحافظ ابن حجر الآیۃ محتملۃ لکن العمدۃ فی ذلک ما ثبت فی الصحیح اھ قلت نعم لکن الالصق بالسباق والسیاق ما اخرجہ ابن جریر وقد سمعت عن روح المعانی ان لا مانع من تعدد سبب النزول ونقل فی اللباب ایضا عن الحافظ انہ لا منافات بین الحدیثین بل یحمل علی ان النزول کان بالسببین معا اھ قلت الاحسن فی ذلک ما قال استاذی رحمہ اللہ تعالی انہ قد یکون السبب احدہما لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد تلا تلک الآیۃ فی مقام آخر مناسبا فیزعم الراوی نزولہا فی ذلک اھ

فائدہ لا یریبنک ما سمعت من اباحۃ المال الحربی ولو بعقد فاسد لانہ مشروط برضاہ وعدم الغدر فشتان ما بینہما والا کون الغنیمۃ حلالا لانہ امتہان ولا عہد بخلاف الیہود حیث غدروا مع الامن والعہد فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ترجمۃ تا مند ای مخاطب اشارۃ الی عدم تعیین المخاطب وقولہ تم ہو محاورۃ لساننا یراد بہ الواحد ۱۲ ۲ قولہ فی آخرت نیکنامی وغیرہ ہو المراد بالتوفیۃ نوف الیہم اعمالہم وارادتہ بالخیر مختصا والکثرۃ فی المال والولد

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملیگا اور نہ خدا تعالی اُن سے کلام فرماوینگے اور نہ اُن کی طرف دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ اُنکو پاک کرینگے اور اُنکے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ ۚ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ

اور بیشک اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب میں تاکہ تم لوگ اُسکو کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالی کے پاس سے ہے

وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

حالانکہ وہ خدا تعالی کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالی پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۷۷) (حاشیہ) الزام کیون نہ ہوگا ضرور ہوگا کیونکہ اسکے متعلق ہمارے یہ دونوں قانون ہیں ایک یہ کہ) جو شخص اپنے عہد کو (خواہ وہ عہد اللہ تعالے سے ہوا ہو یا بشرط جواز کسی مخلوق سے) پورا کرے اور اللہ تعالی سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالی محبوب رکھتے ہیں (ایسے) متقیونکو (اور دوسرا قانون یہ ہے کہ) یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لیلیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو (انہوں نے) اللہ تعالی سے کیا ہے (مثلاً انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا) اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب میں قسم کھالینا) ان لوگونکو کچھ حصہ آخرت میں (وہان کی نعمت کا) نہ ملیگا اور نہ خدا تعالی اُن سے (لطف کا) کلام فرماوینگے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ انکو (گناہوں سے) پاک کرینگے اور اُنکے لیے دردناک عذاب (تجویز) ہوگا ف عہد مخلوق میں احتراز لیے بشرط جواز اسلیے کہا کہ اگر وہ عہد ناجائز ہے تو اُسکا ایفا حرام ہے اور عہد اللہ کی مثال میں ایمان بالانبیاء علیہم السلام کو اسلیے ذکر کیا کہ یہود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے باقی تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ عہد اللہ میں سب احکام آگئے جیسے عموم میں عہد ثانی بھی داخل ہے اور ایمانہم میں زیادہ تصریح ہو گئی اور تریکیم کا ایک ترجمہ صحیح اور بھی ہے کہ اللہ تعالے انکی تعریف نکرینگے جیسے مومنین کی کرینگے اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وفائے عہد پر جو محبت کی بشارت ہے اس میں ایمان کی شرط نہیں بات یہ ہے کہ عہد اللہ کے عموم میں ایمان بھی داخل ہے اور اتقی کے عموم سے اور زیادہ تاکید ہو گئی۔ اور یہ جو کہا گیا کہ کچھ حصہ نعمت کا نہ ملیگا الخ اگر یہ آیت کفار کے حق میں لیجاوے تو یہ سب وعیدیں ابدالآباد کے لیے ہیں اور اگر فجار کے لیے بھی عام کہا جاوے تو معنی یہ ہیں کہ چندے وہ ان وعیدون کے مستحق ہونگے نہ ابدیت ہے نہ یقیناً وقوع ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عفو بلا عقوبت بھی صحیح ہے ربط اوپر خیانت کی مذمت کا بیان تھا آگے انکی خیانت کی ایک عادت کہ ایک خاص طریق سے تحریف کتاب اللہ ہے بیان فرماتے ہیں بیان عادت اہل کتاب بر قسمی از تحریف وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ ۚ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ج وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۷۸) اور بیشک اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں (یعنے اسمیں کوئی لفظ یا کوئی تفسیر غلط ملا دیتے ہیں اور غلط پڑھنا کج زبانی کہلاتا ہے) تاکہ تم لوگ (جو اسکو سنو تو اس ملائی ہوئی چیز) کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور (صرف دھوکہ دینے کے لیے اس عمل طریق ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ زبان سے بھی) کہتے ہیں کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا تعالی کے پاس سے (جو الفاظ یا قواعد نازل ہوئے ہیں انسے ثابت) ہے حالانکہ وہ (کسیطرح) خدا تعالی کے پاس سے نہیں (پس انکا جھوٹا ہونا لازم آگیا آگے تاکید کے لیے اسکی پھر تصریح ہے) اور اللہ تعالے پر جھوٹ بولتے ہیں اور (اپنا جھوٹا ہونا دل میں خود بھی) وہ جانتے ہیں ف ممکن ہے کہ تحریف لفظی کرتے ہوں اور ممکن ہے کہ تفسیر غلط بیان کرتے ہوں تحریف لفظی میں تو دعوی ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہی منزل من اللہ ہے اور غلط تفسیر میں یہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ دعوی ہوتا ہے کہ یہ تفسیر قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور قواعد شرعیہ کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ایک صورت میں صورۃً جزو ہونیکا دعوی ہوگا ایک صورت میں

ملحقات الترجمہ

ا۵ قوله ایسے متقیون اشارۃ الی کون اللام للعہد والی دخول الوفاء بالعہد فی عموم التقوی فلا یشکل الاکتفاء بذکر المتقین دون الموفین والی وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

۲۵ قوله فی ترجمۃ عہد اللہ جو اللہ تعالے سے کیا ہے جعل المصدر مضافا الی المفعول لیناسب ما قبلہ من قولہ بعہدہ فان الظاہر فیہ عود الضمیر الیہ من فاعلہ بہ فی المرجع بعد العہد فافہم ۱۲

۳۵ قوله لطف و محبت قیدہما لان مطلق الکلام انتفاؤہ غیر واقع و مطلق النظر انتفاؤہ غیر ممکن ۱۲

۴۵ قوله ایک ترجمہ اور بھی ہے اثر المذکور علی ہذا الزیادۃ شہرتہ ۱۲

۵۵ قوله ملائی ہوئی چیز کو اشارۃ الی کون الضمیر للمحرف المدلول علیہ بقولہ یلوون ۱۲

۶۵ قوله جزو سمجھو اشارۃ الی کون من للتبعیض ۱۲

اللغات اللی عطف الشئی وردہ عن الاستقامۃ الی الاعوجاج یقال لویت یدہ والتوی الشئی اذا انحرف والتوی فلان علی اذا غیر خلافہ عن الاستواء الی ضدہ ولوی لسانہ عن کذا اذا غیرہ اھ کبیر ۱۲

النحو قولہ بالکتب قال (سع علی البیضاوی) علی حذف المضاف ای بقرأتہ والباء للاستعانۃ او الظرفیۃ قلت و بہ ترجمت فالکتاب علی معناہ لا المحرف ـ وقال (فتح) المضاف المحذوف ہو الشبہ ولواہ عطفہ والباء صلۃ ۱۲

فائدۃ ـ اثبت صاحب روح المعانی التحریف اللفظی فی الکتب المتقدمۃ تحت ہذہ الآیۃ (ای ان منہم لفریقا الخ) ۱۲

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ اُسکو کتاب اور فہم اور نبوۃ عطا فرماوین پھروہ لوگون سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ

اللہ والے بن جاؤ بوجہ اسکے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلاوے گا کہ تم فرشتون کو اور نبیون کو رب قرار دے لو

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ع

کیا وہ تمکو کفر کی بات بتلاویگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

ع ۹ ۱۶

معنی جزو کتاب ہونیکا دعوی ہوگا یا یہ معنی کہ جزو ثابت بالشرع ہی اور پھر ثابت بالشرع حقیقۃً ثابت بالکتاب ہی کیونکہ دوسرے دلائل شرعیہ مظہر احکام ہوتے ہین نہ کہ مثبت احکام اسلیے احقر نے ترجمہ مین دونون احتمالون کی رعایت رکھی یہودیون نے اس آیت مین کی حدیث مین تحریف لفظی بھی اور قرآن مین تحریف معنوی کی ہی کیونکہ الفاظ قرآنیہ لفظاً محفوظ من اللہ ہین ربط اوپر کی آیتون مین اہل کتاب کے افعال و اقوال پر اعتراض تھا اگلی آیت مین اہل کتاب کے ایک لغو اعتراض کا ابطال ہی جو انہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا جیسا کہ لباب النقول مین بروایت ابن اسحق و بیہقی کے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ حضور اقدس کی خدمت مین جب یہود اور نجران کے نصاریٰ جمع ہوئے اور آپ نے انکو اسلام کیطرف بلایا تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ہم آپکی عبادت کرین جیسا نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کی عبادت کرتے ہین آپ نے فرمایا معاذ اللہ اسپر یہ آیت نازل ہوئی نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء علیہم السلام مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کسی بشر سے یہ بات نہین ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ (تو) اُسکو کتاب اور (دین کی) فہم اور نبوت عطا فرماوین (جنمین ہر ایک کا مقتضا ہی کفر و شرک سے ممانعت اور) پھر وہ لوگون سے (یون) کہنے لگے کہ میرے بندے (یعنی عبادت کرنیوالے) بن جاؤ خدا تعالیٰ (کی توحید) کو چھوڑ کر (یعنی نبوت اور امر بالشرک جمع نہین ہو سکتے) ولیکن (وہ نبی یہ تو) کہیگا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ (یعنے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) بوجہ اسکے کہ تم کتاب (الٰہی اورون کو بھی) سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ (خود بھی اُسکو) پڑھتے ہو (اور اس کتاب مین تعلیم ہی توحید کی) اور نہ (وہ بشر موصوف بالنبوت) یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتون کو اور (یا دوسرے) نبیون کو رب قرار دے لو کیا (بھلا) وہ تمکو کفر کی بات بتلاوے گا بعد اسکے کہ تم (اس عقیدہ خاص مین خواہ فی الواقع یا بزعم خود) مسلمان ہو ف شاید اس معترض نے براہ عناد اطاعت اور عبادت مین فرق نکیا ہو اسلیے اعتراض کر دیا ہو جواب مین تصریح فرما دی کہ نہی سے امر بعبادت غیر اللہ شرعاً منفی و محال ہی اور عبادت و اطاعت کا فرق ظاہر تھا۔ اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ علت سوء صدور کی تعلیم و درس کتاب کو فرمایا حالانکہ عوام مین یہ مفقود ہی اور امر بالتوحید موجود ہی۔ جواب یہ ہی کہ یہ علت محض مقتضی ہی شرط نہین سو عوام مین دوسرا مقتضی یعنی علم

اللغات الربانی فی روح المعانی ہو لفظ عربی لاسریانی علی الصحیح وہو منسوب الی الرب کالہی والالف والنون یزادان فی النسب للمبالغۃ کثیر اللحیانی معظیم الجمۃ و رقبانی بمعنی فلیذا الرقبۃ رؤسا ئہم والثانی لمن دونہم اھ من روح المعانی ۱۲

النحو والبلاغۃ ماکان لبشر المعنی ما یصح لاحد و عبر بالبشر ایذانا بعلۃ الحکم فان البشریۃ منافیۃ للامر الذی اسندہ الکفرۃ الی اولئک الکرام علیہم السلام و عطف الفعل علی منصوب ان بثم تعظیما لہذا القول فانہ اذا انتفی بعد مہلۃ کان انتفائہ بدونہا اولی و احری فکانہ قیل ان ہذا الایتاء والتعظیم لا یجامع ہذا القول اصلا وان کان بعد مہلۃ من ہذا الانعام (قلت ولو حمل علی الاستبعاد کان اوجہ ۱۲) ولکن کونوا علی تقدیر القول ای لکن یقول کونوا ولا یامرکم بالنصب عطفا علی یقول (ای ولاکان لہ ای یؤتیہ اللہ ثم یامر ای انہما متنافیان کالسابق ۱۲) وفی قراءۃ لا یامرکم بالرفع علی الاستیناف وقدم التعلیم علی الدراسۃ لوفور شرفہ علیہا اولان الخطاب الاول

اختلاف القراءۃ فی روح المعانی قرأ نافع وابن کثیر ویعقوب وابو عمرو ومجاہد تعلمون بمعنے عالمین ۱۲

الروایات تذکرت روایۃ فی وجہ الربط الاخری ما فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق فی تفسیرہ عن الحسن قال بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاہلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ ماکان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون اھ قلت وعلی ہذا الاشکال فی قولہ انتم مسلمون حتی قال بعضہم بتعیین ہذا سبب النزول لکنہ ضعیف بعد توجیہہ بما اخترت فی الترجمۃ وما فی روح المعانی ای منقادون مستعدون للدین الحق ارفاء للعنان و استدراجا ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ

اور جبکہ اللہ تعالے نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اسکا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا

وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ

اور اسکی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا — وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

موجود ہونا کافی ہے اور تشبیہ ان کی بوجہ اسکے اہم ہونیکے اور دوسرے بوجہ اقتضاء مقام کے کہ مخاطب فہمی عام تھا تیسرے بوجہ اسکے کہ اکثر عوام مقلد خواص کے ہوتے ہیں پس انکا ایمان کا انتقاض انکے لیے بھی علاوہ مقتضے ہوجاتا ہے اور انبیاء ولائکہ کے ذکر سے تاکید مضمون مقام کی ہوگئی کہ ہمیں کسی کی تخصیص نہیں عدم علت یعنی منافات نبوت وامر بالشرک سے مضمون عام ہے نیز دوسرے مشرک فرقوں پر بھی تعریض ہوگئی کہ سب کا عقیدہ خلاف تعلیم نبوت کے اور احقر کے نزدیک توجیہ تخصیص کی کہ اس عقیدہ خاص کی تخصیص کی وجہ یہ کہ مخاطب بالجواب یہود ہیں نہ کہ مسلمان اور اعتراض کے وقت وہ مدعی توحید کے تھے اس خاص امر کو لغۃ اسلام کہہ یا گیا خواہ وہ معترض واقع میں بھی موحد ہوں یا بزعم ہی زعم ہو کیونکہ بعض یہود شرک کے عقیدہ کو بھی رکھتے تھے واللہ اعلم ۱۲ اور پروت طائفہ سے اہل کتاب کی ان کاروائیوں کا ذکر تھا جو اسلام کے خلاف واختراع ان سے صادر ہوتی تھیں آگے ترقی کر کے یہ بتلاتے ہیں کہ مخالفت ومضارت کی تو انکو کب اجازت ہوسکتی ہے ان پر تو خود اسلام کا قبول کرنا واجب تھا کیونکہ اس مضمون کا عہد سب انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا ہے انکی امم پر تو بدرجہ اولے واجب ہوگا اور اسی سلسلہ میں ترک اسلام پر زجر آیہ افغیر دین اللہ میں اور اسلام کی حقیقت کا خلاصہ آیہ قل آمنا باللہ میں اور غیر اسلام کا مقبول نہونا آیہ ومن یبتغ میں اور مذمت وعقوبت معرضین عن الاسلام کی باستثناء تائبین کے آیہ کیف یہدی اللہ میں من ناصرین تک مذکور فرماتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی حقیقت اطاعت ہے احکام الٰہیہ کی ہر زمانہ میں جیسا کہ آیۃ ام کنتم شہداء واقعہ آخر پارہ الم کی تفسیر میں اس معنی کے اعتبار سے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اطاعت اب منحصر ہوگئی ہے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیونکہ آپکا نبی ناسخ الشرائع ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے پس آپکا انکار ضرور منافی اطاعت الٰہیہ کے ہے اسلیے اب لفظ اسلام کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہوتا ہے اس تقریر سے تمام اشکالات وشبہات جو اس مقام پر بظاہر نظر میں واقع ہوسکتے تھے دفع ہوگئے ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق دیگر رسل وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالے نے عہد لیا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم (شریعت) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آوے جو مصداق (اور موافق) ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب اور شریعت میں) ہے

اللغات الاصر العہد والذنب والثقل کذا فی القاموس ۱۲

النحو مع اختلاف القراءۃ فی الجلالین لما بفتح اللام للابتداء وتوکید معنی القسم الذی فی اخذ المیثاق وکسرھا متعلقۃ باخذ وما موصولۃ علی الوجہین اتیتکم ایاہ وفی قراءۃ اتینا کم لتؤمنن جواب القسم اھ فی الکمالین علی ایاہ یشیر الی ان العائد الی الموصول محذوف وفیہ علی قول الجلالین مصدق لما معکم من الکتب والحکمۃ یشیر الی ان ہہنا اقامۃ المظہر مقام المضمر فی روح المعانی عن الروض الانف للامام السہیلی ان الجملۃ المعطوفۃ لما کانت مشتملۃ علی ما ہو بمعنی المبتدا الموصول ولذلک استغنی عن ضمیرہ فیہا مع لزومہ فی الصلتین المتعاطفین فی المشہور وکان ضمیر بہ راجعا الی الرسول مع ملاحظۃ مصدق لما معکم القائم مقام الضمیر العائد علی ما اکتفی بمجرد ذلک عن ضمیر فی خبرہا لارتباط الکلام بعضہ ببعض اھ وبہ اندفع ما یرد ان الجملۃ التی ہی خبر خالیۃ عن العائد ۱۲

الروایات اورد فی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن علی رض قال لم یبعث اللہ تعالے نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویامرہ فیاخذ العہد علی قومہ ثم تلا الآیۃ اھ قلت والاینافی التفسیر بالعام کما قررتہ فی توجیہ القول بمصداق وبتائید العموم ما فی روح المعانی تحت آیۃ قل آمنا اخرج عبد الرزاق وغیرہ عن طاؤس انہ قال اخذ اللہ تعالی میثاق النبیین ان یصدق بعضہم بعضا ۔ ویمکن توجیہ التخصیص بذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم لمزیتہ علی غیرہ باخذ العہد لہ من کل نبی (ا) خبرہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجمیع والا غیرہ فالظاہر ان ہذا العہد لم یؤخذ من المتاخر للمتقدم کما یدل علیہ قولہ تعالے ثم جاءکم وظاہر ان المتقدم لا یحتمل المجئ ثانیا فافہم فانہ لطیف اما ان ہذا العہد مع علمہ تعالے بانہم لا یدرکون وقتہ فجوابہ علی ما فی روح المعانی ان فیہ تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ما علیہ تقدیر العہود فالظاہر اہتمام شان الایمان بکل رسول ۱۲

تحقیقات الترجمۃ

۵ قولہ ترجمہ میثاق … انبیاء سے اشارۃ … الاضافۃ الی المفعول ۱۲

۵ قولہ ترجمہ مصداق اشارۃ الی الکفا… … الکمال من غیر … علی التعالی ولا تخفی … وفی الکبیر … ہذا انفع ما توہم من … مجرد تصدیق رجل … بین یدیہ من الکتب … فی الاثبات نبوتہ … الی انضمام … آیات غیر مذکورۃ … المراد رسول معلق … رسول کما حملتہ علیہ … صلی اللہ علیہ وسلم … وغیرہ والمناسب … التخصیص الذکری … لاقتضاء المقام

۱۲

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سو جو شخص روگردانی کریگا بعد اسکے　تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں ۔　کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کیطرف لوٹائے جاوینگے آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اسپر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اسپر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کی طرف بھیجا گیا اور اسپر بھی جو موسیٰ و عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا اُنکے پروردگار کیطرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے

(یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع سے اُسکی رسالت ثابت ہو) تو تم ضرور اس رسول (کی رسالت) پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور (ہاتھ پاؤں سے) اُنکی طرفداری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کر کے ارشاد) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار کے) گواہ (کے طور پر) رہنا کہ گواہی سے پھر نیکو برا سمجھنا بخلاف مقر کے کہ بوجہ صاحب غرض ہونیکے اُسکا پھر جانا چنداں مستبعد نہیں ہوتا اسیواسطے کم از کم اقرار سے پھرنا) اور میں (بھی) اس (مضمون) پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا) ہوں ف انبیاء علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے باقی اُنکی امم سے یا تو اسیوقت لیا گیا ہوگا یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے لیا گیا ہو اور چونکہ اسکا واجب ہونا ثابت ظاہر ہے اسلئے ذکر نہ کیا مفسرین اور محل اس عہد کا یا تو اول عالم ارواح ہو یا صرف دنیا میں وحی سے لیا گیا ہو حاصل اس عہد کا ظاہر ہے کہ ہر رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل کی تصدیق و نصرت کی فرضیت ہے آخر میں اسکے مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اہل کتاب کو یہ عہد اس لیے سنایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں پھر یقیناً آپکی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہی حاصل ہے اسلام کا ۔ اور کتاب اور حکمت جو دو چیزیں ارشاد فرمائیں شاید یہ وجہ ہو کہ بعض انبیاء صاحب کتاب اصالۃً نہیں ہوئے البتہ صاحب علم سب تھے اور اگر اصالۃً کی قید نہ لگاویں تو یہ مجموعی عام ہوگا اور یہ وسوسہ کہ عالم ارواح کا عہد تو یاد نہیں بدینطور مدفوع ہے کہ عہد کر کے بھولنا اگر کوئی معتبر شخص بیان کر دے وہ مثل اپنی یاد کے واجب الایفاء ہوتا ہے اور یہاں دلائل قطعیہ نے بیان کر دیا ربط اوپر عہد کا بیان تھا اب نقض عہد پر وعید ہے وعید مخالفت عہد مذکور فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ سو جو شخص (امم میں سے) روگردانی کریگا (اس عہد سے) بعد اسکے (کہ انبیاء تک سے عہد لیا گیا اور امم تو کس شمار میں ہیں) تو ایسے ہی لوگ (پوری) بے حکمی کرنیوالے (یعنی کافر) ہیں ف چونکہ روگردانی کرنے والے امم ہی کے لوگ تھے اور صیغہ خطاب وغیرہ بھی نہیں اسلئے آیۃ کو عام لینے کی ضرورت نہیں ربط اوپر عہد اسلام کے وفا کا وجوب اور اسکے نقض کی حرمت مذکور تھی آگے اس نقض پر زجر ہے زجر بر ترک اسلام اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۲﴾ کیا (دین اسلام سے جسکا عہد لیا گیا ہے روگردانی کر کے) پھر (اس) دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) کے (حکم کے) سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں (ہیں) اور (جتنے) زمین میں ہیں (بعضے) خوشی (اور اختیار) سے اور (بعضے) بے اختیاری سے اور (اول) تو اس عظمت ہی کا مقتضا یہ تھا کہ کوئی انکے عہد کی مخالفت نہ کرے خاصکر جبکہ آئندہ سزا کا بھی ڈر ہو چنانچہ سب خدا ہی کیطرف (قیامت کے روز) لوٹائے (بھی) جاوینگے (اور اسوقت مخالفین کو سزا ہوگی) ف حق تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں تکوینی یعنی جنپر آثار مرتب ہونا باختیار عبد نہیں جیسے جلانا مارنا بیمار کرنا و نحو ذلک ۔ اور تشریعی یعنی جنکے آثار باختیار عبد ہیں جیسے نماز پڑھنے کو فرمانا کہ اسکا اثر امتثال یعنی نماز پڑھنا ہے اور وہ باختیار عبد ہے پس حاصل مقام یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کے تو سب مسخر ہیں اور کرہاً سے یہی مراد ہے اور بہتیرے احکام تشریعیہ کے بھی مطیع ہیں اور طوعاً کا یہی مطلب ہے تو ایک قسم حکم کی تو سب ہی پر جاری ہے اور دوسری قسم کو بھی بہتوں نے قبول کر رکھا ہے جس سے حاکم کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے جو دوسری قسم میں خلاف کرتے ہیں تو کیا کوئی اور اس عظمت کا ہے جسکی موافقت کے لیے مخالفت کرتے ہیں ربط اوپر اسلام کی حقیقت کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی حقیقت کا حاصل ظاہر کر دینے کا ارشاد ہے حاصل حقیقت اسلام قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۳﴾

اللغات　في القاموس بغيه طلبه ۱۲　　　آیت قل آمنا باللہ الخ قد مر شرحها في البقرة لا نعيدها ۱۲

الجزء الرابع

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل

لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

بنی اسرائیل پر حلال تھیں۔ باستثناء اسکے جسکو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا فرما دیجیے کہ پھر توراۃ لاؤ پھر اسکو پڑھو اگر تم

صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سچے ہو سو جو شخص اسکے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں۔

سونا بھی نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ معاوضہ میں اسکا دینا بھی چاہے (اور جب دینے کو کون پوچھتا ہے) ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور انکے کوئی حامی (مددگار) بھی نہ ہونگے ف لفظ اگرچہ مبالغہ کے لیے ہوتا ہے وجہ مبالغہ کی یہ ہے کہ خود دینے کی درخواست کرنے میں ایک گونہ معنی معذرت و ندامت کے بھی ہوتے ہیں جس میں حالا وقت احتمال زیادہ قبول کی ہوتی ہے بخلاف اُس حالت کے کہ جرمانہ کے طور پر بدون مجرم کی درخواست کے جبراً اُس سے لیا جاوے اُسمیں تو کوئی دلیل معذرت کی بھی نہیں اور یہ نفع بین البعد ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جب اس کافر کی براءت کے لیے بدل مال کا طریق اقرب بھی نافع و مقبول نہیں تجویز کیا جاویگا تو اسکا طریق ابعد تو بدرجہ اولی غیر نافع و غیر مقبول ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا کہ زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاویگا مطلب یہ کہ اگر بالفرض اُسکے پاس ہو جیسا دوسری آیت میں ہے وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ الخ اور وہاں نہ ہونا تو معلوم ہی ہے ربط اوپر اقتدا کا کفار کے لیے نافع نہ ہونا مذکور ہوا تھا آگے بتلاتے ہیں کہ البتہ مومنین کو دنیا میں انفاق فی سبیل اللہ نافع فی الآخرۃ ہو سکتا ہے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ اگر کفار اپنے اموال سے آخرت میں منتفع ہونا چاہیں تو مسلمان ہو کر یہاں دنیا میں فی سبیل اللہ خرچ کریں **ترغیب انفاق و ادب آں** لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ (اے مسلمانو) تم خیر کامل (یعنی اعظم ثواب) کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی (بہت) پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اسکو بھی خوب جانتے ہیں (مطلق ثواب اسپر بھی دیدینگے لیکن کمال ثواب حاصل کرنیکا وہی طریقہ ہے) ف آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جاوے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب سے محاجہ چلا آتا ہے کہیں یہود سے کہیں نصاریٰ سے کہیں دونوں سے آگے ایک محاجہ کا آگے بیان ہوتا ہے جسکا قصہ روح المعانی میں بروایت واحدی کے کلبی سے منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ملت ابراہیمی پر ہونا باعتبار اصول شریعت بتمامہا اور اکثر فروع کے بیان فرمایا تو یہود نے اعتراضاً کہا کہ آپ اونٹ کا گوشت اور دودھ کھاتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں اُنپر یہ حلال تھا یہود نے کہا جتنی چیزیں ہم حرام سمجھتے ہیں یہ سب حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں یہانتک کہ ہم تک وہ تحریم پہونچی اللہ تعالیٰ نے آیت آیندہ تکذیب یہود کے لیے نازل فرمائی **تکذیب یہود در دعوی تحریم لحوم ابل بر ابراہیم علیہ السلام و آل شان** كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (جن کھانے کی چیزوں میں گفتگو ہے یہ) سب کھانے کی چیزیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہرگز حرام نہیں چلی آرہیں بلکہ یہ چیزیں) نزول توراۃ کے قبل باستثناء اسکے (یعنی گوشت شتر کے) جسکو (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ایک خاص وجہ سے) اپنے نفس پر حرام

ملحقات الترجمۃ

ف قولہ لتقریر بالغۃ ... قولہ ولو افتدی بہ ... ھذہ ما نقل فی روح المعانی ... ابن المنیر و ابی حیان ... عبارۃ طویلۃ لکن باذکرتہ ... وجہ اولویۃ المسکوت عنہ ... المذکور کما ہو مقتضے ... التركيب ہو غیر منقول ... ہو من مواہب اللہ تعالیٰ ... والحمد فقط ۱۲ ... اللہ کی راہ میں قیدیہ ... المقام ۱۲ ... خرچ نکرو گے ... لعدم مساعدۃ ... قولہ کو ... حسب النحو اخذت ... من البیضاوی ... شیء محبوب وغیرہ ... ف قولہ فی ترجمۃ ... طعام گفتگو ہے ... لان جمیع ما عدی ... لم یکن حلالا ... ومثلہا اخذت ... من الکبیر ۱۲

اللغات ۔ فی القاموس البر الخیر ۱۲

النحو ۔ مما تحبون قال البیضاوی یحتمل التبیین اھ فیکون المفعول المحذوف شیئا واخترتہ لروایات السلف فی ذلک انہم انفقوا لما سمعوا ہذہ الآیۃ احب ما عندہم لا بعضا منہ ۔ قولہ من قبل ان تنزل متعلق بقولہ کان حلا وتقریرہ ما فی ملحقات الترجمۃ حیث

ذکر فائدۃ ہذا القید لا بقولہ حرم اسرائیل لعدم ظہور فائدۃ فیہ ۱۲

فائدۃ قد وقع التقدیم والتاخیر فی اجزاء الترجمۃ ہہنا تحصیلاً للسہولۃ واعلم ان الکبیر قد فاق ہہنا علی الکل فی تحریر المقام ۱۲

جسکی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے (یعنی اسمین دینی نفع یعنی ثواب ہے) اور (عبادت خاص یعنی نماز کا رخ بتلانے مین) جہان بھر کے لوگون کا رہنما ہے (مطلب یہ کہ حج وہان ہوتا ہے اور مثلاً نماز کا ثواب بروے تصریح حدیث وہان بہت زیادہ ہوتا ہے دینی برکت تو یہ ہوئی اور جو وہان نہین ہین انکو اس مکان کے ذریعہ سے نماز کا رخ معلوم ہوتا ہے یہ رہنمائی ہوئی غرض) اسمین (کچھہ تشریعی کچھہ تکوینی) کھلی نشانیان (اسکی افضلیت کی موجود) ہین (چنانچہ تشریعی نشانیان ہین اسکا مبارک اور ہدی ہونا جسکی تفسیر مذکور تو بیان ہو چکا اور کچھہ مقام ابراہیم کے بعد مذکور ہین یعنی اسمین داخل ہونیوالے کا مستحق امن ہو جانا اور اسکا حج بشرط اللہ فرض ہونا جو کہ مطلق مشروعیت حج مذکورہ سابق پر زائد مفہوم ہے یہ چار نشانیان تو تشریعی اسجگہہ مذکور ہین اب درمیان مین تکوینی کا ذکر فرماتے ہین کہ) منجملہ اُن (نشانیون) کے ایک مقام ابراہیم (نشانی) ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) جو شخص اُس (کے حدود متعلقہ) مین داخل ہو جاوے وہ (شرعاً) امن والا ہو جاتا ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگون کے ذمہ اُس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے (یہ دیگر سبکے ذمہ نہین بلکہ خاص خاص کے یعنی) اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہان تک (پہونچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو (خدا تعالی کا کیا ضرر کیونکہ) اللہ تعالی تمام جہان والون سے غنی ہین (کسی کے ماننے پر انکا کوئی کام اٹکا نہین پڑا بلکہ خود اُس منکر ہی کا ضرر ہے) ف سب عبادت گاہون سے پہلے اسکے مقرر ہونے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بیت المقدس سے بھی پہلے بنا ہے چنانچہ حدیث صحیحین مین اسکی تصریح بھی ہے اور للناس اور العالمین کا عموم اسطرح ہے کہ شرائع سابقہ مین بھی با برکت اور مقصود بالزیارت رہا ہے۔ اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جسپر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر مین آپکے قدم کا نشان بنگیا اور وہ فی روح المعانی عن سعید بن جبیر سو اسکا نشان عجیب ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس نشان کا کعبہ کی طرف منسوب ہونا بدین وجہ ہے کہ یہ بات عمارت کعبہ کے تعلق سے اسمین پیدا ہوئی اور اب وہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان مین رکھا ہے اور ان آیات مذکورہ مین اس مقام ابراہیم کا نشان ہونا تو محسوس ہے باقی احکام تشریعیہ کا نشان فضیلت ہونا باوجود انکے غیر محسوس ہونیکے اسلیے ہے کہ وہ احکام دلائل صحیحہ سے ثابت ہین پس حاصل استدلال یہ ہوا کہ دیکھو یہ احکام شرعیہ خانہ کعبہ کے متعلق ہین جنکا متعلق ہونا دلائل سے ثابت ہے اور ایسے احکام بیت المقدس کے متعلق مشروع نہین کیے گئے پس افضلیت ثابت ہو گئی۔ اور امن کے متعلق تفسیر پارہ الم کے آخری رکوع سے پہلے رکوع مین گذر چکی ہے۔ اور سبیل کی تفسیر حدیث مین زاد و راحلہ کے ساتھہ آئی ہے رواہ الحاکم و صححہ بدن کی سلامت بصر [illegible] اسباب [illegible] اور دلائل سے ثابت ہین۔ اور جاننا چاہیے کہ ہر چند کہ سوا مقام ابراہیم کے باقی آیات یہان تشریعی ہین لیکن انکا اثر تکوینی بھی تھا [illegible] بھی انکے آثار ظاہر ہوتے تھے مثلاً دور دراز سے حج کو آنا۔ طواف کرنا۔ حدود حرم مین امن قائم رکھنا جیسا کہ تواریخ مین منقول ہے اور قرآن [illegible] بعض امور بعض جگہہ مذکور ہین کقولہ تعالی و قالوا ان نتبع الهدی معک نتخطف الخ و قولہ لایلاف قریش و قولہ و ضرب اللہ مثلا قریة کانت آمنة مطمئنة ربط اوپر سے اہل کتاب پر ان کے اقوال کا رد چلا آتا ہے آگے ان کے ایک فعل پر رد و ملامت ہے جسکا خلاصہ قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی تھا شاس بن قیس مسلمانون سے بہت کینہ رکھتا تھا اس نے ایک مجلس مین انصار کے دو قبیلون یعنی اوس اور خزرج کو ایک جگہہ مجتمع و متفق دیکھا حسد کے سبب سخت ناگوار ہوا اور انمین تفریق ڈالنے کی فکر مین [illegible] ایک شخص سے کہا کہ ان دونون قبیلون مین اسلام سے پہلے جو ایک مدت لڑائی ہو چکی ہے اور اسکے متعلق فریقین کے فخریہ اشعار [illegible] وہ اشعار ان کی مجلس مین جا کر پڑھ دیے جاوین چنانچہ [illegible] اسکا ظہور ہوا تھا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس مین [illegible] ہونے لگی یہانتک کہ موقع اور وقت لڑائی کا بھی مقرر ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اطلاع ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا یہ کیا اندھیر ہے میرے ہوتے ہوئے پھر مسلمان ہونے کے اور باہم [illegible] ہو چکنے کے بعد [illegible] اسی حالت کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو [illegible] اور سمجھے کہ یہ شیطانی حرکت تھی [illegible] دوسرے [illegible] اور توبہ کی اس واقعہ مین یہ آیتین نازل ہوئین کذا فی روح المعانی بروایة ابن اسحاق و جماعة عن زید بن اسلم [illegible] چلا گیا ہے جسمین اول ملامت ہے اہل کتاب پر جنہون نے یہ کارروائی کی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی کہ اس فعل پر [illegible] پہلے انکے کفر پر بھی ملامت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ جب تم خود بھی مسلمان ہو جاتے [illegible] دوسرون کے گمراہ کرنے کی فکر مین لگے ہو [illegible]

ملحقات الترجمة
۵ قوله [illegible] قوله فيه [illegible] اشارة بعد [illegible] قوله فيه آيات [illegible] ما قبله و ما بعده [illegible] سابق [illegible] فيه كالاشكال [illegible] ما ذكروا في تفسير [illegible] لا تعلو [illegible] تاييد لتفسيري [illegible] روح المعاني [illegible] [illegible] خط فافهم ۱۲
قوله مستحق امن [illegible] [illegible] الآخرة [illegible] السبيل [illegible] التشريعية ۱۲ [illegible] ترجمة من [illegible] يعني [illegible] في حلية الاولى

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے

(کی طرح) ہوگئے اور (ایک انعام جو کہ انعام مذکور کی بھی اصل ہے یہ فرمایا کہ) تم لوگ (بالکل) دوزخ کے گڑھے کے کنارہ (ہی) پر (کھڑے) تھے (یعنی بوجہ کافر ہونیکے دوزخ سے اتنی قریب تھے کہ بس دوزخ میں جانے کے لیے صرف مرنے کی دیر تھی) سو اس (گڑھے) سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا جس سے دخول جہنم کی علت زائل ہوگئی سو تم ان انعاموں کی قدر کرو اور آپس کے جدال و قتال سے جو کہ معصیت ہے ان انعاموں کو ضائع مت کرو کیونکہ اس جدال و قتال سے انعام تالیف تو بالکل ہی زائل ہوجاویگا اور انعام اسلام مختل اور ناقص ہوجاویگا یہ بھی ایک گونہ ضائع ہونا ہے (جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ حکم واضح طور پر بیان فرمایا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے (اور) احکام (بھی) بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ (راست پر قائم) رہو ف تقوی کے حق کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کیونکہ یہ تو کسی سے ہو نہیں سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تمہارے ذمہ حق مقرر اور واجب ہے جسکی تفسیر انشاء اللہ ترجمہ میں لکھ دی گئی اسکے مقابل ایک تقوی ادنی درجہ کا ہے یعنی کفر و شرک سے بچ جانا گو معصیت میں مبتلا رہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ ادنی تقوی پر اکتفا مت کرو بلکہ اعلی اور کامل درجہ کا تقوی اختیار کرو جس میں معاصی سے بھی بچنا آگیا (ربط اوپر کی آیتوں میں مسلمانوں کو ہدایت پر قائم رہنے کا حکم تھا آگے حکم ہے کہ دوسروں کو بھی ہدایت کرنیکی کوشش کرو جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسروں کو گمراہ کرنیکی برائی تھی اس امر سے اقتباس) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ (اور لوگوں کو بھی) خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنیکو کہا کریں اور برے کاموں (سے) روکا کریں اور ایسے لوگ (آخرت میں ثواب سے) پورے کامیاب ہونگے ف تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن سے غالب گمان رکھتا ہے کہ اگر میں امر و نہی کرونگا تو مجھکو کوئی ضرر معتدبہ لاحق نہ ہوگا اسکے لیے امور واجبہ میں امر و نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ میں مستحب مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص پر واجب ہوگا کہ بے نمازی کو نصیحت کرے اور نوافل مستحب ہیں اسکی نصیحت کرنا مستحب ہوگا اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہیں اسپر امر و نہی کرنا امور واجبہ میں بھی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملیگا پھر اس امر و نہی میں قادر کے لیے امور واجبہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اسکا انتظام واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اپنے اہل و عیال کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے اور غیر قادر کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرمات سے دل سے نفرت رکھے پھر قادر کے لیے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اسکو معلوم ہو اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات میں مطلقاً نرمی کرے اور واجبات میں اول نرمی اور نہ ماننے پر سختی کرے اور ایک تفصیل قدرت میں یہ ہے کہ دستی قدرت میں تو کبھی ایسے امر و نہی کا ترک جائز نہیں اور زبانی قدرت میں مایوسی نفع کے وقت ترک جائز ہے لیکن مودت و مخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بعض درجہ شدید قادر کے ذمہ اسکا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہوں کہ بقدر حاجت کام چل جاتا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے یہ کل چھ مسئلے اس مقام پر ذکر کیے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کم جاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی انکا وعظ سننا جائز نہیں

ربط اوپر بعد امر بالتقوی کے باہم اتفاق فی الدین کا حکم تھا اور تفرق سے نہی تھی آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے

اللغات فی روح المعانی الامۃ الجماعۃ التی تؤم ای تقصد لامر ما وتطلق علی اتباع الانبیاء لاجتماعہم علی مقصد واحد وعلی القدوۃ ومنہ ان ابراہیم کان امۃ وعلی الدین والملۃ ومنہ انا وجدنا آباءنا علی امۃ وعلی الزمان ومنہ وادکر بعد امۃ الی غیر ذلک من معانیہا ۱۲

النحو منکم قیل من تبعیضیۃ لوجوب ہذا الامر والنہی علی الکفایۃ وقیل تبیینیۃ ولا یعارض وجوبہ علی الکفایۃ لان عموم الخطاب لا یقتضی الوجوب علی العین کما ان خطابات الجہاد عامۃ ومع ہذا فہو واجب علی الکفایۃ وایضا الخطاب لجمیع المؤمنین ویدخل فیہم الاوس والخزرج دخولا اولیا ۱۲

البلاغۃ یدعون الی الخیر عام ومجمل والامر بالمعروف والنہی عن المنکر تفصیل لہ

المفلحون الکاملون فلا یلزم نفی الفلاح عن غیرہم لعلہم ہم الفائزون علی غیرہم فی الاجر لان خیر الناس من ینفع الناس ۱۲

ملحقات الـ
اما قولہ فی تر
تہتدون ...
وجہہ ان الـ
للمؤمنین الـ
علی الہدی الا
...
الآیۃ وما ورد
الروایات من
فالتقوی ...
تقریر ...
الاخری ای
بشرطہا ...
تعالی ...
کما کان عادۃ
... الملاقف
الم من الاحط
...
الشی ... وجب
والاضافۃ ...
الصفۃ الی موہ
ان الاصل ...
القار حقا ...
علی حد ضرب
الضرب ترید
انہ ...
... ۱۲

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

اور تم لوگ اُن لوگون کی طرح مت ہوجانا جنہون نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگون کے لیے سزای عظیم ہوگی — اُس روز

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

کہ بعضے چہرے سفید ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ ہونگے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہونگے اون سے کہا جاویگا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا

بسبب اپنے کفر کے — اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت مین ہونگے وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے — یہ اللہ تعالیٰ کی آیتین ہین جو صحیح صحیح طور پر ہم

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعٰلَمِينَ ۝

تمکو پڑھکر سناتے ہین اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہین چاہتے

نہی من التفرق و وعید بران ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللّٰهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ اور تم لوگ اُن لوگون کی طرح مت ہوجانا جنہون نے (دین مین) باہم تفریق کرلی اور (نفسانیت سے) باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگون کے لیے سزای عظیم ہوگی اُس روز (یعنی قیامت کے روز جسمین) کہ بعضے چہرے سفید (ورَوشن) ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ (اورتاریک) ہون گے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہون گے اُن سے کہا جاویگا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانیکے بعد تو (اب) سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت (یعنی جنت) مین (داخل) ہون گے (اور) وہ اُسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے ❀ ف آیت مین جو تفریق و اختلاف کی مذمت ہی مراد اس سے وہ تفریق ہی جو اصول دین مین ہو یا فروع مین براہ نفسانیت ہو جیسا اہل اہوا نے اہل سنت کے ساتھ اختلاف کیا چنانچہ آیت مین خود یہ قید کہ احکام واضحہ آئے پیچھے اسکا قرینہ موجود ہی کیونکہ اصول سب واضح ہوتے ہین اور فروع بھی بعضے ایسے واضح ہوتے ہین کہ اگر نفسانیت نہو تو اختلاف کی گنجائش نہین ہوتی پس جو فروع غیر واضح ہین یا تو بوجہ عدم نص صریح کے یا بوجہ ظاہری تعارض نصوص کے جنمین وجہ تطبیق صریح نہو ایسے فروع مین اختلاف ہوجانا اس آیت مین داخل نہین اور مذموم نہین بلکہ امت مرحومہ مین واقع ہی اور یہ حدیث اُسکی اجازت کے لئے کافی ہی جسکو شیخین نے عمرو بن عاص رض سے روایت کیا ہی کہ جب کوئی حاکم حکم شرعی اپنے اجتہاد سے کرے اور وہ حکم ٹھیک ہو تو اُسکو دو اجر ملتے ہین اور جب حکم اجتہاد سے کرے اور وہ غلط ہو جاوے تو اُسکو ایک اجر ملتا ہی اور اس اختلاف کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہی کافی ہی اور روح المعانی مین بیہقی سے قاسم بن محمد کا قول اور مدخل سے عمر بن عبد العزیز کا قول اس مضمون کا نقل کیا ہی کہ اصحاب کا اختلاف لوگون کے لیے موجب رحمت و رخصت ہوگیا — اور الذین تفرقوا واختلفوا کے مصداق مین بوجہ کفرتم کے مفسرین کے اقوال مختلف منقول ہین جامع تر یہ ہی کہ کفر سے مراد عام ہی انکار توحید و رسالت یا اعتقاد بدعت یہ سب بعد وضوح دلائل کے ہوتا ہی پس معنی یہ ہون گے کہ ای صحابہ یا ای سب مسلمانو تم ان اہل تفریق و اہل کفر و اہل عذاب کے مشابہ مت بننا گو مشبہ بہ مین معصیت عملی تھی اور مشبہ مین معصیت اعتقادی مگر تشبیہ کے لیے یہ تفاوت قادح نہین اور جب تفاوت وجہ تشبیہ مین ہی اتنا ہی تفاوت وعید مین بھی ضروری ہی مماثلت طرفین من کل الوجوہ لازم نہین آئی ربط اوپر مرحوم اور مغضوب دونون کی جزا و سزا کا بیان تھا آگے اس جزا و سزا کی خبر کا صحیح ہونا جملہ نتلوہا علیک بالحق مین اور اس جزا و سزا کا مناسب ہونا جملہ ما اللہ یرید ظلما مین اور ان لوگون کا مملوک خداوندی ہونا جسکا مقتضا وجوب اطاعت ہی جملہ للہ ما فی السموات الخ مین اور کسی غیر کا بالکل اختیار نہونا جملہ الی اللہ ترجع مین بیان فرماتے ہین اور وعدہ اور وعید کا باوقعت ہونا ان ہی امور کے اثبات پر موقوف ہوتا ہی جیسا کہ ظاہر ہی ❀ صادق و حکیم و منفرد بودن حق تعالیٰ در حکم ﴿تِلْكَ آيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللّٰهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعٰلَمِينَ﴾

ات الترجمة
قوله لی ف مفسرین
اقوال مختلف الخ کما
روح المعانی والظاہر
ان والسیاق ان ہؤلاء
... نتابعہ دکفرہم لبعد
... فرہم برسول اللہ
... اللہ علیہ وسلم بالایمان
... بعثہ والیہ ذہب
... قیل ہم جملۃ الکفار
... ہم عاد جب علیہم
... سار بالتوحید حین
... علی انفسہم و
... عن ابی بن
... الی الحسن انہم
... وروی عن
... سعد جہ والی
... ابن عباس رض
... الخدری رضی‌اللہ‌عنہم
ع ۱۲

البلاغۃ وأما الذین ابیضت قال البیضاوی کان حق الترتیب ان یقدم ذکرہم لکن قصد ان یکون مطلع الکلام ومقطعہ حلیۃ المؤمنین وثوابہم اھ رحمۃ اللہ ای الجنۃ فہو من التعبیر بالحال عن المحل

اہ روح المعانی وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ

وہ تمکو ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکینگے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقابلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جاوینگے پھر کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاویگی جمادی گئی ان پر بیقدری جہاں کہیں بھی پائے جاویں

مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی یہ اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے

قائم رہنا ظاہر ہے کہ اکمل ہوگا پس اس اعتبار سے اکثر اگر نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ بعضے مسلمان ہیں مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے ربط پہلی آیت میں اہل کتاب کا مسلمانوں کے ساتھ اعتقاداً مخالفت ہونا اور ایسے ہی انکا مسلمانوں کو دینی ضرر پہونچانے کی تدبیر کرنا مذکور ہو چکا ہے آگے انکا مسلمانوں کو دنیوی ضرر پہونچانے کی فکر کرنا اور اسکے ساتھ انکی ناکامی کی پیشین گوئی سے تسلی کر دینا مذکور ہوتا ہے خبر ناکامی اہل کتاب و اضرار مسلمین کو لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (وہ اہل کتاب) تمکو (اے مسلمانو) ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکینگے مگر ذرا خفیف سی اذیت (یعنی زبانی برا بھلا کہہ کر دل دکھانا) اور اگر وہ (اس سے زیادہ کی ہمت کریں اور) تم سے (مقابل ہو کر) مقاتلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جاوینگے پھر (اس پر طرہ یہ ہوگا کہ) کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاوے گی (آگے بڑھ کر اس لیے کہا گیا کہ خالی حمایت طرفداری کیا جانا بہ نسبت غالب آجانے کے سہل ہے کیونکہ غالب آنے کے لیے بڑا سامان چاہیے اور خالی حمایت کے لیے صرف زبان ہلانا یا ذرا دوڑ دھوپ کر لینا پڑتا ہے پس جب وہ لوگ ایسے مخذول ہیں کہ زبانی بھی کوئی انکا ساتھ نہیں دیتا تو غالب آنا تو بدرجہ اولی منتفی ہوگا ۔ یہ ایک پیشین گوئی ہے جو اسیطرح واقع ہوئی چنانچہ اہل کتاب زمانہ نبوت میں کسی موقع میں بھی صحابہ پر جو کہ بقرینہ مقام اس مضمون کے خاص مخاطب ہیں غالب نہ آسکے خصوص یہود جنکے قبائح خصوصیت سے اس جگہ مذکور ہیں چنانچہ اوپر وہ قصہ صحابہ میں پیچ و لڑائی کا ان ہی کی کارروائی تھی یہ بہت ہی ذلیل و خوار کیے گئے بعضوں پر جزیہ ہوا بعضے قتل ہوئے بعضے نکالے گئے چنانچہ آیت آئندہ میں یہی مضمون مجملاً مذکور ہے ربط ابھی تقریر بالا کے آخر میں مذکور ہوا یہاں ذلت ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱﴾ (نقش سکہ کی طرح) جمادی گئی ان پر (خاص) بیقدری (یعنی بے عزتی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے مگر ہاں دو ذریعوں سے امن میسر ہو جاتا ہے ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے (اللہ کی طرف کا ذریعہ یہ کہ کوئی کتابی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا مشغول ہو کہ مسلمانوں سے لڑتا بھڑتا نہ ہو وہ جہاد میں قتل نہیں کیا جاتا گو عبادت اسکی آخرت میں نافع نہ ہو اور اللہ کی طرف کے ذریعہ میں یہ بھی آگیا کہ وہ کتابی نابالغ یا عورت ہو یہ صفت غیر مکلف بھی جو محض منجانب اللہ ہی فی نفسہ موجب امن عن القتل ہے اور آدمیوں کی طرف کے ذریعہ سے مراد معاہدہ و صلح ہے جو مسلمانوں کے ساتھ ہو جاوے چنانچہ ذمی و مستامن بھی مامون ہے یا کسی قوم کا ان سے لڑنیکا قصد نہ کرنا جیسا بعض زمانوں میں واقع ہوا یا ہوگا جسکا ذکر آیت اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک کی تفسیر میں ہوا ہے یہ امن بھی آدمیوں ہی کی جانب سے ہے باقی اور کسی کو امن نہیں) اور مستحق ہو گئے (یہ لوگ) غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی (کہ ان کے طبائع میں بھی اولوالعزمی نہ رہی اور جزیہ و اخراج وطن بھی داخل مسکنت ہے) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اسطرح سے کہ وہ قتل خود انکے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ف اسی کے مثل ایک آیت پارہ الم کے نصف سے ذرا پہلے گذر چکی ہے اسکی تفسیر کے ضروری متعلقات وہاں دیکھ لیں ۔ اور اس ذلت و مسکنت کی تفصیل پارہ الم کے نصف کے بعد رکوع واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل کے ختم پر بیان ہو چکی ہے وہاں سمجھ لیا جاوے اور روح المعانی میں آیت بالا کو بیان کیا ہے کہ اس اخبار بالغیب میں دلیل نبوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ یہود بنی قینقاع و بنی قریظہ و نضیر و خیبر مسلمانوں کے محاربہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی ہوتے گئے

ملحقات الترجمة
۱۵۱ قوله کوئی ضرر ولیکنہ عوم المستثنی منه المقدر ای شیئا ۱۵۲ قوله خفیف یدل علیه التنکیر المتقلیل وکونه ایذاء قولیا منقول عن قتادة وغیره کذا فی روح المعانی وادی بالمثال کسب والی رائح والی یا ... وکنا ... وابن ... موسنیهم علیه ... سا ... اصحابه ... لایذاء ونزلت فیه الآیة کما قال ... ناقل ... روح المعانی ۱۵۳ قوله کسی طرف سے ای لا من ... الناس الناس یدل علیه ... ایراد الفعل مجهولا لا غیر مذکور فاعل ... ۱۵۴ قوله تک ... له خاص ... فلا یرد ... وتهم ... علم ... الورود ... ظاهر ... مراد ... رفع ذلك خاص ... یستلزم رفع العام ۱۵۵ ... تفسیر حبل من الله ... فی ... هذا ... مستحسن ... ... لعدم ... شرح والمفسرین ... کالذمة ... وغیر ذلك ولکن ... هذا ... وکیف ... فسر ... بتفسیر ... لهم ... فان ... کتابهم ... بکتاب ... الله ... مما ... یکمل ... ان ... ل ... نیل ... حبل من ... الی ... الله

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ○ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ

یہ سب برابر نہین　ان اہل کتاب مین سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو قائم ہین اللہ کی آیتین اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین۔　اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ وَمَا یَفْعَلُوْا

رکھتے ہین اور نیک کام بتلاتے ہین　اور بری باتون سے روکتے ہین　اور نیک کامون مین دوڑتے ہین　اور یہ لوگ شایستہ لوگون مین ہین　اور یہ لوگ جو نیک کام

مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ○

کرین گے اوس سے محروم نہ کیے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہین

ربط اوپر اہل کتاب کے قبائح کے ذکر مین منہم المؤمنون مین اجمالاً اُن لوگونکو مستثنیٰ فرمادیا تھا جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے جیسے عبد اللہ بن سلام اور اُن کے بھائی اور ثعلبہ بن شعبہ کذا فی روح المعانی، آگے اسی استثنا اجمالی کی تفصیل ہی مدح مؤمنین اہل کتاب لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ۰ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۰ وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ۰ یہ (اہل کتاب) سب برابر نہین (بلکہ ان ہی) اہل کتاب مین سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو (دین حق پر) قائم ہین (اور) اللہ کی آیتین (یعنی قرآن) اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین (اور) اللہ پر اور قیامت والے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین اور (دوسرونکو) نیک کام بتلاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور نیک کامون مین دوڑتے ہین اور یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) شایستہ لوگون مین (شمار کیے جاتے) ہین اور یہ لوگ جو نیک کام کرینگے اُس (کے ثواب) سے محروم نہ کیے جاوینگے اور (محروم ہونیکا احتمال کب ہی کیونکہ) اللہ تعالیٰ اہل التقویٰ کو خوب جانتے ہین (اور یہ لوگ اہل تقویٰ ہین پس ان کے اعمال و اخلاص کی خوب اطلاع ہی اور وعدہ ہو ہی چکا پس وعدہ اور علم کے بعد نہ خفا کا احتمال نہ تخلف کا احتمال)، ف یہ ضرور نہین کہ اس مقام پر جتنے امور مذکور ہین سب فرض ہی ہون بلکہ ظاہر یہ ہی کہ بعض امور ان مین نفل بھی ہین جیسے شب بیدار رہکر قرآن کی تلاوت کرنا یا تہجد کی نماز پڑھنا جو خصوصاً یا عموماً یسجدون سے مراد ہی اور فائدہ اسکا یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ نفل تک کے پابند ہین تو فرائض اعمال و عقائد کو تو کیون ضائع کرین گے حاصل آیت کا مدح ہی اُن لوگون کی کہ اُنھون نے اُن صفات کو اختیار کیا ہی جو کہ اس اُمت کی خیریت کے اسباب سے ہین اسلیئے یؤمنون اور یامرون کو تخصیص کے ساتھ لانے کی وہان وجہ خیریت مین تصریح تھی ورنہ قائمۃ کے عموم مین یہ سب امور داخل ہوگئے تھے۔ ربط اوپر مدح تھی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے آگے مذمت ہی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان نہین ہوئے۔

اللغات قائمۃ من قام اللازم بمعنے استقام ای مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ ثابتۃ علی امرہ لم تنزع عنہ ولم تترکہ کما ترکہ آخرون اٰناء ساعات واحدہ انا بوزن عصا وقیل کمعا وقیل بالفتح فسکون یسارعون المبادرۃ وتستعمل بمعنے الرغبۃ والمفاعلۃ للمبالغۃ قیل ولم یعبر بتعجلون للفرق بینہما وبین السرعۃ فان السرعۃ التقدم فیما یجوز ان یتقدم فیہ وہی محمودۃ وضدہا الابطاء والعجلۃ التقدم فیما لا ینبغی ان یتقدم فیہ وہی مذمومۃ وضدہا الاناۃ کلہ فی روح المعانی لن یکفروہ اصلہ الستر وتضمینہ معنے المنع والحرمان عدی الی مفعولین ۱۲ من الکبیر والبیضاوی

البلاغۃ فی الآیۃ استغنا بذکر احد الفریقین عن الآخر علی عادۃ العرب ای ومنہم من لیسوا کذلک قولہ فی الخیرات ایثارہا علی الی للایذان بانہم مستقرون فی اصل الخیر متقلبون فی فنونہ لا انہم خارجون منتہون الیہا روح المعانی قولہ من الصالحین رد لقول الیہود ما آمن بہ الا اشرارنا کما فی بیان الروایات ۱۲ روح المعانی اختلاف القراءۃ فی قراءۃ یفعلوا ویکفروا بالغیبۃ وفی قراءۃ بالخطاب

الروایات اخرج ابن اسحٰق والطبرانی والبیہقی وغیرہم عن ابن عباس قال لما اسلم عبد اللہ بن سلام وثعلبۃ بن شعبۃ واسید بن شعبۃ واسید بن عبید ومن اسلم من الیہود معہم فآمنوا وصدقوا ورغبوا فی الاسلام قالت احبار یہود واہل الکفر منہم ما آمن بمحمد وتبعہ الا شرارنا ولو کانوا من خیارنا ما ترکوا دین آبائہم وذہبوا الی غیرہ فانزل اللہ تعالیٰ لیسوا الی الصالحین وروی النسائی عن ابن مسعود رض نزولہا فی تاخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ صلوۃ العشاء وانتظار الناس لہ فخرج صلی اللہ علیہ وسلم وانزلت ہذہ الآیۃ آہ روح المعانی

قلت والظاہر ہو الاول ویحتمل الثانی قراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک لاقتضاء المقام ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

جو لوگ کافر ہیں ہرگز ان کے کام نہ آوینگے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ مین ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہین وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی مین رہینگے

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ

وہ جو کچھ خرچ کرتے ہین اس دنیوی زندگانی مین اسکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمین تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگونکی کھیتی کو جنھون نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس اوسکو برباد کر ڈالے اور اللہ

وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

تعالیٰ نے ان پر ظلم نہین کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپکو ضرر پہنچا رہے ہین

وقد قصر من على الكفر إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ بیشک جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آوینگے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے (عذاب کے) مقابلہ مین ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ (مین رہنے) والے ہین (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی مین رہینگے (کبھی نجات نہ ہوگی) ف ایسی ہی ایک آیت آل عمران کے دوسرے رکوع کے شروع مین آچکی ہے اور چونکہ الفاظ عام ہین اسلیئے سب کفار کا یہی حکم ہو رہا اور یہ فرمایا ہے کہ کفار کے اموال و اولاد کام نہ آوینگے چونکہ بعض کفار بزعم خود طاعات مین بھی خرچ کیا کرتے ہین خواہ وہ طاعت اتفاقی ہو جیسے اطعام مساکین یا اختلافی ہو جیسے اپنے مذہب کی نصرت اور ظاہر نظر مین اسکے بعض مواقع محتمل قبول و نفع کے سمجھے جاتے تھے اگلی عام الفاظ سے اس احتمال کو قطع فرماتے ہین کہ انکا کوئی انفاق عند اللہ معتبر نہین خواہ کسیطرح ہو اور وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ مصرف واقع ہی مین طاعت نہین تب تو ظاہر ہے اور اگر واقع مین طاعت ہی تو اسکے لیئے ایمان شرط تھا اور وہ مفقود ہے اور اولاد کا نافع ہونا دوبارہ بیان نہین فرمایا کیونکہ اسمین انفاق فی الطاعۃ کا سا احتمال نہین تھا وجہ یہ کہ اگر وہ اولاد بھی کفار ہین تو خود ہی ہالک ہین اور اگر مومن ہین تو اور زیادہ دشمن ہونگے اور یہ دونون امر بہت بدیہی تھے بخلاف انفاق فی الطاعۃ کے کہ اسکا نافع نہونا ذرا مخفی ہے جسپر فقدان شرط سے استدلال کیا جاتا ہے بیان ضیاع انفاق کفار مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ وہ (کفار) جو کچھ خرچ کرتے ہین اس دنیوی زندگانی مین اسکی حالت (برباد و ضائع ہونے مین) اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمین تیز سردی (یعنی پالا) ہو (اور) وہ لگ جاوے ایسے لوگون کی کھیتی کو جنھون نے (بد دینی سے) اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ (ہوا) اس (کھیتی) کو برباد کر ڈالے (اسی طرح ان لوگون کا خرچ کرنا آخرت مین سب ضائع ہے اور اس مثل مین) اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہین کیا لیکن وہ خود ہی (کفر کے ارتکاب سے جو کہ مانع قبول ہے) اپنے آپکو ضرر پہونچا رہے تھے (نہ وہ کفر کرتے اور نہ انکے سب نفقات ضائع جاتے) ف ظاہر صحت تشبیہ کے لیئے مشبہ بہ کی جانب مین اس قید کی حاجت نہ تھی ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ کیونکہ جو شخص ظالم اور بددین نہو ایسی ہوا سے نقصان تو اسکی کاشت کو بھی پہونچ سکتا ہے اور غرض تشبیہ کی حاصل ہوسکتی ہے سو نکتہ اس تقیید مین یہ ہے کہ یہان مقصود ہی تشبیہ دینا ضیاع محض مین اور ضیاع محض بددین آدمی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دنیا مین ضائع ہوگیا اور آخرت مین کچھ بدلا بھی نملیگا بخلاف مسلمان کے کہ اسکا دنیا مین جو کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اسکو اسکے عوض ثواب اور گناہون کی معافی عطا ہوتی ہے جیسا حدیثون مین تصریح ہے ربط اوپر اہل کتاب کے خصوص یہود کے مختلف قبائح و ذمائم مذکور ہوئے ہین آگے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہین کہ یہ جب ایسے ہین تو ان سے دوستی یا دوستانہ برتاؤ مت رکھو۔

ناسخ الترجمة قوله بعذر تعبيه من سبب النفقات بمد حرف التعميم يارع بعض النفقة مين السلم شلا اذ كان في الشرع ١٢

اللغات في القاموس الصر بالكسر شدة البرد ... في روح المعاني ... يجزي عنهم ذلك من عذاب الله ... الاحتمال ... او قلت وعليه ترجمت الفعل والمفعول في المطلق ... الصر بالكسر شدة البرد او البرد كالصرة ... او البرد قلت فالصر تطلق على البرد ... الريح البارد ... ١٢

البلاغة في روح المعاني وهذا من التشبيه المركب الذي توجد فيه الزبدة من الهيئة والمجموع ولا يلزم فيه ان يكون ما يلي الاداة هو المشبه به كقوله تعالى انما مثل الحيوة الدنيا كماء انزلناه والانفاق كمثل حرث لانه المشبه المتلف آه قلت ولكن على ذكر ما ذكرت في الآية الواقعة على نهج حذف ... من قوله تعالى مثل الذين كفروا كمثل الذي ينعق الخ فتبصر وتشكر ١٢

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ

اے ایمان والو　اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ

تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی

تَسُؤْهُمْ ۖ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لیے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے

نہی مؤمنین از اختصاص با کفار یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اے ایمان والو اپنے (لوگوں کے) سوا (اور مذہب والوں میں سے کسی کو دوست یا راز دار) صاحب خصوصیت مت بناؤ (کیونکہ) وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے (اور دل سے بھی) تمہاری مضرت (دنیوی و دینی) کی تمنا رکھتے ہیں (دلوں میں تمہاری طرف سے اس قدر بغض بھرا ہے کہ) واقعی (وہ) بغض (بعض اوقات) ان کے منہ سے (بے اختیار بات چیت میں) ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے (چنانچہ) ہم (ان کی عداوت کے) علامات (اور قرائن) تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان ہی علامات سے دیکھ لو) ہاں (سمجھو) تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے (نہ دل سے نہ برتاؤ سے) حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (انہیں ان کی کتابیں بھی آگئیں اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے مگر وہ لوگ باوجود اس تمہارے ایمان کے بھی تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم باوجود ان کے اس عدم ایمان کے بھی ان سے محبت رکھتے ہو اور (تم ان کے ان ظاہری دعوی ایمان سے شبہ مت کرنا کہ وہ بھی تو ہماری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھانے کو منافقانہ طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (و غضب) کے (یہ کنایہ ہے شدت غضب سے جو مجبوری کے وقت ہو)

لغات ۱
لہ قولہ فی ترجمہ
انگلیاں یہ اخذ
المحاورۃ وہی
رؤس الاصابع

اللغات فی القاموس البطانۃ بالکسر السریرۃ و وسط الکورۃ والصاحب الوالجۃ ومن البقو خلاف الظہارۃ الالو فی روح المعانی التقصیر وہو لازم یتعدی الی المفعول بالحرف وقد یستعمل متعدیا الی مفعولین فی قولہم لا آلوک نصحا و لا آلوک جہدا علی تضمین معنی المنع والخبال الفساد النحو فی الروح ھا انتم اولاء قیل انتم مبتدا و اولاء خبرہ والجملۃ بعدہ مستانفۃ اہ اکی للبیان قلت وہا للتنبیہ علی خطاء المخاطبین فی اتخاذہم بطانۃ وراعیت کل ذلک فی الترجمۃ البلاغۃ عضوا علیکم فی روح المعانی عض الانامل عادۃ النادم الآسف العاجز ولہذا اشیر بہ الی حال ہؤلاء ولیس المراد ان ہناک عضا بالفعل ۱۲
اختلاف القراءۃ قرا ابن کثیر ونافع وابو عمرو ویعقوب لا یضرکم بکسر الضاد وجزم

الرار علی انہ جواب الشرط من ضارہ یضیرہ بمعنی ضرہ یضرہ ۱۲
الروایات فی روح المعانی اخرج ابن اسحٰق وغیرہ عن ابن عباس قال کان رجال من المسلمین یواصلون رجالا من یہود لما کان بینہم من الجوار والحلف فی الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالیٰ فیہم ینہاہم عن مباطنتہم تخوف الفتنۃ علیہم ہذہ الآیۃ واخرج عبد بن حمید انہا نزلت فی المنافقین من اہل المدینۃ نہی المؤمنون ان یتولوہم اہ قلت والجمع بینہما ممکن لا یخفی علیک ان سبب النزول اعم ولیس محل المولاۃ واتخاذ البطانۃ وان کان عن قلب فانہ منہی عنہ مطلقا کالصداقۃ ومنہا الظاہر الا عن ضرورۃ قاہرۃ للشرع ۱۲

آپ (اُن سے) کہدیجیے کہ تم مر رہو اپنے غصہ مین (مراد یہ کہ اگر تم مر بھی جاؤگے تب بھی تمھاری مراد پوری نہ ہوگی)، بے شک خدا تعالی خوب جانتے
ہین دلون کی باتون کو (اسی لیے ان لوگون کے دلون مین جو رنج و غبار اور عداوت تمھاری طرف سے بھری ہے سب بتلا دی اور اُنکا یہ حال ہے کہ اگر
تمکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (مثلاً تم مین باہم اتفاق ہو غیرون پر غلبہ ہو جاوے) تو اُن کے لیے موجب رنج ہوتی ہے (جسکا سبب اشد درجہ کا حسد ہے)
اور اگر تمکو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے جو اُس اچھی حالت کی ضد ہو تو اُس سے (بڑے) خوش ہوتے ہین (جس سے اُن کی شماتت ثابت ہے سو
جب یہ حالات ہین تو وہ اس قابل کب ہین کہ اُن سے دوستی یا دوستی کا برتاؤ کیا جاوے یہ تقریر سننے والے کے دل سے دوستی کا خیال خشک کرنیکے لیے
تو بس ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ان مخالفات پر آگاہ ہو کر اس فکر مین پڑ سکتا ہے کہ جب یہ ایسے دشمن ہین تو کہین ہمکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچاوین اسلئے آگے اسکے
متعلق تسلی ہے) اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو اُن لوگون کی تدبیر تمکو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکے گی (تم اس سے بیفکر رہو تو دنیا مین تو انکو یہ
ناکامی نصیب ہوگی اور آخرت مین سزای دوزخ ہوگی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالی اُن کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہین (کوئی عمل ہم سے مخفی
نہین اسلیے وہان سزا سے بچنے کے لیے کسی حیلہ حوالہ کی گنجایش نہین)، ف یہان جو غیر مذہب والون سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اسمین یہ بھی
داخل ہے کہ انکو اپنا ہمراز بنایا جاوے چنانچہ روح المعانی مین حضرت حسن کا تائید کرنا ایک حدیث کی جو بروایت بیہقی مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت
مین آئی ہے اس آیت سے منقول ہے- اور اسمین یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی مین اُنکو دخل دیا جاوے چنانچہ کبیر مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار
فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانیسے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے اور گو شان نزول خاص ہے مگر عموم الفاظ سے حکم عام ہے چنانچہ سلف کا استدلال اسکا مؤید
بھی ہے اور باقی تفصیل ضروری اس مسئلہ کی پارہ تلک الرسل کے نصف کے بعد آیت لا یتخذ المؤمنون الکافرین کی تفسیر مین گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے
اور ما عنتم کے ترجمہ مین جو احقر نے مضرت دینی و دنیوی لکھی ہے دینی مضرت تو وہ ہے جسکو اس پارہ کے اول رکوع مین فرمایا ہے یردوکم بعد ایمانکم
کافرین اور دنیوی مضرت بہت امور ہین اور یہود نے جو مؤمنین مین تفرق پیدا کرنا چاہا تھا اسمین دونون مضرتین ہین- اور یہ جو فرمایا گیا کہ بات چیت مین
بغض ظاہر ہو پڑتا ہے سو یہ امر شاہد ہے کہ جب دل مین بہت غبار ہوتا ہے کتنا ہی زبان کو سنبھالے مگر کچھ نہ کچھ منہ پر آہی جاتا ہے- اور یہ کہنے کو جو فرمایا موتوا
بغیظکم اسمین ایک فن اخلاق کے متعلق ایک عظیم فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب کسی سے علایق قطع کرنا کسی مصلحت واجب الرعایت سے ضروری ہو تو کوئی
دلخراش بات اُس شخص کو کہدینا قطع علایق مین نہایت مؤثر ہے مگر یہ ایذاء حد اباحت شرعیہ سے متجاوز نہو تو یہان یہ نفع بھی ہے اور ہر چند کہ یہان کہنے
کا حکم ظاہراً صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر آپکے تابعین اس خطاب مین بھی تابع رہین گے- اور یہ جو اخیر مین فرمایا کہ انکے کید سے کچھ ضرر نہوگا اگر
خطاب کی خصوصیت پر نظر کیجاوے تب تو کوئی اشکال ہی نہین کیونکہ یہود صحابہ کو کوئی ضرر نہ پہونچا سکے اور اگر عام لیا جاوے جیسا صبر و تقوی کے
اسکو معلل فرمانا عموم کے مناسب بھی ہے تو اگر کہین صبر و تقوی کی کمی سے مخالف کو غلبہ ہو گیا ہے تب بھی اشکال نہین اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے اور اگر باوجود
استقلال اور تقوی کے کاہے غلبہ ہوا ہے گو ایسا قلیل ہوا ہے اور وہ بھی مصلحت ابتلا تو دفع اشکال کی یہ تقریر ہے کہ نفی ضرر حقیقی کی ہے نہ ضرر صوری کی سو چونکہ مؤمنین
کو اُن مین منافع دنیویہ مثل تہذیب اخلاق وغیرہ و منافع دینیہ مثل ثواب و قرب اُس ضرر ظاہری سے زائد ملتے ہین اور نیز اس سے بوجہ رضا و توکل کے اُنکے قلوب مشوش نہین
ہوتے اور تشویش قلب ہی روح ضرر ہے اس لیے وہ ضرر معتد بہ اور حقیقی نہین محض صورۃ ضرر ہے جسکا حقیقت کے مقابلہ مین اعتبار نہین جیسا کہ کسی جماعت کا ایک شخص
قتل ہو جاوے باقیونکو فتح ہو جاوے عرف مین اسکو اسی بنا پر ضرر نہین کہتے خوب سمجھ لو ربط یہان تک مجاہدہ باللسان کا مضمون تھا آگے مجاہدہ بالسنان کا مضمون مذکور ہوتا ہے
جسکے ضمن مین تین قصونکی طرف اشارہ ہے غزوہ احد اور یہی زیادہ ہے اور غزوہ بدر ان آیاتین ولقد نصرکم اللہ ببدر الخ اور غزوہ حمراء الاسد اس رکوع مین الذین
استجابوا للہ والرسول الخ اور علاوہ مناسبت مذکورہ مقابلہ کے ایک خاص مناسبت اگلے مضمون کی اوپر والے مضمون سے یہ بھی ہے کہ اوپر فرمایا ہے وان تصبروا وتتقوا
لا یضرکم کیدھم شیئا آگے کا مضمون بطور اسکی دلیل کے ہے کہ تم اپنے قصے مقابلہ کفار کے یاد کرلو جہان صبر و تقوی پورا پورا کیا جیسے بدر وہان کید کفار سے کچھ ضرر نہ پہونچا
اور تم غالب ہوے اور جہان اسمین کسیقدر کمی آگئی تھی وہان ضرر ہو گیا جیسے احد مین مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد مین باوجودیکہ واقعہ احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن
استقلال و تقوی سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی قصہ غزوہ احد ۱۷ رمضان یوم جمعہ ۲ سنہ ہجری مین جب غزوہ بدر ہو چکی
جو اول جہاد ہے کفار قریش کو شکست ہوئی تو نصف شوال ۳ سنہ ھ مین پھر بدلا لینے کی غرض سے مدینہ پر چڑھ کر آئے تین ہزار آدمیونکا مجمع تھا رسول اللہ

نافت الترجمۃ
قولہ فی ترجمۃ حسنۃ
حالت فالمراد بحسنۃ
دنیا لا الاخرویۃ مین
ات صرح بہ فی الکبیر
ولہذا نفت عموم الالفاظ
یجا بجنک الی آخر
اص بالمنافقین
ولے اذا لقوکم
نا وبحوہ لمانعہ
شبۃ فی حصول
ی اول الآیۃ اذا
وآخرا خاصا
وص آخر الآیۃ
سہم اولہا

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ

اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے تھے سب جان رہے تھے جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا

وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیے

صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیوں کو لیکر میدان میں مقابلہ کے لیے تشریف لائے میدان میں پہونچنے کے بعد عبداللہ بن ابی منافق جو دبا دبایا ساتھ ہولیا تھا اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر میدان سے واپس ہوگیا بعض صحابہ نے سمجھایا بھی مگر وہ کہنے لگا کہ اگر لڑائی کا موقع ہوتا تو ہم شریک ہوتے بیفائدہ کون اپنی جان دے بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو قبیلے ہیں انصار کے اُنکو واپس ہوتے دیکھ کر انکی ہمت میں بھی کچھ سستی پیدا ہونے لگی اور واپسی کا وسوسہ گذرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اوس وسوسہ کو دفع کیا غرض سات سو آدمی رہ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبکی موقع سے میدان میں احد پہاڑ کے قریب صف آرائی کی اور عبداللہ بن جبیر صحابی کو پچاس تیراندازوں پر افسر کرکے ایک مورچہ پر پشت لشکر کی طرف مقرر فرمایا کہ اس مورچہ کی حفاظت رکھو تاکہ ہماری پشت کی طرف سے غنیم نہ آجاوے اور یہاں ہی سے تیراندازی کرتے رہو چنانچہ بڑی موقع سے لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان غالب آگئے عبداللہ بن جبیر کے ساتھی یہ سمجھ کر کہ یہاں پر ٹھہرنا معلل تھا خوف ضرر کے ساتھ اب تو ہمارے بھائی غالب ہوگئے اب کیا اندیشہ رہا اس لئے وہ حکم ختم ہوگیا باستثنا بارہ آدمیوں کے سب اُس جگہ سے جدا ہوکر کفار کے تعاقب میں چلے اور غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے کفار نے موقع پاکر مورچہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اب آگے بھی کفار پیچھے بھی کفار اور اسی حالت میں حضور کا دندان مبارک بھی یعنی اسکا ایک ریزہ[۱] شہید ہوگیا اور کسی کافر نے اُسمیں پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ان ناگہانی حوادث اور پریشانیوں سے اُسوقت مسلمان سراسیمہ ہوکر باستثنا ایک جماعت کے سب کے پانو اُکھڑ گئے جو کہ ان اسباب قویہ پر نظر کرکے چنداں مستبعد نہیں قصہ اتنا ہی لکھا گیا جسکی ضرورت تفسیر میں واقع ہوگی شروع قصہ احد وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۲ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے (میدان کوہ احد کی طرف) چلے (کہ وہاں پہونچکر) مسلمانوں کو (کفار سے) مقابلہ کرنے کے لیے (مناسب) مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (اُس وقت کی باتیں) سب سن رہے تھے (اور اُسوقت کے حالات) سب جان رہے تھے جب (اسی کے ساتھ قصہ یہ بھی ہوا کہ) تم (مسلمانوں) میں سے دو جماعتوں نے (کہ وہ بنی سلمہ و بنی حارثہ ہیں) دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں (اور ہم بھی عبداللہ بن ابی کی طرح اپنے گھر جا بیٹھیں) اور اللہ تعالیٰ تو اُن دونوں جماعتوں کا مددگار تھا (بھلا انکو کب ہمت ہارنے دیتا چنانچہ خدا تعالیٰ نے انکو اس خیال پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا) اور (ہم آیندہ کے لیے ان جماعتوں کو اور سب کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ جب تم مسلمان ہو) پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیے (اور ایسی کم ہمتی کبھی نہ کرنا چاہیے) **ف** صحابہ پر خدا تعالیٰ کی کیسی عنایت ہے کہ بیان جرم کے ساتھ انکو بشارت ولایت بھی سنادی جس میں وعدۂ معافی مفہوم ہوتا ہے اور جرم بھی کتنا خفیف بتلایا کہ واپسی نہیں صرف کم ہمتی پھر اسکا بھی وقوع نہیں بلکہ خیال بس یا تو صدور اتنا ہی ہوا ہو یا بعض صادر کو ذکر نہیں فرمایا اور تقدیر اول پر عتاب کی وجہ ان حضرات کا غایت تقرب ہے ع نزدیکان را بیش بود حیرانی۔ اور اس بشارت کی وجہ سے ان میں سے بعض صحابہ کا یہ قول صحاح میں آیا ہے کہ ہم باوجود اظہار عتاب کے اس آیت کے نازل نہ ہونے کے متمنی نہیں کیونکہ عتاب کے ساتھ عنایت کا کلمہ واللہ ولیہما بھی تو ہے خوب کہا گیا ہے۔ اگر یکبار گوید بندۂ من ۔ از عرش بگذرد خندۂ من فقط ربط تقریر ربط اوپر آیت

اللغات تبوئ فی القاموس بواہ منزلا وفیہ انزلہ مقاعد محل القعود ثم توسع فیہ فاطلق بطریق المجاز علی المکان مطلقا وان لم یکن فیہ قعود کالمقام لایلزم ان یکون فیہ قیام من روح المعانی تفشلا فی القاموس فشل کفرح فہو فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اھ قلت اطلاق فی الآیۃ ان شاء اضیا کما فی روح المعانی وکان المراد بہنا لازمہ لانہ الفعل الاختیاری الذی یتعلق الہم بہ لکن

النحو تبوئ حال لکن لاتحتاج الی القول بانہا مقدرۃ لکون المقصود تذکیر الزمان المتسع لابتداء الخروج والتبوئۃ وما یترتب علیہا اوہو المذکر للقصۃ من روح المعانی للقتال فی روح المعانی متعلق بالفعل قبلہ ای تبوئ اوبمحذوف وقع صفۃ لمقاعد لا بالمقاعد لان المکان لایعمل اذ ہمت فی روح المعانی قیل بدل من اذ غدوت مبین لما ہو المقصود بالتذکیر ۱۲

ملتقطات الجمع
[۱] قولہ ریزہ کرنا
حاشیۃ البخاری
المجمع ۱۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو بدر مین منصور فرمایا حالانکہ تم بے سر و سامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگذار رہو جبکہ آپ مسلمانون سے یون فرما رہے تھے کہ کیا تمکو یہ امر کافی نہوگا کہ تمہارا

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتون کے ساتھ جو اوتارے جاوینگے ہان کیون نہین اگر مستقل رہوگے اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر ایکدم سے آپہونچین گے تو تمہارا رب تمہاری امداد

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

فرماویگا پانچ ہزار فرشتون سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے

ربع

واذ غدوت کی تمہید مین مذکور ہوچکی اب قصہ بدر کی نصرت کا صبر و تقویٰ کی بدولت ہونا بیان فرماتے ہین قصہ نصرت بدر وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو (غزوہ) بدر مین منصور فرمایا حالانکہ تم (محض) بے سر و سامان تھے (کیونکہ مجمع بھی کفار کے مقابلہ مین کم تھا وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان کل تین سو تیرہ تھے اور ہتھیار وغیرہ بھی بہت کم تھے) سو (چونکہ یہ منصور ہونا بدولت تقویٰ کے تھا جسمین استقلال و صبر بھی داخل ہے تو تمپر لازم ہے کہ آیندہ بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) تاکہ تم (اس نعمت نصرت کے) شکرگذار رہو (کیونکہ شکرگذاری صرف زبان کے ساتھ خاص نہین بلکہ پورا شکر یہ ہے کہ زبان و قلب بھی مشغول ہو اور طاعات کی بھی پابندی ہو بالخصوص جبکہ اُس طاعت کا اُس نعمت مین دخیل ہونا بھی ثابت ہوجاوے) ف بدر اصل مین ایک کنوین کا نام ہے جو بدر بن قریش نے کھودا تھا کذا فی القاموس لڑائی اُس کے قریب مین ہوئی تھی آگے اُس نصرت کی کسیقدر تفصیل ہے تتمہ قصہ بدر اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (یہ نصرت اسوقت ہوئی تھی) جبکہ آپ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانون سے (جبکہ وہ یہ خبر سنکر کہ مشرکین کی اور مدد آرہی ہے پریشان تھے بوحی الٰہی) یون فرما رہے تھے کہ کیا تمکو (تقویت قلب کے لیے) یہ امر کافی نہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتون کے ساتھ جو (اسی کام کے لیے آسمان سے) اُتارے جاوینگے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجے کے فرشتے ہونگے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے اُن سے بھی یہ کام لیا جاسکتا تھا اور اس سے قبل مسلمانون کی دعا و استغاثہ پر ایکہزار ملائکہ کے بھیجنے کا وعدہ ہوچکا تھا جیسا سورہ انفال مین ہے تو یہ مکرر وعدہ زیادت اور زیادہ تقویت قلب مین مؤثر ہے چنانچہ اوپر کے استفہام کا جواب خود ہی ارشاد ہوتا ہے) ہان کیون نہین (کافی ہوگا یعنی کافی ہوگا اب آگے ایک زیادت کا اور وعدہ ہے ایک خاص شرط سے وہ یہ کہ) اگر (مقابلہ کے وقت) مستقل رہوگے اور متقی (بنے) رہوگے (یعنی کوئی امر خلاف اطاعت نہ کروگے) اور (اگر) وہ لوگ تم پر ایکدم سے (بھی) آپہونچین گے (جسمین عادۃً خلق سے مدد پہونچنا مشکل ہوتا ہے مگر جب بھی) تو تمہارا رب تمہاری امداد فرماویگا پانچہزار فرشتون سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے (جیسی عادت متعارفہ ہے کہ فوج کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے اسمین اشارہ ہے کہ وہ فرشتے خاص اسی کام کے لیے بھیجے جاوینگے اس خبر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص کسی خاص کام کے لیے آتا ہے عادۃً اُس کام کی اُس سے زیادہ امید ہوتی ہے اس مکرر در مکرر وعدے سے اور زیادہ قلوب کی تقویت کا فائدہ ہوا) ف یہ تین وعدے تھے اول ایکہزار کا دوسرا تین ہزار کا تیسرا پانچ ہزار کا سو اول کا سبب تو آیت انفال مین استغاثہ و دعا کا ہونا مصرح ہے دوسرے کا سبب مشرکین کے لیے امداد آنے کی خبر سنکر پریشان ہونا روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ روح المعانی مین ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہما نے شعبی سے روایت کیا کہ مسلمانونکو بدر کے دن خبر پہونچی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی امداد کا ارادہ رکھتا ہے یہ خبر بہت شاق معلوم ہوئی اس پر آیت نازل ہوئی اور تیسرے کا سبب یہ پریشانی ہے لیکن اس

اللغات فی روح المعانی الفور مصدر من فارت القدر اذا اشتد غلیانها ویطلق علی السرعة لانه یشبه فور القدر وعلی اول کل شیء ثم استعیر للسرعة ثم اطلق علی الحال التی لا ابطاء فیها ای الاتراخی ای یاتوکم فی الحال قوله مسومین فی القاموس السومة بالضم والسیمة والسیماء والسیمیاء بکسرهن العلامة البلاغة قوله اذلة جمع قلة للدلیل مع غیر علی ذلک للدلیل علی قلتهم مع ذلتهم والمراد بها عدم	العدة لا الذل المعروف فلا یشکل دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الخطاب ان قلنا به کذا فی روح المعانی قوله الن یکفیکم فی روح المعانی ای لن تاکید النفی بناء علی ما ذهب الیه البعض وفیه اشعار بانهم کانوا کالآیسین من النصر لقلة عددهم وعُددهم ۱۲ اختلاف القراءة مسومین قرأ ابن کثیر وابو عمرو وعاصم بکسر الواو والباقون بفتحها ای معلمین ای انهم معلمین من الله تعالی من روح المعانی ۱۲

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ جسمین صبر استقلال بھی داخل اشارہ الی وجه الاکتفاء بقوله فاتقوا الله عن الصبر مع اقتضاء المقام له ۱۲

۲ قولہ بڑے درجہ کے فرشتے اخذہ من روح المعانی ۱۲

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسی لئے کی کہ تمھارے لیے بشارت ہو اور تاکہ تمھارے دلونکو قرار ہوجاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہین حکیم ہین تاکہ کفار مین سے ایک گروہ کو

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ۝

ہلاک کردے　یا انکو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاوین

جیسا کہ اس آیت کی وجہ ارتباط سے آیات بالا یعنی ان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم کے ساتھ جسکی تقریر شروع تمہید واذ غدوت مین گذر چکی ہے مفہوم ہوتا ہی یہ ہی کہ صبر و تقوی جسکے ساتھ یہ حضرات پہلے سے موصوف تھے وہ سبب ہوا ان پر رحمت متوجہ ہونیکا اور پریشانی رفع کرنیکا بلکہ اگر وعدہ اول کا سبب اصلی بھی اسی صبر و تقوی سابق کو کہا جاوے تو اس مین مناسب ہی کیونکہ تقوی کی برکت قبول دعا مین بھی ظاہر ہوتی ہی اور تیسرے وعدہ کا سبب خود اس آیت مین مذکور ہی یعنی صبر و تقوی وقت قتال کا پس ظاہرًا تینون وعدونکا سبب متعدد ہی اور اسی سے وعدے بھی متعدد ہو گئے مگر حقیقت مین سبکا سبب ایک تقوی ہی جس کے اثبات کے لیے یہ آیات لائی گئی ہین۔ اور اسمین اختلاف ہوا ہی کہ آیا تیسرا وعدہ واقع ہوا یا نہین تو شعبی رح کا قول تو یہ ہی کہ اسمین ایک شرط یاتوکم من فورہم بھی تھی اور وہ واقع نہین ہوئی چنانچہ کرز بن جابر کا گروہ نہین آیا اسلئے فوت شرط سے مشروط بھی فوت ہوگیا تو واقع مین بدون اس شرط کے وعدہ ہی نہ ہوا تھا اور بعض نے کہا ہی کہ وہ وعدہ یاتوکم کے ساتھ مشروط نہین بلکہ مقصود اس سے تاکید مبالغہ وعدہ کا ہی جیسا تقریر ترجمہ مین احقر نے اشارہ کردیا ہی اس لئے یہ وعدہ بھی واقع ہوا۔ اور اسمین بھی اختلاف ہی کہ پھر وعدہ لاحقہ کا عدد مع عدد وعدہ سابقہ کے ہی یا اس کے علاوہ ہی یہ دونون اختلاف روح المعانی سے نقل کیے ہین اور اسی مین ابن عباس رض کا قول ابن اسحق و طبرانی سے منقول ہی کہ یہ وضع ملائکہ کی یوم بدر مین سفید عمامے تھے جنکا شملہ کمر پر پڑا تھا اور یوم حنین مین سرخ عمامے تھے فقط اور احد کے قصہ مین نصرت بدر کا قصہ یاد دلانا تقریبًا مقابلہ اشارہ ہی کہ احد مین عدم نصرت بسبب اختلال تقوی کے ہوا اور یہ اختلال ایک تو واقعہ سے پہلے ہوا کہ بدر مین کفار کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جسکا قصہ سورۂ انفال مین ہی اور بعض مفسرین نے بعض ماکسبوا کی جو کہ اس پارہ کے نصف پر واقع ہی یہی تفسیر کی ہی اور یہ مضمون ھذا لقصہ کی تفسیر مین حسن سے منقول ہی کما فی روح المعانی۔ اور دوسرا اختلال مورچہ سے ہٹ جانا ہی پس اس بنا پر حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ واقعہ بدر مین تقوی سابق ولاحق دونون کی برکت سے نصرت ہوئی اور احد مین تقوی کے اختلال سابق ولاحق کے اثر سے بے نصرتی ہوئی اور احد مین نزول ملائکہ کا قول کسی قوی دلیل پر مبنی نہین اور یون ملائکہ معین طور پر ساتھ رہتے ہی ہین لیکن کلام اس غرض کے لیے نزول مین ہی اور اس امداد بالملائکہ کی نسبت جو شبہہ کیا گیا ہی اسکا جواب عنقریب آتا ہی۔ اور نکتہ اس عدد مین یہ ممکن ہی کہ کافر ایک ہزار تھے اس لئے ایک ہزار فرشتے آئے پھر جیسے کافر مسلمانون سے تین گونہ تھے اسلئے فرشتے تین ہزار ہوگئے کہ کافرون سے تین گونہ رہین پھر پانچ ہزار مین یہ رعایت ہی کہ لشکر کے پانچون حصون کے ساتھ ایک ایک ہزار رہین واللہ اعلم۔ ربط آگے امداد و نصرت مذکور کی حکمت کا بیان ہی **حکمت واقعہ بالا** وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۱۲۶ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور جو ملائکہ سے ہوئی) محض اس (حکمت) کے لئے کی کہ تمھارے لیے (غلبہ کی) بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہوجاوے) اور تاکہ تمھارے دلون کو (اضطراب سے) قرار ہوجاوے (پس ایک فائدہ جلب منفعت ہوا دوسرا دفع مضرت چونکہ طبعًا اسباب سے تسلی ہوتی ہی اس لئے اس سبب کا سامان کیا گیا) اور (واقع مین تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہی جو کہ زبردست ہین (کہ ویسے بھی غالب کرسکتے ہین لیکن) حکیم (بھی) ہین (جب چاہین اسباب سے غلبہ دیتے ہین یہ تو حکمت ہوئی امداد بالملائکہ کی آگے حکمت ہی نصرت و مظفر فرمانیکی کہ اللہ تعالیٰ نے بدر مین تمکو غلبہ اس لیے دیا) تاکہ کفار مین سے ایک گروہ کو (جانی) ہلاک کردے

اللغات فی القاموس الطرف الطائفة من الشی والرجل الکریم فی روح المعانی القطع الاھلاک وکبتہ فی القاموس کبتہ صرعہ واخزاہ وصرفہ وکسرہ وردّ العدو بغیظہ ونحوہ النحو شبہ مفعولہ الاستثناء مفرغ من اعم العلل ای لشیء من الاشیاء الا للبشارة بانکم تنصرون او لتطمئن معطوف علی بشری باعتبار الموضع قولہ لیقطع متعلق بقولہ تعالیٰ ولقد نصرکم اللہ وما بینہما تحقیق تحقیقہ ۱۲	البلاغة قولہ لکم آخ الالک فی روح المعانی وجہ الخطاب نحو المومنین تشریفا لہم وایذانا بانہم ھم المحتاجون لما ذکروا مار سولہ صلی اللہ علیہ وسلم فغنی عنہ بما من بہ علیہ من التائید الروحانی والعلم الربانی قولہ او یکبتہم قلت فیہ استخدام لان المقتول غیر المنہزم ۱۲

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ

آپ کو کوئی دخل نہیں یہانتک کہ خدا تعالیٰ اُنپر یا تو متوجہ ہو جاوین اور یا اُنکو کوئی سزا دیدین کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہین — اور اللہ ہی کی ملک ہی جو کچھ بھی آسمانون مین ہی اور جو کچھ کہ زمین مین ہی وہ

لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

جسکو چاہین بخشدین اور جسکو چاہین عذاب دیدین اور اللہ تعالیٰ تو بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہین

(چنانچہ ستر کافر رئیس قتل کیے گئے) یا اُن (مین سے بعض) کو ذلیل خوار کردی (یعنی شکست دیدی) پھر وہ ناکام لوٹ جاوین (یعنی امنین سے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو جاوے اور اگر دونون ہو جاوین تو اور بھی بہتر چنانچہ دونون باتین ہوئین بلکہ تیسری ایک اور ہوئی کہ ستر شہید ہوئی) ف یہان اللہ کی حکمت بنہایت تصریح کے ساتھ فرمائی جسمین غور کرنے سے اس مضمون پر کوئی شبہ باقی نہین رہتا کیونکہ حاصل اسکا یہ ہوا کہ اُن فرشتون کے نزول سے اصلی مقصود یہ تھا کہ مسلمانون کے قلب کو سکون ہو باقی طریق سکون کا کیا تھا سو سورہ انفال مین اس قصہ مین ہی فثبتوا الذین امنوا اور منجملہ وجوہ تثبیت کے یہ بھی ہی کہ اپنے روحانی تصرف سے قلوب مومنین مین قوت پہونچاوین جیسا کہ مشائخ اہل تصرف کیا کرتے ہین اور جیسا کہ ابتدار نزول وحی مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دبانیکی یہی توجیہ کیجاتی ہی پس اس بنا پر نہ تو فرشتون کا لڑنا ضروری ہی اور نہ یہ شبہ ہو سکتا ہی کہ ایک ہی فرشتہ سب کفار کو ہلاک کر سکتا تھا پھر کئی ہزار کی کیا ضرورت تھی اور پھر کئی ہزار نے بھی سب کفار کو ہلاک نہ کیا وجہ دفع یہ ہی کہ اصلی کام اُن کا قتال نہ تھا جیسا کہ حنین اور احزاب مین بھی ملائکہ آئے اور قتل اُنکا منقول نہین گو آیت انفال فاضربوا فوق الاعناق الخ کی ایک تفسیر مین ملائکہ کو خطاب کہا گیا ہی اور بعض روایات مین آیا بھی ہی کہ بعض مشرکین کو قتل کا ارادہ کیا مگر اُسکا سر از خود جدا ہو گیا اور وہ فی الکمالین عن سہل بن حنیف بروایۃ الحاکم وتصحیح البیہقی جس سے کچھ قتال کرنا بھی معلوم ہوتا ہی مگر یہ اصلی کام نہ تھا بلکہ اسمین یہ حکمت ہو سکتی ہی کہ ایک آدھ واقعہ ایسا ہو جاوے تو صحابہ کو آثار خارجیہ سے معیت ملائکہ کا اور زیادہ یقین ہو کر زیادہ قوت قلب کو پہونچے چنانچہ بعض صحابہ نے اقدم حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز بھی سُنی اور بعض نے خود بعض ملائکہ کو دیکھا بھی رواہ مسلم اور گو اس مقصود یعنی تصرف روحانی کا حاصل ہونا اسپر موقوف نہ تھا کہ اُن کے نزول کی خبر بھی دیجاوے لیکن ظاہر ہی کہ اس سے اور زیادہ تقویت قلب کو ہوتی ہی خوب سمجھ لو اور اوپر بیان تھا سبب نصرت کا کہ تقوی ہی اور یہان بیان ہی حکمت کا کہ بشری ہی پس باہم کچھ تعارض نہین ربط آگے پھر عود ہی قصہ احد کی طرف درمیان مین مجملا قصہ بدر کا بمناسبت مقام کے مذکور ہو گیا تھا اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا کہ اس غزوہ احد مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو کہ سامنے کے دو اوپر دو نیچے کے دانتون کی کروٹون مین چار دانت ہوتے ہین دو اوپر داہنے بائین دو نیچے داہنے بائین ان چارون مین نیچے داہنی طرف کا دانت تھا شہید ہو گیا اور چہرہ مبارک مجروح ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی جنہون نے اپنی نبی کے ساتھ ایسا کیا حالانکہ وہ نبی اُنکو خدا کی طرف بلا رہا ہی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کذا فی لباب النقول عن احمد ومسلم عن انس اور بخاری سے ایک قصہ اور بھی نقل کیا ہی کہ آپ نے بعض کفار کے لئے بددعا فرمائی تھی اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے یہ دونون قصے تو احد کے واقعہ کے متعلق ہوئے اور ایک روایت مسلم سے نقل کی ہی کہ رعل و ذکوان وعصیہ قبائل کفار کے لئے بددعا فرمایا کرتے تھے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پھر اس مین اشکال کیا ہی کہ رعل و ذکوان کا واقعہ بعد احد کے ہوا ہی تو تطبیق نہین ہو سکتی پھر خود جواب دیا ہی کہ اس روایت مین اتنا مضمون مدرج منقطع ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی پس پہلی روایات صحیح ہین اھ لیکن یہ اشکال باقی رہا کہ پھر آپ نے کیون بددعا فرمائی اس لئے جواب صحیح یہ ہی کہ ممکن ہی آپ نے بقرینہ تخصیص ضمائر اس حکم کو اہل احد کے ساتھ خاص سمجھا ہو خصوص یتوب علیہم سے اشارہ اُنکے احتمال ایمان کا بھی معلوم ہوتا ہی رعل و ذکوان مین موانع ظاہر نہ تھے اسلئے بددعا فرمادی ہو اور وہی آیت دوبارہ وحی سے یاد دلائی گئی ہو تاکہ اُنکو حکم کا عموم معلوم ہو جاوے یا مشترک علت یعنی احتمال ایمان اگرچہ غیر ناشی عن دلیل ہو اور جاننا چاہیے کہ آپکا بددعا فرمانا یا اسکا قصد کرنا اجتہاداً تھا نہ وحی سے اور نا مناسب تھا نہ کہ نا جائز پس عصمت کے منافی کوئی اشکال لازم نہین آتا [illegible] لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظلمون ولله ما فی السموت وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء والله غفور رحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ

اے ایمان والو　سود مت کھاؤ　کئی حصے زائد　اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو　اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے

لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

لیے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپکو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں (خواہ علم کا دخل ہو یا قدرت کا) بلکہ یہ سب خدا تعالیٰ کے علم اور قبضہ میں ہے آپکو صبر کرنا چاہیے) یہاں تک کہ خدا تعالیٰ انپر یا تو (رحمت سے) متوجہ ہو جاویں (یعنی انکو اسلام کی توفیق دیدیں تو اسوقت صبر مبدل بفرح وسرور ہو جاویگا) اور یا انکو (دنیا ہی میں) کوئی سزا دیدیں (تو اسوقت صبر مبدل بہ تشفی قلب ہو جاویگا اور سزا دینا کچھ بیجا بھی نہیں) کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں (مراد اس سے کفر و شرک ہے جیسا فرمایا ان الشرک لظلم عظیم آگے اس مضمون کی تاکید ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جسکو چاہیں بخشدیں (یعنی اسلام نصیب کردیں جس سے مغفرت ہوتی ہے) اور جسکو چاہیں عذاب دیں (یعنی نہ اسلام نصیب ہو اور اس وجہ سے عذاب دائمی ہو) اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنیوالے (اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو بخشنے کا تو ذرا بھی تعجب نہیں کیونکہ رحمت تو انکی سابق ہے اسی لیے عذاب دینے کی وجہ اوپر بیان فرمائی فانہم ظلمون) ف صبر کی حد اور انتہا دو چیزوں کو فرمایا ان کا مسلمان ہو جانا یا کسی ہلاکت و وبال میں مبتلا ہو جانا کیونکہ دونوں حالتوں میں صبر ختم ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ صبر ناگوار حالت پر ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں موافق طبیعت کے ہیں اور مطلب نفی دخل کا یہ ہے کہ بدون اعلام الٰہی علم نہیں اسلیے احتمال مسلمان ہونیکا رہا پھر بددعا کب مناسب ہے چنانچہ بعضے مسلمان ہوئے اور بدون مشیت الٰہی تدبیر میں اثر نہیں اسلیے اسکی فکر بھی نہ چاہیے اور اس فکر اصلاح ہی سے غصہ و غم پیدا ہو جاتا تھا۔ انتظار ربط آیہ واذ تقول للمؤمنین کے ذیل عنوان فائدہ میں لکھا گیا ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقوی کے ہوا ایک اختلال قبل واقعہ کے دوسرا عین واقعہ میں الخ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض اوقات خطایائے سابقہ دوسری اور خطاؤں کے صدور اور بعض طاعات میں خلل ہو جانیکا سبب ہو جاتی ہیں چنانچہ روح المعانی میں بھی تحت آیہ انما استزلہم کے اسکی تصریح ہے اور تجربہ بھی ہے اسلیے آگے تقوی کی تاکید اور اسکے بعض فروع مہمہ کی تصریح اور بعض بڑے معاصی سے جو مشتمل ہوں گے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں تاکہ پابند حدود شرعیہ رہیں تو آیندہ پھر کسی موقع پر کوئی مضرت پیش نہ آوے

امر ببعض شعب تقوی و نہی از بعض معاصی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی مت لو اصل سے) کئی حصے زائد (کرکے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو (یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو) اور اس آگ سے بچو جو (در اصل) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (یعنی سود وغیرہ گناہ مت کرو جو دوزخ میں لیجانیوالے ہیں) اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور (اسکے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے (یعنی قیامت میں) ف یہ جو فرمایا کہ اصل سے کئی حصے زائد کرکے تو یہ سود کے حرام ہونے کی قید نہیں کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اسیطرح تھا چنانچہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے جو لباب النقول میں بتخریج فریابی مجاہد سے مروی ہے کہ لوگ باہم معاملہ بیع کا ایک میعاد معین پر دام دینے کے وعدے سے کیا کرتے جب وہ میعاد معین آجاتی اور دام ادا نہ ہوتے تو دام بڑھا کر اور مہلت دیدیا کرتے اور نیز بسند مذکور عطا سے مروی ہے کہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف قبیلہ بنی نضیر سے معاملہ دین کا کرتے جب میعاد آجاتی تو کہتے کہ ہم تمکو بڑھا کر دیدینگے تم اور مہلت دیدو اسپر یہ آیت نازل ہوئی اھ غرض اسیطرح بازار کرتے چنانچہ روح المعانی میں یہ لفظ بھی ہے وہکذا عند کل اجل آہ اسلیے اس آیت میں اسکا بیان کردیا اور دوسری آیت میں مطلقاً بلا کسی قید کے حرام فرمایا جیسے سورہ بقرہ کی آیت وحرم الربوا گذر چکی ہے پس دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ صورت بھی حرام ہے اور دوسری صورتیں جو اسکے علاوہ ہوں وہ بھی حرام ہیں خوب سمجھ لو آجکل بعضے ہوا پرست اس قید سے جو کہ واقعی ہے احترازی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور در اصل اسلیے کہا کہ گناہوں کی وجہ سے بعضے مسلمان بھی جاویں گے لیکن انکا اصل مسکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد سزا کے آخر میں برکت ایمان کے اس سے نکل آویں گے۔ انتظار ربط آیہ ف تتمہ ہے مضمون سابق کا جسمیں ترغیب ہے تحصیل شعب تقوی کی مع وعدہ ثمرہ تقوی کے کہ مغفرت اور جنت ہے پس اوپر دوزخ سے بچنے کو فرمایا تھا یہاں جنت لینے کو فرماتے ہیں

لحقها الخ
ف۱ قولہ فی [illegible]
لاک خود [illegible]
مذکور فی [illegible]
اعلام و [illegible]
ف۲ قولہ فی [illegible]
اسلیے کہا آخر [illegible]
روح المعانی [illegible]
الاعظم رضی اللہ
عنہ انہ کان یقول
ہذہ الآیۃ اخوف آیۃ
فی القرآن حیث اوعد
اللہ تعالیٰ المؤمنین
بالنار المعدۃ للکافرین
ان لم یتقوہ فی
محارمہ اھ

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي

اور دوڑو طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والون کے لیے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہین

السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

فراغت مین اور تنگی مین　اور غصے کے ضبط کرنے والے　اور لوگون سے درگذر کرنے والے　اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو محبوب رکھتا ہے　اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین

أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو اللہ تعالی کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنی گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین اور اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہین کرتے

يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

اور وہ جانتے ہین　ان لوگون کی جزا بخشش ہے انکے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہین نیچے سے نہرین چلتی ہون گی کہ ادنکے　اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والون کا

امر بشعب تقوی و وعدہ جزای او

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝١٣٣ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝١٣٤ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۗ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۖ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝١٣٥ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝١٣٦

اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو اور (دوڑو) طرف جنت کے (مطلب یہ کہ ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمھاری مغفرت کر دین اور تمکو جنت عنایت ہو) اور وہ جنت ایسی ہے جسکی وسعت ایسی (تو) ہے ہی، جیسے سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہین چنانچہ واقع مین زائد ہونا ثابت ہے اور) وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والون کے لئے (یعنی مسلمانون کے لیے جنمین ایک تو اعلی درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ (ہین) جو کہ (نیک کامون مین) خرچ کرتے ہین (ہر حال مین) فراغت مین (بھی) اور تنگی مین (بھی)، اور غصہ کے ضبط کرنیوالے اور لوگون (کی تقصیرات) سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو (جنمین یہ خصال ہون بوجہ اکمل) محبوب رکھتا ہے اور (ایک ان مذکورین کے اعتبار سے دوسرے درجہ کے مسلمان) ایسے لوگ (ہین) کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین (دوسرون پر) زیادتی ہو یا (کوئی گناہ کر کے خاص) اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو (معا) اللہ تعالی (کی عظمت اور عذاب) کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنی گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کے لئے مقرر ہے کہ دوسرون پر زیادتی کرنے مین ان اہل حقوق سے بھی معاف کراوے اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ مین اسکی حاجت نہین اور اللہ تعالی سے معاف کرانا دونون مین مشترک ہے) اور (واقعی) اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو (رہا اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اسکا اختیار تو نہین رکھتے کہ عذاب سے بھی بچالین اور حقیقی بخشش اسیکا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل (بد) پر اصرار (اور ہٹ) نہین کرتے اور وہ (ان باتون کو) جانتے (بھی) ہین (کہ فلان کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضرور ہے اور یہ کہ خدا تعالی غفار ہے مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہین اور عقائد بھی درست رکھتے ہین) ان لوگون کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور (بہشت کے) ایسے باغ ہین کہ ان کے (درختون اور مکانون کے) نیچے سے نہرین چلتی ہونگی (اور اسی مغفرت اور جنت کی تحصیل کا شروع آیتون مین حکم تھا بیچ مین طریقہ اسکا بتلایا ختم پر اسکا وعدہ فرمایا) اور (یہ) اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالون کا (وہ کام استغفار اور حسن اعتقاد ہے اور استغفار کا متمم آیندہ طاعات کی پابندی ہے جسپر عدم اصرار دلالت کرتا ہے ف ان آیتون مین دو درجون کے مسلمانون کا بیان ہے ایک اعلی درجہ کے ایک ان سے کم اور خدا سے ڈرنے والون مین سب آگئے کیونکہ توبہ بھی خدا کے ڈر ہی سے ہوتی ہے اور یحب کے ترجمہ مین بوجہ اکمل اس لئے قید لگائی کہ نفس محبوبیت سب اہل اسلام مین مشترک ہے البتہ اعلی درجہ کے لوگون کے لئے اکمل درجہ کی محبوبیت خاص ہے باقی ضروری قیود اور فوائد خود تقریر ترجمہ سے واضح ہین ربط آگے پھر عود ہے قصہ غزوہ احد کی طرف بطور تسلی دہی مسلمانون کے کہ ہمیشہ سے طریقہ الٰہی چلا آیا ہے کہ انجام کار کفار ہی خائب و خاسر ہوتے ہین سو تم کو اسوقت اپنی بے عنوانی سے مغلوب ہونا پڑا لیکن اگر تم نے مقتضیات ایمان یعنی ثبات و تقوی پر قائم رہے تو اخیر مین

تفسیرات الترجمہ
قولہ فی ترجمۃ سارعوا
مغفرت ایسے نیک کام
تقدیر الی موجبات المغفرۃ
قولہ فی ترجمۃ
سب آسمان
الاستغراق قولہ
عرضہا زیادہ کی
تخصیص للتقسیم
فی ترجمۃ المتقین یعنی
لان کل متق
متفاوت المراتب
قولہ فی ترجمۃ المحسنین
اشارۃ الی کون اللام
قولہ فی ترجمۃ
فاحشۃ زیادتی ہو
فی البیضاوی
فی توضیح و من
الذنوب اس کا
رکھتے محصلہ
العباد شرط للمغفرۃ
خاصۃ باللہ
قولہ فی ترجمۃ
اشارۃ الی حذف
المدح ای ذلک
قولہ
حسن اعتقاد
لذلک التقیید
للفصل الا
اعتقاد ۱۲

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى

بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہیں تو تم روی زمین پر چلو پھرو　اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا ۔　یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لیے اور ہدایت

وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ

اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنیوالوں کے لیے　اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو　اور غالب تم ہی رہوگے　اگر تم پورے مومن رہے　اگر تم کو زخم پہونچ جاوے　تو

مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ

اُس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہونچ چکا ہے　اور ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان اولتے بدلتے رہا کرتے ہیں　اور تاکہ اللہ تعالی ایمان والوں کو جان لیویں　اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ○

تھا اور اللہ تعالی ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے　اور تاکہ میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو

کفار ہی مغلوب ہونگے عود بسوی **قصہ احد و تسلیہ مسلمانان** قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ١٣٧ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ١٣٨ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ١٣٩ بالتحقیق تم سے قبل (زمانوں میں) مختلف طرق کے لوگ گذر چکے ہیں (ان میں مسلمان بھی تھے کفار بھی تھے اور ان میں اختلاف و مقابلہ و مقاتلہ بھی ہوا لیکن انجام کار کفار ہی ہلاک ہوئے چنانچہ اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو) تو تم روی زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا (یعنی کفار کا) کیسا ہوا (یعنی ہلاک و برباد ہوئے چنانچہ ان کی ہلاکت کے آثار اسوقت تک بھی باقی تھے جسکو دوسری آیات میں فرمایا ہے فتلک بیوتہم خاویۃ اور فتلک مساکنہم لم تسکن الخ وانہما لبامام مبین الخ) یہ (مضمون مذکور) بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے (کہ اگر یہ غور کریں تو عبرت حاصل کرسکتے ہیں) اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنیوالوں کے لئے (یعنی ہدایت و نصیحت یہی لوگ حاصل کرتے ہیں ہدایت یہ کہ حق و باطل کو سمجھیں اور نصیحت یہ کہ اس کے موافق عمل کریں) اور تم (اگر اسوقت مغلوب ہوگئے تو کیا ہوا) ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہوگے اگر تم پورے مومن رہے (یعنی اسکے مقتضیات پر ثابت رہے) ف بقیہ تقریر مضمون آیت کی بیان ربط میں لکھی جاچکی ہے دیکھ لیا جاوے اور ربط آگے بھی تسلی ہے دوسرے طور سے جسکی تقریر ترجمہ ہی سے معلوم ہوجاویگی **تسلی مسلمانان بتقریر دیگر** اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ١٤٠ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ١٤١ اگر تم کو زخم (و صدمہ) پہونچ جاوے (جیسا احد میں ہوا) تو (کوئی گھبرانے کی بات نہیں کیونکہ اس میں چند حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ) اس قوم کو بھی (جو کہ تمہارے مقابل تھی یعنی کفار) ایسا ہی زخم (و صدمہ) پہونچ چکا ہے (چنانچہ گذشتہ سال بدر میں وہ صدمہ اٹھا چکے ہیں) اور (ہمارا معمول ہے کہ) ان ایام کو (یعنی غالب و مغلوب ہونیکے زمانہ کو) ان لوگوں کے درمیان اولتے بدلتے رہا کرتے ہیں (یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کردیا کبھی اس کا عکس کردیا سو اسی معمول کے موافق پارسال وہ مغلوب ہوئے تھے اب کہ تم ہوگئے ایک حکمت تو یہ ہوئی) اور (دوسری حکمت یہ ہے) تاکہ اللہ تعالی ایمان والوں کو (ظاہری طور پر بھی) جان لیویں (کیونکہ مصیبت کے وقت مخلص اور منافق کا امتحان ہوجاتا ہے) اور (تیسری حکمت یہ ہے کہ) تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا (یہ حکمتیں آگے آتی ہیں درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالی ظلم (یعنی کفر و شرک) کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے (پس اسکا احتمال نہ کیا جاوے کہ شاید انکو محبوب ہونیکی وجہ سے غالب فرما دیا ہو ہرگز نہیں) اور (چوتھی حکمت یہ ہے) تاکہ (گناہوں کے) میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق و اعمال کا تصفیہ

اللغات فی القاموس دالت الایام دارت۔ واللہ یداولہا بین الناس۔ وفیہ مصر القرحۃ ... انتہی ملخصہ مما یشوبہ ۱۲ النحو والبلاغۃ قولہ ان یمسسکم فی روح المعانی ان ان قد تجیء للجرد التعلیق من غیر نقل فعلہ من الماضی الی المستقبل۔ قولہ تعالی وتلک الایام فی روح المعانی اسم الاشارۃ مشار بہ الی ما بعدہ کما فی الضمائر المبہمۃ التی یفسرہا ما بعدہا خبرا بہ وجملۃ ویفید التفخیم والتعظیم والایام یعنی الاوقات لا الایام العرفیۃ وتعریفہا للعہد اشارۃ الی اوقات الظفر والغلبۃ الجاریۃ فیما بین الامم الماضیۃ والآتیۃ ... دخولا اولیا واسم الاشارۃ مبتدا والایام صفتہ ونداولہا ہو الخبر وبین الناس ظرف لہذا ولہا ۱۲

لطائف السلوک
۱۳۷ قولہ فی ترجمۃ ... اگر تم مشاہدہ کرنا چاہو ... روح المعانی قبلہ ... الشرط ای ان شکک ... علیہ المراد والنظر ... کذا فی الکبیر ۱۳۸ ... بیان کافی فالتنوین ... ۱۳۸ قولہ ہدایۃ ... یحصل الفرق بین ... الثلاثۃ ۱۳۹ قو ... مضمون تفسیری لا ... وسورۃ الصحیح ... الانہزام ... المعانی من ... القرح بالانہزام ... المنفیۃ باعتبار ... فی ہذہ من ... فی العدد ... نہیں اشارۃ الی ... الجزاء ای ... المعانی ۱۴۰ قو ... دوسری حکمت ... الی کونہ معطوفا ... الجزاء المحذوف ... الکلام تسلوا ... المداولۃ ولیعلم ... ولیمحص ولیمحق ... قولہ فی ترجمۃ ... کو اشارۃ الی کو ...

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ انکو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں اور تم تو

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ع

مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اسکو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا۔

ہو جاتا ہی) اور (پانچویں حکمت یہ ہی کہ) مٹا دیوے کافروں کو (یہ دو طور پر ہی ایک یہ کہ غالب آجانیسے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آوینگے اور ہلاک ہونگے دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنیسے قہر خداوندی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونگے **ف** اس اخیر وجہ کا مضمون خوب ادا کیا گیا ہی سے دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند۔ اور اول حکمت جو تداول کو فرمایا خود اس تداول میں بہت سے مصالح و حکم ہیں جنمیں سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہی کہ اس عالم میں مکلف کا ابتلا باقی رہے اور اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال نہ رہتا بلکہ بعضے ضعفا فتنہ شدیدہ میں پڑ جاتے جیسا سورہ زخرف میں فرمایا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الی قولہ وزخرفا الآیۃ اور لیعلم کے ترجمہ میں جو یہ قید لگائی کہ ظاہری طور پر اسکی توضیح پارہ سیقول کے رکوع اول تفسیر لنعلم من یتبع الرسول کے فائدہ میں گذر چکی ہی **ربط** اوپر کی آیتوں میں تسلی تھی گذشتہ مصائب کے بارہ میں آگے تقویت قلوب مومنین کی فرماتے ہیں آیندہ مشقتوں کے وقوع پر **تقویت قلوب بر مشاق** أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (۱۴۲) ہاں (اور سنو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں (خصوصیت کے ساتھ) جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہری طور پر) اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے (خوب) جہاد کیا ہو اور نہ انکو دیکھا جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہوں **ف** ظاہری طور پر کی قید کا موقع بیان تو ابھی اوپر کی آیت کے فائدہ میں مذکور ہو چکا ہی اور خصوصیت کے ساتھ داخل ہونیکا مطلب یہ ہی کہ اول ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہونچ جاوے یہ بدوں مشقت کے نہیں ہوتا جیسا کہ دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہی اور باقی نفس دخول بعض مومنین کے لیے محض فضل و کرم سے بھی ہو سکتا ہی جیسا یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہی اور جہاد میں خوب کی قید اسلیے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور نا تمام ثبات بھی ہا مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہیں ہوا اور خصوصیت کے ساتھ جنت میں جانا اس پر موقوف ہی پس آیندہ کے لیے اسمیں کوشش کرنا ضرور ہی **ربط** اوپر نصیحت تھی آگے ایک گونہ ملامت ہی **نزام پر ملامت بر انہزام** وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (۱۴۳) اور تم تو شہید ہو کر مرنیکی (بڑی) تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو (تمنا کے بعد) اُس (کے سامان) کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا پھر اسکو دیکھکر کیوں بھاگنے لگے اور وہ تمنا کہاں بھول گئے) **ف** شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ سال گذشتہ بعض صحابہ جو بدر میں شہید ہوئے اور اُن کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعضے تمنا کی کہ کاش ہمکو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادۃ سے مشرف ہوں آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤں اُکھڑ گئے اسپر یہ آیت آئی کذا فی لباب النقول بسند ابن ابی حاتم عن ابن عباس **ربط** جب اس غزوہ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا اسوقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کیے گئے مسلمان لڑائی بگڑ جانیسے بدحواس اور منتشر ہو ہی رہے تھے اس خبر سے اور بھی کمر ٹوٹ گئی بعضے کہنے لگے تو یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لینا چاہیے

بلحقۃ الترجمہ

ل قولہ فی ترجمۃ ام ہاں الخ اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل للاستفہام ببل کلام الی کلام والہمزۃ للانکاری فان کلمتہ ہاں فی لساننا لتنبیہ الاستقبال ۱۲

ل قولہ فی ترجمۃ لما یعلم دیکھا ہی نہیں مبناہ علی ان الرویۃ القلبیۃ برادف لعلم ولما کان بادۃ باثنا مو شاعلۃ النار کذہ ۱۲

ل قولہ فی ترجمۃ رأیتموہ اُس کے سامان الخ لان المتوسا بمری نفی الکلام ۱۲

النحو قولہ ویعلم الصابرین فی روح المعانی لنصب باضمار ان وقیل بواو الصرف و الکلام من باب لاتاکل السمک وتشرب اللبن ای ام حسبتم والحال انہ لم یتحقق منکم الجمع بینہما اہ قلت نفی الجمع قد یکون بنفی کل واحد من الجزئین وقد یکون بنفی احدہما والمقام یحتمل کلیہما فان الثبات لم یتحقق واما الجہاد فقد وقع لکن لو نظر الی الغایۃ صح الاستغراق ۱۲	تنظرون ای رأیتموہ معاینین لہ وہذا علی حد قولک رأیتہ ولیس فے عینی علۃ ای رأیتہ رویۃ حقیقیۃ لاخفاء فیہا ولا شبہۃ ۱۲
البلاغۃ قولہ تعالیٰ لما یعلم فی روح المعانی فی اختیار لما علی لم اشارۃ الی ان الجہاد متوقع منہم فیما یستقبل بناء علی ما یفہم من کلام سیبویہ ان لما تدل علی توقع الفعل المنفی بہا واختیار الصابرین علی الذین صبروا للایذان بان المعتبر ہو الاستمرار علی الصبر وللمحافظۃ علی رؤس الآی اہ قلت سخافۃ الجہاد ما نہ یبلغہ غیر قریب اما من الفرح او من النزح وانتم	الکلام دیما قربت معنی دخول الجنۃ لم یبق مساغ للمعتزلۃ ان یتمسکوا بالآیۃ علی امتناع دخول الجنۃ بدون العمل ۱۲ الفقہ فے روح المعانی المقصود من ہذا الکلام تنبیہم الشہادۃ والحرب ثم جبنہم لاعلی تمنی الشہادۃ نفسہا لان ذلک مما لا عتاب علیہ کما وہم ۱۲

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى

اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤگے اور جو شخص الٹا پھر

عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا

جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا اور خدا تعالی جلدی ہی عوض دیگا حق شناس لوگوں کو اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدا کے اس طور سے کہ اسکی میعاد معین

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝

لکھی ہوئی رہتی ہے اور جو شخص دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو آخرت کا حصہ دینگے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شناسوں کو

بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے بعضے منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو پھر اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعضوں نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم لڑ کر کیا کریں گے بعضے جانباز کہنے لگے کہ جس پر آپ نے جان دی ہم بھی اسی پر جان دیدینا چاہیے اور اگر آپ قتل ہو گئے تو کیا ہوا اللہ تعالی تو قتل نہیں ہوا اس پریشانی میں اول اول حضرت کعب بن مالک نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ اے مسلمانو یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت غرض اسوقت پھر مسلمان مجتمع ہوئے آپ نے انکو ملامت فرمائی عرض کیا یا رسول اللہ یہ خبر سنکر ہمارے دلوں میں ہول بیٹھ گئی اسلئے ہمارے پاؤں اکھڑ گئے اس موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی روح المعانی و لباب النقول عن ابن ابی حاتم بجہت تتمہ ملامت پر انکے ارشاد ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جس پر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں (اسیطرح آپ بھی ایک روز آخر گذر ہی جاویں گے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) الٹے پھر جاؤگے (چنانچہ اس واقعہ میں بعضے مسلمان میدان جنگ سے بھاگ اٹھے تھے اور منافقین ترغیب ارتداد کی دے رہے تھے) اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) الٹا پھر بھی جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھوئیگا) اور خدا تعالی جلدی ہی (بہت) عوض دیگا حق شناس لوگوں کو (جو ایسے موقع پر اللہ تعالی کے انعامات کو یاد رکھ کر اسکی اطاعت پر قائم رہتے ہیں مراد ثواب) قیامت کو ملنا جلدی ہی ملنا ہے کیونکہ روز بروز قریب ہوتی ہی جاتی ہے اور (نیز کسی کے مرنے سے اتنا گھبرانا بھی فضول ہے کیونکہ اول تو کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں (خواہ طبعاً خواہ قتلاً) بدون حکم خدا کے (پھر جب خدا کے حکم سے ہے تو اسپر راضی رہنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ جسکی موت آتی ہے بھی ہے تو) اس طور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے جس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی تو پھر ارمان اور حسرت محض بیکار ہے وہ تو وقت پر ضرور ہوگی اور وقت سے پہلے ہرگز نہ ہوگی) اور (پھر یہ کہ اس نوحش پر بھاگنے کا آخر نتیجہ کیا سمجھا اس سے کہ یہ ایک ناکافی تدبیر ہے حفاظت جان اور زندگی دنیوی کی سو ایسی تدبیر کا اثر سن لو کہ) جو شخص (اپنے اعمال و تدبیرات میں) دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ (بشرط اپنی مشیت کے) دیدیتے ہیں (اور آخرت میں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں) اور جو شخص اپنی اعمال و تدبیرات میں) اخروی نتیجہ چاہتا ہے (مثلاً جہاد میں اسلئے ثابت قدم رہا کہ یہ تدبیر ہے ثواب آخرت کی) تو ہم اسکو آخرت کا حصہ (وعدہ اور ذمہ کرکے) دینگے اور ہم بہت جلد (یا بہت) عوض دینگے (ایسے) حق شناسوں کو (جو اپنے اعمال میں آخرت کی نعمت کو رضا و لقا ہے چاہیں) ف پہلی جگہ اعمال نیک پر ثابت رہنے کو شکر کہا تھا یہاں ان اعمال میں آخرت کی نیت کرنے کو شکر کہا تو کلام میں تکرار نہیں ہے فائدہ قد خلت من قبله الرسل سے عیسی علیہ السلام کے انتقال فرما چکنے پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ آسمان پر زندہ اوٹھ جانا یہ بھی دنیا سے گذر جانا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر یوں بھی اٹھ جاتے تب بھی صحابہ کو صدمہ موت ہی کا سا ہوتا اسلئے تسلی میں اسکو دخل تام ہے پس ربط آگے بھی تتمہ ہے ملامت کا مخلصین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَ

وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسیکو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تمکو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم

لَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی

بعض نے غلطی فہم سے اس کے خلاف رائے دی کہ اب ہمکو بھی کفار کا تعاقب کرنا چاہئے جیسا اوپر شرح قصہ میں گذر چکا) اور باہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) حکم میں اختلاف کرنے لگے (کہ بعض تو اسی پر ثابت رہے اور بعضے دوسری تجویز کرنے لگے اور انکار وملامت آمیز جنوں پر کی) اور تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے پر نہ چلے بعد اسکے کہ تمکو تمہاری دلخواہ بات (آنکھوں سے) دکھلادی تھی (یعنی مسلمانوں کا غلبہ دکھلا دیا تھا اور تمہاری اسوقت یہ حالت تھی کہ) تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا (کا لینا) چاہتے تھے (یعنی کفار کا تعاقب کرکے غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے) اور بعضے تم میں وہ تھے جو (صرف) آخرت کے طلبگار تھے (چونکہ بعض سے رای کی کمزوری اور خلاف حکم رسول دوسری تجویز اور آپکے کہنے پر نہ چلنا اور طلب دنیا ایسے امور صادر ہوئے اسلئے) اللہ تعالیٰ نے آیندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کرلیا اور پھر تمکو ان کفار (پر غالب آنے) سے ہٹا دیا (اور با وجودیکہ یہ مغلوبیت تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر پھری یہ بطور سزا نہیں ہوا بلکہ اس میں مصلحت ہے) تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمایش (امتحان) فرمادے (چنانچہ اسوقت منافقین کا نفاق کھلگیا اور مخلصین کی قدر بڑھگئی) اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو معاف کردیا (اب آخرت میں مواخذہ نہوگا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں (کے حال) پر۔ ف اس آیت سے صحابہؓ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوئی کہ عتاب میں بھی چند در چند تسلیاں فرمائیں ایک یہ کہ یہ سزا نہ تھی بلکہ اس میں بھی تمہاری مصلحت تھی پھر مواخذہ آخرت سے بے فکر کردیا چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات کے مورد ہوں طالب دنیا نہیں ہوسکتے اسلئے یرید الدنیا میں دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہوسکتا اور اسپر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت شرکاء مستحق غنیمت یقیناً تھے اس سے معلوم ہوا کہ انمیں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کرکے اب ترہیب وتخریب کفار کا ثواب بھی لیں اسی لئے بعض اقوال میں اس آیت میں فرمایا یرید الدنیا لا الآخرۃ منکم من یرید الآخرۃ الصرفۃ مگر چونکہ یہ طریق ثواب کا نص کے خلاف تھا اسلئے مجموعہ ہوکر خطاء اجتہادی کے معافی نص کے مجرم سمجھے جاویں گے اور آزمانے کے معنی کی تحقیق آخر پارہ الم آیت واذ ابتلی ابراہیم میں دیکھ لیجاوے اور ربط اگلی بھی تتمہ ہی مغلوبیت کے قصہ کا اور تتمہ قصہ مغلوبیت۔ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ ۵۲ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم (بھاگنے میں جنگل کو) چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ادھر آؤ مگر تمنے سنا ہی نہیں) سو خدا تعالیٰ نے تمکو پاداش میں غم دیا بسبب تمہارے غم دینے کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) تاکہ (اس پاداش و مصیبت سے تم میں پختگی پیدا ہوجاوے جس سے پھر تم مغموم نہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی (اسلئے جیسا کام کرتے ہو اسکے مناسب پاداش تجویز فرماتے ہیں)۔ ف آیت وما محمد الا رسول کی تمہید میں گذر چکا ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے پکارا تو مسلمان جمع ہوگئے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا مذکور ہے اور مسلمانوں کا نہ سننا مفہوم ہے سو صاحب روح المعانی نے بہت اچھا جواب دیا ہے کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا صحابہؓ نے نہ سنا اور دور نکلے چلے گئے اسوقت حضرت کعبؓ نے پکارا اور سنکر سب جمع ہوگئے اور میں کہتا ہوں کہ اصل وجہ گھبراہٹ کی خبر قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سو آپکے پکارنے میں اس خبر سے تعرض نہ تھا اور آپکی آواز کو پہچانا نہوگا حضرت کعبؓ کے پکارنے میں اس خبر کی تکذیب تھی اس سے تسلی ہوگئی باقی عتاب اللہ تعالیٰ کا آپ کے پکارنے سے نہ آنے پر اس لئے ہوسکتا ہے کہ استقلال سے ادھر توجہ کرتے تو آواز پہچان سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے غم ہوا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے انکو غم دیا۔ اور یہاں بھی لیتیلیکم میں صحابہ کے حال پر عنایت ہے

ملحقات الترجمة
۵۱ قولہ فی ترجمۃ الاخرۃ صرف فائدۃ تظہر من التقریر قولہ یرید الدنیا فی المحتم فائدۃ التفسیر ۵۱ قولہ قبل ترجمۃ ... نصرت کو بند کرلیا ... لما کان اختار والزمخشری وعلق علیہ ثم صرفکم ... رفع معنی الغایۃ فی حتی ... لوعدکان بالنصر ... ثم کم حتی اذا کان کذا ... ۵۲ قولہ ... روح المعانی ... الصبر فی الشدائد ... لا علی نفع فات ... ت فلا غیر ... لان المجازاۃ بالغم ... بسبب الغم ... ۵۴ قولہ ... لما فی الفائدۃ ... منہم ...

اللغات فی روح المعانی الاصعاد الذہاب والابعاد فی الارض ... والصعود ... وقال ... بالاوامر ... فی اخراکم ... یقال ... فی آخر الناس ... واخرہم ... خلفہم

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اسکا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ

خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے

لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى

سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کیلئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف

مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ

نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور یہ جو کچھ ہوا اسلیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں یقیناً تم میں جن لوگوں نے

الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دے دی انکے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت

نصف

ہوتی ہے کہ اس سے مقصود تربیت تھی اخلاق کی تاکہ ایسے مصائب کے عادی ہو کر استقلال و ثبات پیدا ہو اور خواص عباد پر جو مصائب آتے ہیں ان میں بھی حکمتیں ہوتی ہیں ؏ این بلا ے دوست تطہیر شماست ــ چونکہ قبض آید تو در وی بسط بین ٭ تازہ باش و چین میفگن بر جبین ٭ چونکہ قبضے آید ت اے راہ رو ٭ آن صلاح تست آیس دل مشو ربط اوپر غم کا بیان تھا آگے اس غم کے ازالہ کا بیان ہے ظاہراً بھی کہ راحت بدنی نعاس سے حاصل ہوئی اور باطناً بھی کہ راحت روحانی بشارت معافی سے حاصل ہوئی اور اسکے ضمن میں منافقین کی بدحالی اور اس بدحالی کی وجہ ان راحتوں سے محروم رہنا مذکور ہے

عفو و عافیت مومنین ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم مذکور کے بعد تم پر چین (اور راحت) بھیجی یعنی اونگھ (جبکہ کفار میدان سے واپس ہو گئے تو غیب سے

اللغات مضاجعهم في روح المعاني جمع مضجع فان كان بمعنى المرقد فهو استعارة للمصرع وان كان بمعنى محل امتداد البدن مطلقا للحي والميت فهو حقيقة ١٢

النحو قوله امنة مفعول به وقوله نعاسا بدل. قوله طائفة قد اهمتهم في روح المعاني طائفة مبتدء وجملة قد اهمتهم خبره وجاز ذلك مع كونها نكرة لوقوعها موقع التفصيل يظنون في روح المعاني حال من ضمير اهمتهم لا من طائفة وان تخصصت لما في مجيء الحال من المبتدء من المقال قوله وليبتلي الله في روح المعاني اللام للتعليل لفعل مقدر كانه قيل فعل ما فعل لمصالح جمة وليبتلي ١٢

البلاغة قوله من بعد الغم في روح المعاني والتصريح بتاخر الانزال عن الغم مع دلالة ثم عليه وعلى تراخيه عنه لزيادة البيان وتذكير عظم المنة. قوله وليمحص في روح المعاني وانما عبر بالقلوب ههنا كما قيل لان التمحيص متعلق بالاعتقاد على ما اشرنا اليه وقد شاع استعمال القلب مع ذلك فيقال اعتقد بقلبه ولانها وسمعهم يقولون اعتقد بصدره نعم يذكر الصدر مع الاسلام كما في قوله افمن شرح الله صدره للاسلام وربما يقال عبر بذلك للتفنن بناء على ان المراد بالجمعين واحد قوله اهمتهم انفسهم في روح المعاني العرب تطلق هذا اللفظ على الخائف الذي شغله هم نفسه عن غيره ١٢ **اختلاف القراءة** قرأ ابو عمرو ويعقوب كله بالرفع على الابتداء ولله خبره والجمهور بالنصب ١٢ **الروايات** في روح المعاني خرج ابن جرير عن السدي ان المشركين انصرفوا يوم احد بعد الذي

كان من امرهم وامر المسلمين فلما انصرفهم رسول الله صلى الله عليه وسلم نادى باسے ع صنو بذابهم فلما رأى المؤمنون ذلك صدقوا نبي الله صلى الله عليه وسلم فناموا وبقي اناس من المنافقين يظنون ان القوم ياتونهم فذلك قوله تعالى ثم انزل عليكم الخ مختصرا وفي روح المعاني ذكر ابو القاسم البلخي انه لم يبق مع النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد الا اربعة عشر نفسا خمسة من المهاجرين ابو بكر وعلي وطلحة وعبد الرحمن بن عوف وسعد ابن ابي وقاص والباقون من الانصار رضي الله عنهم اجمعين اه وفيه واما سائر المنهزمين فقد اجتمعوا في ذلك اليوم على الجبل وعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه منهم كما في خبر ابن جرير. وفي الترمذي عن ابي طلحة قال رفعت راسي يوم احد فجعلت انظر وما منهم يومئذ احد الا يميد تحت حجفته من النعاس وعنه في رواية اخرى قال فجعل سيفي يسقط من يدي وآخذه ويسقط من يدي وآخذه الحديث ١٢

لطيفة هذه الآية جامعة لجميع حروف الهجاء وكذا آية محمد رسول الله الخ في سورة الفتح وتحفة باتان الآيتان ١٢

مسلمانوں پر اونگھ غالب ہوئی جس سے سب غم غلط ہو گیا) کہ تم میں سے ایک جماعت پر (یعنی مسلمانوں پر) تو اُس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ
تھی (یعنی منافقین) کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی (کہ دیکھئے یہاں سے بچ کر بھی جاتی ہیں) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات کر رہے تھے
جو کہ محض حماقت کا خیال تھا (وہ خیال آگے انکے قول سے معلوم ہوتا ہے اور اسکا ناشی عن الحماقت ہونا اُس قول کے جواب سے) اُس قول کا بیان یہ ہے کہ وہ
یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے (یعنی کچھ نہیں چلتا اس اختیار سے مراد یہ ہے کہ قبل قتال یہ لوگ جہاد سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے مطلب یہ
کہ ہماری کسی نے نہ سُنی خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے) آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا (چلتا) ہے (مطلب یہ کہ اگر تمہاری رای پر عمل بھی ہوتا جب بھی قضا
الٰہی غالب رہتی اور جو آفت آنے والی تھی آکر رہتی چنانچہ آگے اُن کے قول کا مطلب اور جواب کا مطلب مفصّل آتا ہے) وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں
جسکو آپ کے سامنے (صاف صاف) ظاہر نہیں کرتے (کیونکہ ظاہر میں تو اس کہنے کا کہ کیا ہمارا اختیار الخ یہ ہو سکتا ہے کہ تقدیر الٰہی کے سامنے بندہ کی تدبیر نہیں چلتی تو یہ مضمون
ایمان کی بات ہے اور جواب بھی ایسا لطیفہ ہے کہ انہیں اس معنی کی تصدیق ہے کہ واقعی اختیار اللہ ہی کا غالب ہے مگر انکا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ وہ اس معنی کر کہتے تھے
کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا (یعنی ہماری رای پر عمل ہوتا) تو ہم (یعنی جو لوگ مقتول ہوئے وہ) یہاں مقتول نہ ہوتے (چونکہ اُن کے قول کا یہ مطلب تھا آگے جواب بھی ایسا
ہے جس سے اُنکے قول کی تکذیب ہوتی ہو وہ یہ ہے کہ) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ اُن مقامات
کی طرف (آنے کے لیے) نکل پڑتے جہاں وہ (قتل ہو ہو کر) گرے ہیں (غرض یہ ظاہری جسقدر مضرت ہوئی وہ تو ٹلنے والی نہ تھی) اور (منافع تھے اس میں عظیم کیونکہ
یہ جو کچھ ہوا اسلیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات (یعنی ایمان) کی آزمائش کرے (کیونکہ اُس مصیبت کے وقت منافقین کا نفاق کھل گیا اور مومنین کا
ایمان اور زیادہ موکد اور محقق ہو گیا) اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات (یعنی اسی ایمان) کو (شوائب و وساوس سے) صاف کر دے (کیونکہ مصیبت سے مومن توجہ
الی غیر اللہ سے منزہ ہو جاتا ہے اور اس سے ایمان و عقیدہ کا تصفیہ ہونا ظاہر ہے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (انکو آزمائش کی
حاجت نہیں مگر اسلیے کہ عام طور پر اسکا انکشاف ہو جاوے ایسے امور کو واقع کر دیتے ہیں) یقیناً تم میں جن لوگوں نے (میدان جنگ سے) پشت پھیری تھی جس روز
کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں (یعنی احد کے روز) اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض
اعمال (گذشتہ) کے سبب سے (یعنی اُن سے کچھ خطا و قصور ایسے ہو گئے تھے جس سے شیطان کو اُن سے (معصیت کرانے کی) بھی طمع ہو گئی اور اتفاق سے وہ طمع
پوری ہو گئی) اور یقین سمجھو کہ (اب) اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں (کہ اخیر میں بخشدیا) بڑے حلم والے ہیں (کہ
صدور خطا کے وقت بھی کوئی عقوبت نہیں دی) ف چند امور سمجھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ ابتلا اور تمحیص اور عفو کا ذکر پہلے بھی آچکا اور یہاں پھر کیا گیا
سو اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ اوپر تو مسلمانوں کی تسلی کرنا منظور تھا اور یہاں منافقین کے اس خیال کا ابطال ہے کہ ہماری رای پر عمل نہ کرنے سے کیسے نقصان
اُٹھائے تو بتلا دیا کہ نقصان میں بھی منافع تھے لہٰذا وہ نقصان نہ تھے اور جو حقیقی نقصان تھا گناہ وہ معاف ہو گیا پس اختلاف غرض سے تکرار نہ رہا - دوسرے
یہ کہ لیبتلی اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کی وجہ یہ امور تھے اور انما استزلہم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ما کسبوا وجہ تھی - سو بات یہ ہے کہ بعض ما کسبوا تو
یہی فرار کا اور وہ امور حکمتیں ہیں مصائب کی پس مسبب بدل گیا اگر کہا جاوے کہ فرار سبب تھا مصائب کا اور سبب سبب ہی تو بعض ما کسبوا
سبب ہوا مصائب کا بھی - تو جواب یہ ہے کہ سبب مصائب کا بعض ما کسبوا ہوا اور حکمت وہ امور ہوں تو تعارض نہیں کیونکہ سبب وجوداً مقدم ہوتا ہے اور حکمت
وجوداً موخر تیسرے یہ کہ حلیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقوبت نہیں ہوئی حالانکہ اثابکم وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاداش ہوئی سو جواب یہ ہے کہ عقوبت قہریہ نہیں ہوئی
پاداش اصلاحی ہوئی فائدہ بعض معاندین صحابہ نے اس واقعہ سے صحابہ رض پر خصوصاً حضرت عثمان رض پر طعن کیا ہے اور اس سے عدم صلاحیت خلافت
کی مستنبط کی ہے لیکن محض مہمل بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب دوسروں کو مواخذہ کرنیکا کیا حق رہا چنانچہ حضرت ابن عمر رض نے ایک شخص کو یہی
جواب دیا تھا رواہ البخاری رہا قصہ خلافت کا سو اہل حق کے نزدیک خلافت کے لیے عصمت شرط نہیں ہے پس شبہ ساقط ہے فائدہ اور بعض ما کسبوا سے
معلوم ہوتا ہے کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے ربط اوپر منافقین کا قول نقل کیا تھا
لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ههنا جس کا حاصل وہی تھا جسکو آگے اس عبارت سے نقل کیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا چونکہ ایسے اقوال کے سننے سے
احتمال ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس قسم کے وساوس پیدا ہونے لگیں اسلیے حق تعالیٰ آیت آیندہ میں مسلمانوں کو ایسے اقوال اور ایسے خیال سے ممانعت فرماتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا

اے ایمان والو　تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس

مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ

رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے　تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو اُنکے قلوب میں موجب حسرت کر دیں - اور مارنا جلانا تو اللہ ہی کا ہے - اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے ۔

نہی مومنین از تقلید اقوال منافقین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا (یعنی اُن لوگوں کی سی بات مت کرنا) جو کہ (حقیقت میں) کافر ہیں (گو ظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہوں یعنی منافق ہیں) اور کہتے ہیں اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں (اور وہاں اتفاقاً مر جاتے ہیں) یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں (اور کہیں قضاءً قتل ہو جاتے ہیں) تو وہ منافقین کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے (اور سفر اور غزوہ میں نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ بات اُنکے دل و زبان پر اسواسطے آتی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو (بنا بر اس خیال کے جس سے یہ بات اُنکی زبان پر آئی) اُن کے قلوب میں موجب حسرت کر دیں (یعنی نتیجہ اسکا بجز حسرت کے کچھ نہیں) اور مارنا جلانا تو اللہ ہی کا ہے (خواہ سفر ہو یا حضر خواہ لڑائی ہو یا امن) اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں (سو اگر تم بھی ایسی باتیں کرو گے یا دل میں سمجھو گے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہیگا) اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ (اللہ کی راہ میں) مر جاؤ تو (خوب نفع میں رہو کیونکہ) بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) اُن چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں (اور اسی کے لالچ میں زندگی کو محبوب رکھتے ہیں) اور اگر تم (ویسے بھی) مر گئے یا مارے گئے (تب بھی) بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے (پس اول تو قضا نہیں ٹلتی دوسرے اللہ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچتے نہیں اور دین کی راہ میں مرنا مارا جانا موجب مغفرت و رحمت ہے تو ویسے مرنے سے تو دین کی راہ میں جان دینا ہی بہتر ٹھیرا پس ایسے اقوال محض بیکار اور عاجلاً موجب حسرت اور آجلاً موجب نار) ف اس مقام پر اُن کے قول کے دو جواب ہیں۔ اول واللہ یحیی الخ۔ دوسرا ولئن قتلتم الخ۔ یہ جو فرمایا کہ جب وہ سفر کرتے ہیں میرے نزدیک اس سفر سے دینی کام کے لیے سفر کرنا مراد ہے جیسا کہ جواب میں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ الخ کیونکہ یہاں اگر مطلق سفر مراد لیا جاوے تو اس جواب میں اُنکے قول کے ایک جزو سے تعرض نہ ہوگا تو پہلا جواب واللہ یحیی ویمیت اُس سے متعرض ہے لیکن اگر اس دوسرے جواب میں بھی دونوں جزو سے تعرض ہو تو زیادہ بلیغ ہے اور اگر وسوسہ ہو کہ جواب میں تو مطلق متم فرمایا ہے فی سبیل اللہ کی اس میں قید نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ مغفرت و رحمت کا ترتب قرینہ ہے اس تقیید کا پس جب موت کا فی سبیل اللہ کی قید سے مقید ہونا اور دونوں جوابوں میں دونوں جزوں سے تعرض مناسب ہونا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ سفر سے مراد دینی سفر ہے واللہ اعلم۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو تعمیم کی ہے کہ ہم مشرب یا ہم نسب بھائی الخ مراد ہم مشرب سے منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر مراد ثانی ہے تو اُنکا سفر دینی اور اُنکا غزوہ اور اُن کے لیے مغفرت و رحمت کا وعدہ سب ظاہر ہے لیکن یہ بات قابل تحقیق ہے کہ اُنکے مرنے یا مارے جانے سے منافقین کو حسرت کیا ہوتی جواب یہ ہے کہ یا تو حسرت اسلیے ہوئی کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ مومنین کی موت یا قتل سے حسرت نہ ہوئی ہو لیکن اس قول اور اس قول کی منشا یعنی

لغات القرآن [illegible] ملہ قولہ فی ترجمہ ضربوا او کانوا غزی تر مر جاتے ہیں یا قتل ہو جاتے ہیں اشار الی الکبیر عن [illegible] ملہ قولہ فی توضیح ترجمۃ لیجعل یعنی نتیجہ اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ ۱۲ ملہ قولہ فی ترجمۃ خیر بدرجہا الان خیرا اسم تفضیل ۱۲

اللغات الحسنۃ الجامع قاموس البلاغۃ قولہ یجمعون فیہ التفات و فی قراءۃ تجمعون بالخطاب فالمآل واحد قولہ لئن قتلتم الخ قدم فی الآیۃ الاولی القتل و فی الثانیۃ الموت لان الغالب فی الجہاد	کما یدل علیہ فی سبیل اللہ القتل و الغالب فی غیر الجہاد الموت ۱۲ فائدۃ الالف فی لا الی اللہ بین اللام و الی مرسومۃ فی الخط للدلالۃ علی فتح اللام ۱۲

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجیے اور آپ ان کے لیے استغفار کر دیجیے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

فاسد ہے یہ امر متیقن ہوا کہ وہ اسباب عادیہ کو موثر حقیقی سمجھتے ہیں تو ایسا شخص اگر کسی وجہ سے ایک واقعہ میں نہیں تو دوسرے واقعات کثیرہ میں ہمیشہ متحسر رہا کریگا اور اسی درجہ اعتقاد تک نہیں تو کہنا حدیث میں ممنوع آیا ہے اور اگر مراد اول ہے تو حسرت کی توجیہ تو بہت ظاہر ہے لیکن اور امور قابل تحقیق ہونگے سو کسی نے کہا ہے کہ شاید اتفاقاً کوئی منافق مقتول ہو گیا ہوگا اور میں کہتا ہوں اسیطرح کوئی دینی سفر میں دبا دیا یا چلا گیا ہوگا اور ترتب مغفرت و رحمت کی تقریر یوں ہوگی کہ ان اقوال کو چھوڑ کر اگر ایمان و اعتقاد درست کر لیں تو انکے کام بھی فی سبیل اللہ ہونے سے موجب مغفرت و رحمت ہو جاویں گے ربط اوپر ذکر ہو چکا ہے بعض مسلمانوں کی لغزش کا جو احد کے روز صادر ہو گئی تھی کہ میدان سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ٹھہلا دیا تھا وہاں نہ ٹھہرے سو چونکہ اس قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غم پہونچا جیسا کہ آیت فاثابکم غما بغم کی تفسیر مذکور بھی اسپر دال ہے گو آپ اپنی وسعت اخلاق سے اور انکی دلشکنی کے خیال سے ان حضرات کے ساتھ سختی و ملامت سے پیش نہیں آئے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان صاحبوں کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کچھ انقباض نہ رہے اور نیز ان صاحبوں کے دل سے بھی یہ کلفت دھل جاوے اسلئے اول آیات گزشتہ میں انکی معافی کی بشارت سنا کر آیندہ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم فرماتے ہیں جن سے غرض مذکور حاصل ہو جاوے **خطاب برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابت عفو اصحاب** فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ بعد اسکے (کہ ان صاحبوں سے ایسی لغزش ہوئی کہ آپ کو اور نیز حق ملامت حاصل تھا) خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے (اس نرم اخلاقی کو رحمت کے سبب اسلئے فرمایا کہ حسن اخلاق عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدانخواستہ) تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ (بیچارے) آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے (پھر انکو یہ فیوض و برکات کیسے میسر ہوتے) سو (جب آپ نے ان کے افاضہ کے لیے انکے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپکے حکم میں جو انسے کوتاہی ہوئی اسکو) آپ (دل سے بھی) انکو معاف کر دیجیے اور (چونکہ ان سے خدا تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہو گئی تھی) آپ ان کے لیے (حق تعالیٰ سے) استغفار کر دیجیے (گو اللہ تعالیٰ نے اس لغزش کو معاف فرما دیا ہے مگر آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپکی زیادہ شفقت کی جس سے انکی اور زیادہ تسلی ہوگی اور بدستور) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے (تاکہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں **ف** یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں مراد ان سے وہ امور ہیں جن میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو ورنہ بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجایش نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو یہ اس مقام کے مناسب ایک حکمت ہے منجملہ فوائد مشورہ کے ابن جریر نے اسکو قتادہ سے نقل کیا ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلاً یہ کہ آپکی امت کے لیے سنت قرار پاوے اسکو بیہقی نے حسن سے نقل کیا ہے اور اسکی تائید میں ابن عدی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ و رسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکو میری امت کے لیے ایک رحمت بنائی ہے اور یہ کہ کسی رائے میں ممکن ہے کہ مشورہ سے تقویت رائے کی بھی حاصل ہو جاوے جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اسکے خلاف نہ کروں اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم لہذہ الروایات کلہا مذکورۃ فی روح المعانی اور یہ تقویت عدم حاجت مشورہ کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عدم حاجت باعتبار غالب کے ہو اور یہ تقویت باعتبار بعض احیان کے ہو اور یہ جو کہا گیا کہ خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی ترجمۃ فبما ... بعد اسکے ... کن ... الکلام علی ... السیاق من ... الفاء ... صلی اللہ علیہ وسلم ... فی روح المعانی

قولہ فی ترجمۃ ... واستغفر ... اشارۃ الی ... فی روح المعانی

قولہ فی ترجمۃ الامر ... خاص اشارۃ ... اللام للعہد ... فی الفاظ

اللغات الفظ فی القاموس الغلیظ الجانب السیئ الخلق القاسی الخشن الکلام ۱۲	النحو فبما ما زائدۃ ۱۲

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۗ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اسکے کیے کا پورا عوض ملیگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا

دلیل اسکی یہ ہے کہ لفظ عزم میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرای والمشورہ میں کثرت رای کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو۔ اور مشورہ و عزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہیں توکل کے کیونکہ مشورہ و عزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ مرتبہ توکل کا کہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ تعالیٰ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہے۔ اور توکل بمعنے ترک تدبیر کے اسمیں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اسکا ترک مذموم۔ اور اگر دنیوی یقینی عادۃً ہے تو اسکا ترک بھی ناجائز اور اگر ظنی ہے تو قوی القلب کو جائز ہے۔ اور اگر وہمی ہے تو اسکا ترک مامور بہ ہے فقط ربط اوپر ان حضرات کی تسلی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم ہوا تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کا وسوسہ تو زائل ہو گیا لیکن چونکہ ان حضرات کو اس واقعہ مغلوبیت سے حسرت بھی تھی اسلیے آیندہ آیت میں انکی تسلی فرماتے ہیں جس سے اس حسرت کو اتار دیتے ہیں **ازالہ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابیان** اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۵۹ اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دیکر (اور تمکو غالب کردے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے ف حاصل ازالہ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ مثلاً بدر میں اپنی رحمت سے غالب کر دیا احد میں اپنی حکمت سے مغلوب کر دیا پس جب پورا پورا یہ امر تمہاری قدرت میں نہیں تو اسقدر اسکے پیچھے اپنی جی کو نہ ڈالو جو ہو گیا ہو گیا اسمیں جو آفت معصیت سے آئی اس سے توبہ کرلو آیندہ کے لیے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو یعنی اس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رکھیں اور پھر جو مصیبت نازل ہو اسکو اس کارساز کی طرف سے خیر و مصلحت سمجھو فقط ربط آیت آیندہ کا شان نزول حسب روایت ترمذی گو خاص ہے وہ یہ کہ بدر کے روز مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی بعض کم سمجھ یا منافق لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلی ہو (اگر یہ قول منافقین کا تھا تب تو انکی بیہودگی تھی اور اگر کسی مسلمان کا قول تھا تو اس بناپر ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تصرف کا اختیار حاصل ہے) اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر حقیقۃً یا صورۃً خیانت ہے نبی کی شان اس سے منزہ ہے لیکن چونکہ لفظ غلول بمعنے خیانت عام ہے خواہ حقیقۃً یا بطور عموم مجاز کے فصح علی کلا القولین فی القاموس اسلیے ہر قسم کی خیانت کو شامل ہے اس عموم معنی کے اعتبار سے وجہ ربط ظاہر ہے کہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا مذموم اور موجب وبال ہونا بیان فرمایا تھا اس آیت میں آپ کا امین کامل ہونا مذکور فرمایا تاکہ ثابت ہو جاوے کہ آپ جو کچھ حکم فرماتے ہیں اسمیں آپکی کوئی نفسانی غرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک قسم کی خیانت ہے اور آپ اس سے مبرا ہیں لہذا ایسے حکم کی مخالفت ضرور موجب وبال و مذموم ہوگی اس ارتباط سے ترتیب آیات جو کہ توقیفی ہے اس آیت کا اس موقع پر ہونا مناسب ہوا **اثبات امین بودن حضرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۗ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

النحو قوله ومن يغلل في روح المعاني جوزان يكون حالا ويكون التقدير في حال علم الغال بعقوبة الغلول قلت واشرت الى ذلك في الترجمة نعم لم احمل على العلم بل على عدم التامل بينهما بقرينة ما بعده من قوله افمن اتبع الخ ١٢

البلاغة والعربية قوله فلا غالب لكم في روح المعاني المفهوم من ظاهر النظم وان كان نفي مغلوبيتهم من غير تعرض لنفي المساوات ايضا لكن المفهوم منه فهما قطعيا هو نفي المساوات واثبات الغالبية للمخاطبين فاذا قلت لا اكرم من فلان فالمفهوم منه حطا انه اكرم من كل كريم وهذا امر مطرد في جميع اللغات اه

قلت قوله فهما قطعيا لان من نصره الله تعالى كيف يساويه احد من لم ينصره الله تعالى قوله من بعده اى في روح المعاني اى من بعد خذلانه قلت واشرت اليه في الترجمة الكلام۔ اعلم ان هذه الآيات وامثالها مما وردت في وعيد العصاة معناها على الاستحقاق لا على الوقوع لاحتمال انه مفوض على المشيئة فلا حجة للمعتزلة فيها فافهم ١٢

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہو اور وہ جانیکی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہونگے اللہ تعالیٰ

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

ان کے اعمال کو۔　　حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں　　انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں　　اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

(۱۶۲) أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (۱۶۳) هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) خیانت کرے حالانکہ (خائن تو قیامت میں فضیحت ہوگا کیونکہ) جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن (میدان محشر میں) حاضر کریگا (تاکہ سب خلائق مطلع ہوں اور سب کے روبرو فضیحت ہو) پھر (میدان قیامت کے بعد) ہر شخص کو (ان خائنوں میں سے) اسکے کیے کا (دوزخ میں) پورا عوض ملیگا اور انپر بالکل ظلم نہ ہوگا کہ جرم سے زیادہ سزا ہونے لگے غرض خائن تو مغضوب اور مستحق جہنم ہوا اور انبیاء علیہم السلام بوجہ رضاجوئی حق کے قیامت میں سربلند ہوں گے پس دونوں امر جمع کیسے ہونگے جیسا آگے ارشاد ہے سو ایسا شخص جو کہ رضاء حق کا تابع ہو (جیسے نبی) کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہو (جیسے خائن) اور وہ جانیکی بری جگہ ہے (غرض) دونوں برابر نہیں ہوں گے بلکہ یہ مذکورین (یعنی متبعان رضائے حق اور مغضوبین) درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (کہ متبع محبوب اور جنتی ہے اور مغضوب دوزخی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو (اسلیے ہر ایک کے مناسب معاملہ فرماویگا)

ف انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا یہاں دلیل سے ثابت کیا گیا تقریر استدلال ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کریگا حدیث میں اسکی شرح آئی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا اور بولتا ہو اور مجھ سے آکر طالب امداد ہو اور میں صاف جواب دیدوں کہ میں اب کچھ نہیں کرسکتا میں حکم پہونچا چکا تھا اور ایسا ہی مضمون گھوڑے اور کپڑے اور روپیہ پیسہ کے بارہ میں فرمایا اھ روح المعانی میں ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت ابوہریرہ سے بطور استبعاد کے کہا کہ اگر کسی نے سو اونٹ چرائے ہوں گے وہ سب کو گردن پر کیسے لادیگا آپ نے جواب دیا کہ جس شخص کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو اور ربذہ سے مدینہ تک کے برابر بیٹھنے کی جگہ ہو کیا وہ اتنی چیز کو نہیں اٹھا سکتا اھ۔ آجکل جن صاحبوں کو ایسے ایسے شبہات واقع ہوتے ہیں وہ اس جواب سے اپنا اطمینان کرلیں اور قدرت الٰہیہ کے نزدیک بدن کے بڑے ہونیکی بھی ضرورت نہیں اور کوئی عقلی دلیل اسکے خلاف پر قائم نہیں۔ اور جاننا چاہیے کہ اگر وہ خیانت کی چیز اجسام میں سے نہ ہو تو اسکا لانا دو طرح ممکن ہے یا تو محض اظہار و اعلان کو لانا کہا جاوے جیسے بولتے ہیں کیا خبر لائے اور یا اس عالم میں معانی بشکل اجسام متمثل ہو جاویں جیسا بہت سی حدیثوں سے پتہ لگتا ہے مثلاً موت بشکل دنبہ لاکر ذبح کردیجاویگی اور عمل نیک حسین آدمی کی صورت میں آویگا اس توجیہ پر اگر وہ بھی گردن پر لدا ہو بعید نہیں واللہ اعلم ربط اوپر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت امانت کا اور وسوسہ خیانت کے غلط ہونیکا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کا نعمت عظمیٰ ہونا اور آپ کی بعثت کا منت کبریٰ ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ اس نعمت کی قدر کریں اور آپکی تعظیم کریں اور بارِ دیگر کسی ایسے امر کا وسوسہ نہ لاویں جو حضور اقدس کی شان رفیع کے مناسب نہ ہو

منت بر مومنین بعثت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۶۴)

اللغات فی روح المعانی اصل المن القطع وسمیت النعمۃ منۃ لانہ یقطع بہا عن البلیۃ وکذا الاعتداد بالصنیعۃ منا لانہ قطع لہا عن وجوب الشکر علیہا اھ قلت فالمراد انہ قطع لہا اذا کان من المخلوق لان الخالق ولا یستحق فیہ ان المخلوق لا یملک ایصال النفع حقیقۃ ولہذا نہی عن المن انا الخ

فیملکہ حقیقۃ ولہذا کان المن حقالہ واذا ثبت ہذا فالآیۃ تحتمل کلا المعنیین فتبصر وتشکر ۱۲ النحو فی روح المعانی اذ ظرف لمن وہو وان کان بمعنی الوقت لکن دلیغ فی معرض التعلیل کما اشیر الیہ عظم المحققین قولہ وان کانوا فی البیضاوی ان ہی المخففۃ واللام ہی الفارقۃ اھ ای الفارقۃ بین المخففۃ وبین النافیۃ والشرطیۃ ۱۲

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فی ترجمۃ کل نفس ان خائنوں میں فیہدت بالقرینۃ المقام والعموم عموما فیکون المعنی اذا کان کل کاسب مجزیا بعملہ وان کان جرمہ فی غایۃ القلۃ فالغال مع عظم جرمہ بذلک اولی ۱۲
سلہ قولہ فی ترجمۃ افمن سوالی قولہ کیا قدم ترجمۃ الفاء علی ترجمۃ الہمزۃ لما فی حاشیۃ البیضاوی ہذا الفاء مقدمۃ فی الحقیقۃ علی ہمزۃ الاستفہام وقد مر توضیحہ فی قولہ تعالیٰ افان مات وقتل اھ قلت الفاء فالمراد کون الغال مقتضیا ہم للعقوبۃ سببا للعدل الالٰہی ... فی غایۃ الرفعۃ وقد فصل المعنی فی ہذہ الآیۃ ۱۲
سلہ قولہ فی ترجمۃ ہم درجات میں الخ رائی بحذف ذو مضاف وصف الدرجات ... المنازل ... ۱۲

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز

قَدِيرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶۶﴾

پر پوری قدرت ہے اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں۔

حقیقت[۱] میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا[۲] احسان کیا جبکہ انہیں ان ہی کی جنس سے[۳] ایک ایسے عظیم الشان[۴] پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں (اور احکام) پڑھ پڑھ سناتے ہیں اور (خیالات و رسوم جہالت سے) ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) قبل صریح غلطی (یعنی شرک و کفر) میں (مبتلا) تھے ف اس آیت کے اکثر الفاظ اسکے قبل دو آیتوں میں آچکے ہیں ایک اخیر پارہ الم میں دوسری شروع پارہ سیقول میں وہاں ان کی تفسیر ملاحظہ فرمالی جاوے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان ہی کی جنس سے اس میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض نے کہا ہے کہ ان کے نسب سے یعنی قریشی اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ اخیر پارہ الم میں اختصار لکھا گیا ہے بعض نے کہا کہ عرب سے اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ بھی قریب قریب تفسیر اول کے ہے ملاحظہ فرمانے سے واضح ہوگا بعض نے کہا کہ بنی آدم سے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ مؤمنین اس جگہ عام ہے اور انفسہم کی ضمیر اسی طرف عائد ہے پس صفت عام کے ساتھ تفسیر کرنا اوفق ہے۔ اس تفسیر پر اس صفت کا حسب تقریر روح المعانی یہ فائدہ ہوگا کہ آدمی کو آدمی سے بہ نسبت فرشتہ اور جن کے انس زیادہ ہوتا ہے تو فیض علم لینے میں زیادہ سہولت ہوئی اور خلاف جنس ہونے میں وحشت کا احتمال تھا آہ اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ پھر جنات کو آپ سے فیض لینے میں دشواری ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان جامع ہے عالم کا اسلیے اسکو جن سے بھی مناسبت ہے پس اسلیے انسان جن کو بسہولت فیض دیسکتا ہے بخلاف جن کے کہ وہ جامع نہیں ہے اسلیے انسان کو بسہولت فیض نہیں دیسکتا اور یہ مناسبت استفادہ انسان من الجن میں اسلیے کافی نہیں کہ مفیض اقوی ہونا چاہیے مستفیدین سے دوسرے اگر سہولت قطع النظر کیجاوے تب بھی انسانوں کے مصالح کو مصالح جن پر مقدم رکھنے میں کوئی مصلحت و حکمت ہوگی پس اس صورت میں مومنین کو متعلق انس کے ساتھ خاص کہنا ہوگا جیسا اکثر جگہ خطاب بنی آدم کو ہے اور یہ منافی نہیں ہے عموم بعثت کے کیونکہ اسپر دوسرے دلائل قائم ہیں۔ اور اگر مومنین کو جمیع مکلفین کے لئے عام کہا جاوے تو جنس سے جنس قریب منطقی مراد لیا جاویگا چنانچہ انسان اور جن دونوں حیوان کے تحت میں داخل ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ وہ ان کی طرح مکلف ہی نہیں خواہ حیوان میں داخل ہوں یا ناسی کی قید سے خارج ہوں کیونکہ انکا نمو ثابت نہیں۔ اور روح المعانی میں ہے کہ آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ سے ثابت ہے کہ آپکی تشریف آوری رحمت عامہ ہے جس سے کفار بھی دنیا میں بہرہ یاب ہیں چنانچہ امم سابقہ کے سے عذاب نہیں آتے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ زیادہ نفع مومنین نے حاصل کیا اور نفع اخروی ہے اسلیے اس آیت میں مومنین کی تخصیص کی گئی جیسا اس آیت میں هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ باوجودیکہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہونا بھی ثابت ہے فقط ربط اوپر کئی مواقع پر ہزیمت مومنین کی علت اور حکمت مذکور ہو چکی ہے مثلاً اس آیت میں اِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ الخ اور اس آیت میں وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ الخ اور ان آیتوں میں وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ الی قولہ اِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ چونکہ مومنین کو ہزیمت کی سخت کلفت تھی اسلیے اگلی آیتوں میں اور عنوان سے اسی مضمون کی مکرر تاکید و تقریر فرماتے ہیں اور اسکے ضمن میں منافقین کی تشنیع بھی اور گو پہلے بھی ان کی تشنیع ہو چکی ہے لیکن یہاں دوسرے طور پر ہے تقریر علت و حکمت ہزیمت احد و تشنیع منافقین أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶۶﴾

النحو ولیعلم المؤمنین فی حاشیۃ البیضاوی عطف علی معنی فباذن اللہ عطف سبب علی سبب اقول لکن المعطوف علیہ سبب علۃ والمعطوف سبب حکمۃ فیحتمل ان یکون المعطوف علیہ مقدرا ویجعل حکمۃ للاذن (بمعنی الکلام) فباذن اللہ لیکون کذا من التمحیص واتخاذ الشہداء مثلا ولیعلم المؤمنین الخ واشرت الی ہذا الوجہ فی الفائدۃ اللغوی بحیل تحقق ویا فا فہم البلاغۃ قولہ فباذن اللہ سمی الارادۃ اذنا لانہا من لوازمہ من البیضاوی ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب قال عوقبوا یوم احد بما صنعوا یوم بدر من اخذہم الفداء فقتل منہم سبعون وفر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکسرت رباعیتہ وہشمت البیضۃ علی راسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللہ اولما اصابتکم مصیبۃ الآیۃ اقول والذی اخترتہ ایضا ہذا لا تعارض فی الاسباب المتعددۃ لمسبب واحد فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱۱ قولہ فی ترجمتہ ... یعنی ہو حاصل الترجمہ ... مرعیا فیہا المحاورۃ ... ۱۵ قولہ فی قولہ ... جزاء ہذا التفسیر بدیل ... المقام ۱۲ ۱۵ قو... ترجمہ من انفسہم ... کی جنس سے لبعد ... فی ہذا التفسیر ... کون من معمول ... یمکن ان یکون صد... بعد تعلقہا بالمقد... ۱۵ قولہ فی ترجمہ ... عظیم الشان حملا ... التعظیم ۱۲ ۱۵ ق... ف مومنین التی ... خاص کہنا ہوگا ... للعہد او تخصیص ... ۱۵ قولہ فی وجہ ... عنوان آخر اشار... علاوہ لزوم التکرار ... خصوصیات کل ... مختلفۃ ظاہر بالتد...

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ

اور اُن لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور اُن سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے

وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (۱۶۷-۱۶۸) اور جب (احد میں) تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم (بدر میں) جیت چکے تھے (کیونکہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بدر میں ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا تھا) تو کیا ایسے وقت میں تم (تعجبانہ کہ اعتراضاً) یوں کہتے ہو کہ (باوجود ہمارے مسلمان ہونے کے) یہ (ہار) کدھر سے ہوئی (یعنی کیوں ہوئی) آپ فرما دیجیے کہ یہ (ہار) خاص تمہاری طرف سے ہوئی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کرنے اور نہ ہارتے کیونکہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا) بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (جب تم نے اطاعت کی اپنی قدرت سے تمکو غالب کر دیا اور جب خلاف کیا اپنی قدرت سے تمکو مغلوب کر دیا) اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ (مسلمان و کفار) باہم (مقابلہ کے لیے) مقابل ہوئے (یعنی احد کے دن سو وہ مصیبت) خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی (چونکہ اس میں چند در چند حکمتیں تھیں جن کا بیان اوپر بھی آچکا ہے) اور (انمیں سے ایک حکمت یہ تھی) تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں (کیونکہ مصیبت کے وقت اخلاص و عدم اخلاص ظاہر ہو جاتا ہے جیسا اوپر بھی آچکا ہے) اور اُن لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور (ان سے شروع معرکہ کے وقت جبکہ تین سو آدمیوں نے اُن میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا جیسا پہلے آچکا ہے) یوں کہا گیا کہ (میدان جنگ میں) آؤ (پھر ہمت ہو تو) اللہ کی راہ میں لڑنا یا (ہمت نہ ہو تو گنتی ہی پوری کر کے) دشمنوں کا دفعیہ بن جانا (کیونکہ بہت سی بھیڑ دیکھ کر کچھ تو ان پر رعب ہو گا اور اس سے شاید ہٹ جاویں) وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے (لیکن یہ کوئی لڑائی ہے کہ وہ لوگ تم سے تین چار حصے زیادہ پھر انکے پاس سامان بھی زیادہ ایسی حالت میں لڑنا ہلاکت میں پڑنا ہے لڑائی اسکو نہیں کہتے حق تعالیٰ اسپر ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہ منافقین اس روز (جبکہ ایسا خشک جواب دیا تھا) کفر سے (ظاہراً بھی) نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ (پہلے سے ظاہراً) ایمان سے (کسیقدر) نزدیک تھے (کیونکہ پہلے سے گو وہ دل سے مومن نہ تھے مگر مسلمانوں کے سامنے موافقت کی باتیں بناتے تھے اس روز بے طرح چشمی غالب ہوئی کہ کھلم کھلا مخالفت کی باتیں منہ سے نکلنے لگیں اسلیے وہ پہلا اقرب الی الایمان بھی مبدل بہ قرب الی الکفر ہو گیا اور یہ قرب اس قرب سے زیادہ اسلیے ہے کہ موافقت کی باتیں ویسے ہی تھیں اسلیے زور دار نہ تھیں اور دل سے تھیں اسلیے عبارت بھی زور دار تھی) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو انکے دل میں نہیں (یعنی دل میں تو یہ ہے کہ ان مسلمانوں کا کبھی ساتھ نہ دیں گو لڑائی ڈھنگ ہی کی کیوں نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں (اس لیے انکے اس قول کا غلط ہونا لو نعلم قتالا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) یہ ایسے لوگ ہیں کہ (خود تو جہاد میں شریک ہوئے) اور اپنے بھائیوں کی نسبت (جو کہ مقتول ہو گئے گھر میں) بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (یعنی ہماری منع کی پروا نہ جاتے) تو (بے فائدہ) قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم (اس خیال میں) سچے ہو (کہ میدان میں جانے سے ہی ہلاکت ہوتی ہے کیونکہ قتل سے بچنا تو موت ہی سے بچنے کے لیے مقصود ہے جب وقت مقدر پر تم گھر بیٹھے بھی آجاتی ہے تو قتل بھی مقدر وقت سے نہیں ٹل سکتا۔ اس واقعہ میں بعض صحابہ کی عتاب کے بعد پھر تسلی کی گئی اس نافرمانی کے ہو جانے

النحو قوله وقيل عطف على نافقوا قوله قالوا لو نعلم في روح المعاني استيناف بياني كانه قيل فما صنعوا حين قيل لهم ذلك فقيل قالوا الخ قوله الذين قالوا لاخوانهم في روح المعاني او خبر لمبتدأ محذوف اي هم الذين او نعت للذين نافقوا او بدل منه قلت وحمل ترجمتي على اي وجه شئت وان كان ظاهر البيان الاول لكنه يكون اخذا بالحاصل على الوجهين الاخيرين لا يتعين الترجمة ولا ماسح البلاغة وليعلم الذين نافقوا في روح المعاني واعادة الفعل لتشريف المؤمنين

تنزيههم عن الانتظام في قرن المنافقين قوله لاتبعناكم لم يعتبره اي بالقتال اي والدفع لان اسنادهم لكمال الخطاء عند الاستاعدهم على الافصاح من روح المعاني قلت ولو تاملت في ترجمتي لذقت فيه هذه. قوله قاتلوا في سبيل الله فتصعدي فيه عندي الجزء الاول اي قاتلوا وادفعوا في سبيل الله فو قتي باعتبار البعض او المجموع كناية عن الجهاد مطلقا باعتبار ان جمله يكون لوجه الله تعالى لان المنافقين يستبعد منهم ارادتهم وجه الله ۱۲

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے انکو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنی پروردگار کے مقرب ہیں انکو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

وقف لازم

عطا فرمائی اور جو لوگ اُن کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں اُنکی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونیوالا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں۔

دسوکہ نہ کھاویں کہ ہم سے جو گناہ ہوتے ہیں انہیں بھی مشیت و حکمت الٰہیہ ہوتی ہے پھر غم کی کوئی بات نہیں بات یہ ہے کہ اول تو صحابہ سے قصداً ایسا ہو قصد مخالفت نہ تھا دوسرے اونپر ندامت اور غم کا بے انتہا غلبہ تھا جو اعلیٰ درجہ ہے توبہ کا اسلیے انکی تسلی کی گئی اور جو قصداً گناہ کرے پھر اوسپر کرے جرأت وہ مستحق تسلی نہیں بلکہ مستحق تخویف و وعید ہے خوب سمجھ لو اور یہ جو من عند انفسکم کے ترجمہ میں جو کہا گیا کہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا اور قید یہ تھا علی الاطاعۃ ہے جیسا ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے وقد وعدہم الفتح ان صبروا الخ کذا فی روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ اور ہیں اسکی تصریح اسلیے کی تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ جب وعدہ فتح تھا پھر کیوں شکست ہوئی اور یہ شبہ بھی نہ ہو کہ بعض جگہ باوجود امتثال اطاعت احکام کے مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں یہ شبہ اسلیے دفع ہو گیا کہ موعود لہم خاص حضرات تھے اس وعدہ خاص کا مطرد اور کلیہ ہونا لازم نہیں آیا۔ اور اس مقام پر مسلمانوں کے اس قول کے انی ہذا کی جواب میں چند وجوہ سے تسلی فرمائی۔ اول اصبتم مثلیہا کی قید بڑہائی اس میں اشارہ ہے کہ جس شخص کی دونی جیت ہو چکی ہو اگر ایکبار آدھی ہار ہو جاوے تو تعجب نہ چاہیے یا جیت تو لوازم انقلاب ایام سے ہے یہ مضمون قریب قریب اسکے ہے وتلک الایام نداولہا بین الناس دوسرا جواب من عند انفسکم میں ہے جو حاصل ہے حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم اور استزلہم الشیطان کا تیسرا جواب فباذن اللہ میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمیں حکمتیں تھیں اسلیے مشیت متعلق ہوئی جسمیں ایک حکمت کا بیان بھی مابعد میں فرما دیا۔ و لیعلم المؤمنین و لیعلم الذین نافقوا جو حاصل تھا ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم کا اور بعض حکمتوں کو مجمل چھوڑ دیا ہے بعض اوپر مذکور ہو چکیں تھیں مثلاً و یتخذ منکم شہداء۔ و لیمحص اللہ الذین آمنوا و یمحق الکافرین۔ و لیمحص ما فی قلوبکم اور جاننا چاہیے کہ اس آیت میں جو لیعلم المؤمنین و لیعلم الذین نافقوا آیا ہے اس کے معنی کی تحقیق شروع پارہ سیقول میں بذیل الا لنعلم من یتبع الرسول الخ اور اسی پارہ کے رکوع نہم میں بذیل آیت و لیعلم الذین آمنوا و یتخذ منکم شہداء گذر چکی ہے ضرور ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو صرف ہم نسب کہا گیا بخلاف سابق کے کہ وہاں تعمیم کی گئی وجہ اسکی یہ ہے کہ وہاں لیجعل اللہ ذلک حسرۃ قرینہ مجوزہ تھا ہم مشرب بھائیوں کے مراد لینے کے لیے جیسا کہ وہاں اسکی تقریر گذر چکی بخلاف یہاں کے کہ آیت مابعد میں شہدا کی فضیلت مذکور ہے قرینہ مانعہ ہے اس احتمال مذکور سے تو اس صورت میں منافقین کا یہ کہنا لو اطاعونا ما قتلوا تاسفاً ہو گا بلکہ مقتولین کی تسفیہ و تحمیق و تخسیر کی غرض سے ہو گا اسی لیئے اگلی آیت میں انکی اعلیٰ درجہ کی کامیابی بیان کر کے جواب دیا جاتا ہے اور جنہوں نے اخوانہم میں تعمیم لی ہے وہ آیت آئندہ کو اسپر محمول کرینگے کہ منافقین کے مقتولین گو شہدا نہ تھے لیکن چونکہ ان کے قول سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ شہدا خسارہ میں پڑتے ہیں اسلیے اس آیت میں اسکا ابطال کیا گیا اور نیز تعریض کو بھی مفید ہے کہ ان کے اخوان المشرب فی سبیل اللہ مقتول نہیں اگر ہوتے تو ان کو یہ فضائل نصیب ہوتے واللہ اعلم۔ فقط اور پچھلی آیتوں میں منافقین کے اس قول سے لو اطاعونا ما قتلوا دو امر مفہوم ہوتے تھے ایک یہ کہ گھروں میں بیٹھا رہنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہے اسکا جواب تو فادرءوا عن انفسکم الموت میں ارشاد فرمایا گیا دوسرا امر یہ کہ وہ ان شہدا کی موت کو موجب ناکامی و حرمان عن الحیوۃ واللذات بتلاتے تھے اس کے جواب کے لیئے اگلی آیت میں ان حضرات کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور حیوۃ حقیقیہ و تمتعات باقیہ کا اثبات فرماتے ہیں **اثبات حیات و تلذذ شہدا** کا **لاتحسبن**

الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

(حاشیہ) تحقیقات التفسیر: لہ قولہ فی اٰتاہ اللہ … تفسیرا ہو او شرح … الی نحو المعنی اللغوی فی ترجمۃ ما فقتہا نعمۃ … آہ

البلاغۃ یرزقون تاکید لحیوتہم ای انہا حقیقیۃ بحیث یاکلون بہا و یشربون ۱۲ الروایات فی لباب النقول روی احمد و ابو داؤد و الحاکم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر ترد انہار الجنۃ و تاکل من ثمارہا و تاوی الی قنادیل من ذہب فی ظل العرش فلما وجدوا طیب ماکلہم و مشربہم و حسن مقیلہم قالوا یا لیت اخواننا یعلمون ما صنع اللہ لنا لئلا یزہدوا فی الجہاد ولا ینکلوا عن الحرب فقال اللہ انا ابلغہم عنکم فانزل اللہ ہذہ الآیات و لا تحسبن الذین قتلوا الآیۃ و ما بعدہا ۱۲

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَّأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اسکے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضایع نہیں فرماتے -

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَّأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۱﴾ اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کیے گئے انکو (اور مردوں کی طرح) مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول) ہیں انکو رزق بھی ملتا ہے (اور) وہ خوش ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (و کرم) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسی بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی) اور جسطرح وہ اپنے حال پر خوش ہیں اسیطرح جو لوگ (ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور اسوجہ سے) انکے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) اُن سے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں اُنکی بھی اس حالت پر وہ (شہدا) خوش ہوتے ہیں کہ (اگر وہ بھی شہید ہو جاویں تو ہماری طرح) اُن پر بھی کسی طرح کا خوف (ناک سانحہ) واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہونگے (غرض انکو دو خوشیاں ہیں اپنی بھی اور اپنے تعلق والوں کی بھی آگے ان دونوں خوشیوں کا سبب بتلاتے ہیں) وہ (اپنی حالت پر تو) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے (جو انکے ساتھ مبذول ہے) اور (دوسروں کی حالت پر خوش ہوتے ہیں) بوجہ اس کے کہ (وہاں جاکر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے (بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے اسی درجہ کا اجر دیتے ہیں پس شہادت کہ افضل الاعمال ہے اسپر افضل اجر ملیگا جسکے لوازم میں سے ہے کہ اصلاً خوف و حزن نہو) **ف** حیات شہدا کی تحقیق شروع سیقول رکوع سوم میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ انکی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اسکے اثمار سے کھاتی ہیں رواہ احمد و ابو داؤد والحاکم عن ابن عباس مرفوعاً کذا فی لباب النقول میں کہتا ہوں کہ یہ حصہ انہار و ثمار کا کسی ایسے مقام سے ملتا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہیں آتا کہ جنت میں جاکر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاوینگے ربط اوپر غزوہ احد کا قصہ مذکور ہو چکا آگے اسی کے متعلق ایک دوسرے غزوہ کا ذکر ہے جو غزوہ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہے جسکی ابتدائی خبر کی طرف اس پارہ کے نصف کے ذرا قبل آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب الخ میں اشارہ تھا وہ یہ کہ جب کفار میدان سے مکہ کو واپس ہوئے تو رستہ میں جاکر اسپر افسوس کیا کہ ہم باوجود غالب آجانے کے ناحق لوٹ آئے سواب چلکر سب کا استیصال کردیں اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا اور پھر وہ مکہ ہی کی طرف ہولیے لیکن بعض راہگیروں سے کہہ گئے کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کے دلمیں ہمارا رعب جما دیا جاوے آپکو وحی سے یہ امر معلوم ہوگیا اور آپ انکے تعاقب میں مقام حمراء الاسد تک پہونچے اخرجہ ابن جریر عن السدی کذا فی روح المعانی بقیہ قصہ اوسکا یہ ہے کہ حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپ تین روز ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ شوال یوم دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ قیام فرمایا اور کفار مکہ کو رستہ میں اول معبد خزاعی مسلمانوں کے قیام گاہ کی طرف سے جاتے ہوئے مقام روحا میں ملے اسوقت تک معبد اسلام نہ لائے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے کفار مکہ نے ان سے مسلمانوں کی خبر پوچھی انہوں نے مسلمانوں کی خداداد شان و شوکت کو پورے الفاظ میں ادا کیا اس سے کفار کے حوصلے بالکل پست ہو گئے اور بدستور مکہ ہی جانے کے عزم پر قائم رہے پھر اتفاق سے انکو ایک قافلہ قبیلہ عبد القیس کا مل گیا جو مدینہ کو آنا تھا اُن لوگوں سے کفار مکہ نے کہا کہ تم اتنا کام کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر اُن لوگوں کے دلوں میں ہمارا خوف بٹھلا دینا اور کہدینا کہ انہوں نے یعنی ہم نے مسلمانوں کے استیصال کے لیے بڑا سامان جمع کیا ہے اور ہم عن قریب آکر انکا کام تمام کردینگے چنانچہ جسوقت ان لوگوں نے یہ خبر مسلمانوں کو پہونچائی سب نے بالاتفاق نہایت استقلال کے ساتھ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی انکے سامان و جمعیت سے کچھ اندیشہ نہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ بس ہے پھر خیریت سے مدینہ آگئے اور وہ فی روح المعانی عن ابن اسحق اور اتفاق سے اس مقام پر ایک قافلہ تجار کا گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال تجارت خرید فرما لیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں نفع دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفع ہمراہی مسلمانوں کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی عن ابن عباس کذا فی روح المعانی آیات آیندہ میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ اصابہم القرح میں ان ہمراہیوں کے تازہ زخمی ہونے کی طرف اور قال لہم الناس میں عبد القیس کی تخویف کی طرف اور ان الناس قد جمعوا لکم میں کفار مکہ کے مضمون مجوزہ کی طرف اور فزادہم ایمانا الخ میں مسلمانوں کے استقلال کی طرف فانقلبوا بنعمۃ الخ

البلاغۃ قولہ بنعمۃ و فضل لعلہ التفنن للتاکید لک ان یحمل بہا شنت علی النعمۃ الحسیۃ والآخر علی المعنویۃ الکلام قولہ اجر المومنین دل علی ان الایمان شرط قبول الاعمال لذا لم یقل المقتولین نکتہ ان المراد ان المقام ... لفضیلۃ ...

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ

جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین ان کے لیے ثواب عظیم ہے

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ

یہ ایسے لوگ ہین کہ لوگون نے ان سے کہا کہ ان لوگون نے تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے سو تمکو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالے کافی ہے اور وہی

وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

سب کام سپرد کرنیکے لیے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا بھی نہین آئی اور وہ لوگ رضاء حق کے تابع رہے اور اللہ تعالے

ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

بڑا فضل والا ہے — اس سے زیادہ کوئی بات نہین کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستون سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو

مین ثواب و نفع تجارت کی طرف اشارہ ہے۔ اور بعض مفسرین نے ان آیات کے متعلق دوسرا قصہ ذکر کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ احد کے لوٹتے وقت کفار کہہ گئے کہ سال آیندہ پھر بدر مین لڑائی ہوگی جہان سال گذشتہ بھی ہو چکی تھی لیکن پھر ان کی ہمت نہ پڑی ایک اعرابی کو کچھ روپیہ دینا کیا کہ تو مسلمانونکو ڈرا دے تاکہ وہ ڈر کر نہ آوین تو الزام انکے سر رہے لیکن مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر پہونچ گئے اور کفار نہ آئے وہان بازار لگا کرتا تھا مسلمانون نے خوب خرید و فروخت کیا جسمین نفع بھی ملا پھر صحیح سلامت اپنے گھر آ پہونچے اس غزوہ کا نام بدر صغری مشہور ہے اور بعض نے اس بدر صغری کے قصہ کو غزوہ احد کا تتمہ بنا دیا ہے باقی قصہ بجا لہا کہا ہوا ہے لیکن احقر نے پہلے قصہ کو اسلیے اختیار کیا کہ روح المعانی مین کہا ہے والی ہذا ذہب اکثر المفسرین دوسرے من بعد ما اصابہم القرح سے متبادر زخمون کی تکلیف کا اس وقت تک باقی رہنا ہے گو دوسری تفسیر پر یہ معنی ہو سکتے ہین کہ باوجودیکہ سال گذشتہ تکلیف اٹھائی تھی جس سے تھا خوف زدہ ہو جانیکا احتمال تھا واللہ اعلم اور اس تفسیر کے اختیار کر لینے سے غزوہ بدر صغری کا انکار نہین کرتے لیکن اسکو مدلول آیات قرآنیہ نہین کہتے قصہ غزوہ حمراء الاسد

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٥﴾

جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو (جبکہ تعاقب کفار کے لیے بلائے گئے) قبول کر لیا بعد اسکے کہ انکو (ابھی تازہ) زخم (لڑائی مین) لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین (اور واقع مین سب ہی ایسے ہین) ان کے لیے (آخرت مین) ثواب عظیم ہے یہ ایسے (مخلص) لوگ ہین کہ (بعض) لوگون نے (یعنی عبد القیس والون نے جو) ان سے (آکر) کہا کہ ان لوگون نے (یعنی اہل مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لیے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تمکو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس (خبر) نے ان کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ ہمکو حق تعالی (سب مہمات مین) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت) بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا بھی نہین آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ مین) رضائے حق کے تابع رہے (اسکی بدولت مجموع نعم سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالی بڑا فضل والا ہے (مسلمانو) اس سے زیادہ کوئی (قابل اندیشہ) بات نہین کہ یہ (مخبر فعلاً) شیطان ہے کہ اپنے (ہم مذہب) دوستون سے (تمکو) ڈرانا چاہتا ہے سو تم ان سے کبھی مت ڈرنا اور (صرف) مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو ف شرح مضمون کی تقریر ربط مین مفصل گذر چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ و رسول کے کہنے کو حالانکہ ظاہر مین حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کے لیے فرمایا تھا وجہ اسکی یہ ہے کہ آپکا فرمانا خدا کے فرمانے سے ہوتا تھا اسلیے اللہ و رسول کی طرف نسبت صحیح ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ ان مین جو نیک اور متقی ہین حالانکہ نصوص و اخبار سے ان سب حضرات کا ان صفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی ہے اور خود آیت مین بھی جب ان سب کے لیے استجابت ثابت کی گئی تو محسن و متقی ہونے مین کیا شبہ رہا پس مقصود اس فرمانے سے تقیید نہین بلکہ انکی مدح اور انکے لیے ان وصفون کا ثابت کرنا اور اجر عظیم کی علت بیان کرنا ہے کہ یہ مستحق اجر عظیم ہین

النحو الذین استجابوا مبتدأ والخبر للذین احسنوا وضعا للمظہر موضع المضمر ای لہم ۱۲

الملحقات الترجمة
۱؎ قوله فی ترجمة قال لهم الناس بعض لوگون نے اشارة الی ان اللام للجنس الشامل للقليل والكثير فصح ارادة واحد منهم
۲؎ قوله فی ترجمة ان الناس ان لوگون نے اشارة الی ان اللام للعهد
۳؎ قوله فی ترجمة فاخشوهم
۴؎ قوله فی ترجمة ایمانا جوش ایمان
۵؎ قوله فی ترجمة الوکیل
۶؎ ترجمة قوله سوء
۷؎ قوله فی ترجمة رضوان
فافهم ۱۲

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ

اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلاً بہرہ

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ

نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی ۔ یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہو جاوے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی

اسکی علت ان کا محسن و متقی ہونا ہے کیونکہ استجابت بھی احسان اور تقوی کا اثر ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر منافقین کی بے وفائی اور بد خواہی کا مذکور ہو چکا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر انکی ان حرکات سے رنج ہوا ہوگا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں آپکو تسلی دیتے ہیں اور اسکے ساتھ ضمناً و طبعاً جمیع کفار کے معاملہ کے متعلق خواہ کوئی ہو آپکی تسلی فرماتے ہیں تاکہ آپکے قلب پر اب یا آیندہ ان کی اور دوسروں کی طرف سے کبھی صدمہ نہ ہو

تسلیہ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ منافقین و کفار وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر کی باتوں میں جا پڑتے ہیں (جیسے منافقین کہ ذرا مسلمانوں کا پلہ ہلکا دیکھا فوراً ہی کفر کی باتیں کھلم کھلا کرنے لگتے ہیں جیسا انکے اقوال و احوال مذکورہ بالا سے معلوم ہوا) یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے (اور آپکو زیادہ رنج اس سے ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی قوت و ترقی میں کچھ ضعف و خلل نہ آجاوے جب یقیناً معلوم ہو گیا کہ دین کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہو سکتا پھر آپ کیوں رنج کریں اور اگر وجہ رنج کی یہ ہے کہ گو دین کو ضرر نہیں مگر خود ان کا تو ضرر ہے پھر یہ ایسے کام کیوں کرتے ہیں جس سے انکی عاقبت برباد ہو تب بھی رنج نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تکویناً) یہ منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلاً بہرہ نہ دے (جب یہ امر مقدر ہو چکا تو پھر ان سے امید موافقت کی بیکار ہے اور رنج امید کے خلاف سے ہوتا ہے جب ان سے امید ہی نہ رکھی جاوے پھر رنج بھی نہ ہوگا) اور (صرف یہی نہیں کہ آخرت میں نعمتوں سے خالی محروم ہی رہیں مگر سزا نہ ہو بلکہ حرمان کے ساتھ) ان لوگوں کو سزائے عظیم (بھی) ہوگی (اور جیسا یہ گروہ خاص دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتے اسی طرح) یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان (کو چھوڑ کر اس) کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے (خواہ منافق ہوں خواہ کافر مجاہر ہوں خواہ پاس کے ہوں خواہ دور کے ہوں) یہ لوگ (بھی) اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے (پس آپ کو کسی کی طرف سے فکر و رنج نہ چاہیے) اور ان (سب) کو (پہلوں کی طرح) دردناک سزا ہوگی

ف اگر کسی کی طبیعت میں اس جگہ مسئلہ تقدیر کے متعلق خلجان پیدا ہو تو شروع سورہ بقرہ آیت ان الذین کفروا الی قولہ عذاب عظیم کی تفسیر ملاحظہ فرمالیں ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کفر کو مستحق عذاب عظیم و الیم فرمایا ہے چونکہ وہ لوگ اسکے منکر تھے اور یہ استدلال کیا کرتے کہ جب ہم یہاں آرام و آسایش میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناخوش نہیں ہیں پس وہاں بھی اگر آخرت کوئی چیز ہے تو آرام میں رہینگے ورنہ یہاں عذاب سے کیوں چھوٹے جاتے جیسا یہ مضمون ان آیات سے معلوم ہوتا ہے لو شاء اللہ ما اشرکنا - لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء - ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الخ وغیرہا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں اس خیال کا ابطال فرماتے ہیں ابطال زعم اہل کفر در باب امہال از عذاب در دنیا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اللغات فی روح المعانی الاملاء فی الاصل اطالۃ المدۃ والملاء الحین الطویل ومنہ الملوان للیل والنہار لطول تعاقبہما ۱۲

النحو الذین کفروا فاعل یحسبن و ما فی انما المفتوحۃ مصدریۃ وہی مع خبرہا ای خیرسادٍ مسد المفعولین والتقدیر ولا یحسبن الکافرون ان املاءنا خیر لہم و فی قراءۃ ولا تحسبن بالخطاب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان المقصود التعریض بہم اولحسبوا ما ذکر او لکل سامع

فالفاعل ضمیر الخطاب والذین مفعول لہ وانما نملی الخ بدل اشتمال منہ وحیث کان المقصود بالذات ہو البدل وکان ہہنا مما یسد مسد المفعولین جاز الاقتصار علی مفعول واحد وکلمۃ انما الثانیۃ بالکسر ای للحصر ۱۲ البلاغۃ فی روح المعانی یتضمن معنی المسارعۃ معنی الوقوع تعدت بفی دون الی الشائع تعدیتہا بہا کما فی سارعوا الی مغفرۃ واوثر ذلک للاشعار باستقرارہم فی الکفر ودوام ملابستہم لہ فی مبدء المسارعۃ ومنتہاہا کما فی قولہ تعالی فی المؤمنین یسارعون فی الخیرات واما ایثار الی فی آیۃ فلان

المغفرۃ والجنۃ منتہی المسارعۃ وغایتہا الخ اختلاف القراءۃ یحزنک من الافعال وحزن واحزن ہما بمعنی واحد ۱۲

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ بعد ترجمہ یسارعون جیسے منافقین اشارۃ الی ان المسارعین لا ینحصرون فیہم لقولہ تعالی علی بعض التراکیب
اما ان اشارۃ لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا آمنا بافواہہم ولم تؤمن قلوبہم ومن الذین ہادوا ... لکال ان لا استقام ... ۱۲ ۲ قولہ ترجمۃ لن یضروا اللہ ... الی ان المراد باضرار اللہ اضرار دینہ ... قولہ فی ترجمۃ شیئاً ذرہ ... اشارہ الی انہ مفعول ... ای ضرراً شیئاً دال ان ... ۱۲ ۳ قولہ ... لن یضروا اللہ ... اشارۃ الی سبب حزنہ ... علیہ وسلم ... ۴ قولہ فی ترجمۃ ... تاکید بہ لان لفظ ... تعلیق ... ۵ قولہ فی ترجمۃ ... تحت النفی ۱۲ ... فی ترجمۃ اشتروا ... اشارۃ الی ... لا اشتراء ہناک ... لہم الایمان و ... ۶ قولہ ... العذاب ... الکبیر ۱۲

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے تمیز نہ فرمادے ۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۟

ولیکن ہاں جسکو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں انکو منتخب فرما لیتے ہیں پس اب اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے

اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا اُن کو (عذاب سے) مہلت دینا (کچھ) اُن کے لیے بہتر (اور مفید) ہے (ہرگز نہیں) بلکہ ہم اُنکو صرف اسلیے مہلت دے رہے ہیں جس میں (زیادت عمر کی وجہ سے) جرم میں (کفر میں) اُنکو اور ترقی ہو جاوے (تاکہ یکبارگی پوری سزا ملے) اور (دنیا میں اگر سزا نہ ہوئی تو کیا ہوا آخرت میں ضرور) اُنکو توہین آمیز سزا ہوگی ف اس آیت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسی لیے مہلت دی ہے کہ اور زیادہ جرم کریں تو پھر زیادہ جرم کرنے سے خفا کیوں ہوگا اصل یہ ہے کہ یہ فرمانا ایسا ہے جیسے کوئی لڑکا مکتب میں بیٹھا کھیلتا رہے اور استاد کو کئی بار سمجھا نے نہ مانے استاد غصہ میں آکر خاموش ہو جاوے اور پھر نہ کہے کہ بس پھرنے کا وقت آویگا اسوقت کٹھا سمجھونگا اور اسپر وہ نادان لڑکا فخر کرے کہ استاد مجھکو اسلیے نہیں مارتا کہ مجھکو بہت چاہتا ہے اور اسوقت اس لڑکے کہا جاوے کہ نہ مارنا اسلیے نہیں بلکہ اسلیے ہے تاکہ تو خوب بیٹھا کھیلتا رہے اور وقت چھٹی یاد رکھیو اور خوب پیٹا جاوے پس عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ سزا کر نیکا ہے جو کہ سبب السبب ہے کلام میں قائم مقام سبب کے کر دیا اگر یہ اسی طرح اصل سبب اہمال کا ارادہ زیادہ عقوبت ہے لیکن اس سبب کے سبب یعنی زیادہ اثم کو جو باعتبار عبد ہے قائم مقام سبب بغرض افادہ بلاغت کلام کر دیا گیا اور جاننا چاہیے کہ اہمال کے غیر نافع ہونے میں جو تخصیص کفار کی کیگئی وجہ اسکی یہ ہے کہ مسلمان کو جسقدر عمر زیادہ ملتی ہے اگر نیکی کرے تو اسکے لیے فائدہ ہے کہ زیادہ طاعت کرے اور زیادہ مستحق درجات ہو البتہ اگر اسلام کے ساتھ اقتضا ہی ہو کوئی عمل نہ کیے تو اور بات ہے مومن کو بحیثیت ایمان فائدہ ہی ہے بخلاف کافر کے کہ اسکو بحیثیت کفر کے ضرر ہی ہے البتہ اگر کفر سے رجوع کر لے اور ایمان سے مشرف ہو جاوے تو اور بات ہے پہلی آیت میں اہل کفر پر عذاب نہ آنے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ مردود نہ ہونگے ورنہ عذاب آجاتا اور اوپر کی آیت میں اسکو رفع فرمایا اسی طرح مسلمانوں پر بعض سختیاں آنے سے جیسا احد میں آئیں وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبول ہوتے تو ان پر سختیاں کیوں آتیں اگلی آیت میں ان شدائد کی حکمتیں اور مصلحتیں بیان کرنے سے اس وسوسہ کو دفع فرماتے ہیں حکمت شدائد بر مومنین در بعض احیان مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت (اختلاط و عدم امتیاز منافقین و مخلصین) پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم سب اب (موجود) ہو (بلکہ واقعات و شدائد کا نازل ہونا اسوقت تک ضروری ہے) جب تک کہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مومن مخلص) سے تمیز نہ فرمادیں (اور یہ تمیز شدائد سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کئی بار اسکی تقریر آچکی ہے) اور (اگر تمکو یہ وسوسہ ہو کہ بلا نزول شدائد بھی نزول وحی الی الرسول سے یہ تمیز سہل ہے کہ بتلا دیا جاتا کہ فلاں فلاں منافق ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (بمقتضائے حکمت) ایسے امور غیبیہ پر تمکو (بلا واسطہ وقوع حوادث وغیرہ) مطلع نہیں (کرنا چاہتے) ولیکن ہاں جسکو (اسطرح مطلع کرنا) خود چاہیں اور (ایسے حضرات) وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں انکو (اسطرح مطلع کرنیکے لیے اپنے بندوں میں سے) منتخب فرما لیتے ہیں (اور تم پیغمبر ہو نہیں سو تمکو ہم اسطرح ایسے امور کی کیوں اطلاع دیں البتہ واقعات ایسے نازل فرماتے ہیں جسکے واسطے سے بطور استدلال کے یہ تمیز ظاہر ہو جاوے اور جب کفار پر دنیا میں عذاب نازل نہ ہونے کی اور مومنین پر بعض شدائد نازل ہونیکی حکمت

طبقات الترجمۃ
[illegible]

النحو واللام في ليذر متعلقة بمحذوف هو الخبر لكان والفعل منصوب بان مضمرة بعدها كما ذهب اليه البصريون اي ما كان الله مريدا لان يذر المؤمنين [illegible]

[illegible]

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ

بے شک اللہ تعالی نے سن لیا ہی ان لوگون کا قول جنھون نے یون کہا کہ اللہ تعالی مفلس ہی اور ہم مالدار ہین ہم انکے کہی ہوئے کو لکھ کر رہین گے اور انکا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہین گے

وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝

کہ چکھو آگ کا عذاب | یہ اُن اعمال کی وجہ سے ہی جو تمنے اپنی ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہی کہ اللہ تعالی بندون پر ظلم کرنے والے نہین

حدیث بخاری مین آئی ہی حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکو خدا تعالی مال دے اور وہ اسکی زکوۃ ادا نہ کرے تو وہ اوسکا مال قیامت کے روز ایک زہری سانپ کی شکل بنا کر اسکے گلے مین ڈال دیا جاویگا اور وہ اوس شخص کی باچھین پکڑیگا اور کہیگا کہ مین تیرا مال ہون تیرا سرمایہ ہون پھر حضور نے یہ آیت پڑھی اھ بیہ احقر کہتا ہی کہ ترجمہ مین جو یہ قید لگائی گئی کہ ضروری موقعون پر ان سے ایسے ہی حقوق واجبہ زکوۃ وغیرہ مراد ہین پس حدیث مین تخصیص زکوۃ کی تمثیلا ہی حصر نہین چنانچہ روح المعانی مین ایک حدیث نقل کی ہی جسمین ایسی ہی وعید ذی رحم کو نہ دینے پر آئی ہی کیونکہ ذی وسعت پر ذی رحم عاجز کی اعانت بھی واجب ہی۔ اور کوئی شخص یہ شبہہ کرے کہ گو آیت بوجہ عموم الفاظ کے یہود کو شامل ہو سکتی ہی لیکن کفار کا مکلف بالفروع نہ ہونا قرینہ مانعہ ہی جواب یہ ہی کہ جو علماء اسکے قائل ہین انکے قول پر یہ توجیہ ہو سکتی ہی کہ یہود کا یہ بخل ناشی تھا ان کے کفر یا ان کے تکذیب سے اور وعدہ جزاء سے پس یہ وعید معنی کفر پر ہی جسکے ترک کے وہ مکلف ہین خوب سمجھ لو ربط اس تنبیہ کے بعد آگے مقصود مقام کا بیان ہی یعنی بیان گستاخی یہود لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۱؎ بے شک اللہ تعالی نے سن لیا ہی ان (گستاخ) لوگون کا قول جنھون نے (ازراہ استہزاء) یون کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالی مفلس ہی اور ہم مالدار ہین (اور صرف سنے پر اکتفا نہین کیا جاویگا بلکہ) ہم ان کے کہے ہوئے کو (ان کے نامہ اعمال) لکھ کر رہین گے اور (اسیطرح) ان کا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی (ان کے نامہ اعمال مین لکھا جاویگا) اور ہم (انپر سزا جاری کرنے کے وقت بطور جتلانے کے) کہین گے کہ (لو) چکھو آگ کا عذاب (اور انکو روحانی الم دینے کے لیے یہ بھی اسوقت ان کہا جاویگا کہ یہ (عذاب) ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہی جو تم نے اپنی ہاتھون سمیٹے ہین اور یہ امر ثابت ہی ہی کہ اللہ تعالی بندون پر ظلم کرنے والے نہین (سو اللہ تعالی نے بے جرم تمکو سزا نہین دی) ف ظاہر ہی کہ یہود کا اس بیہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہوگا لیکن یہ بات انہون نے استہزاء کہی اور مقصود اس سے تکذیب تھی آیات قرآنیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اسکی تائید بھی ہوتی ہی پس ان کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتون کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہی اور یہ لازم باطل ہی پس ان آیتون کا مضمون صحیح نہین خود یہ تکذیب قرآن بھی کفر ہی پھر اسکی بصورت استہزاء تقریر کرنا یہ اور کفر پر مزید کفر ہی کیونکہ خود استہزاء بلا تکذیب بھی کفر ہوتا ہی سو دونون کا جمع ہونا اور اشد ہو گیا اور گو مناظرات مین اہل حق کے کلام مین بھی ایسی تقریرات سے لوازم کے ابطال سے ملزومات کا ابطال کیا جاتا ہی لیکن وہان تکذیب یا استہزاء امر باطل کے ساتھ متعلق ہوتا ہی لہذا وہ موجب محذور نہین اور یہان تکذیب و استہزاء امر حق کا تھا لہذا محل وعید ہوا خوب سمجھ لو۔ اور نامہ اعمال مین درج کرا دینے مین یہ حکمت ہی کہ مادۂ مجرم پر زیادہ حجت ہو جاتا ہی ورنہ حق تعالی کو احتیاج نہین پس ایسے امور کا انکار یا تاویل کرنا محض کفر یا بدعت ہی

لحقات الترجمہ

۱؎ قولہ فی ترجمۃ وان اللہ اور یہ امر ثابت ہی الخ اشارۃ الی انہ فی محل الرفع علی انہ خبر لمبتدا محذوف والجملۃ اعتراض تذییلی مقرر لمضمون ما قبلہا ای والامر انہ تعالی لیس بمعذب لعبیدہ من غیر ذنب منہم نقلہ فی روح المعانی عن شیخ الاسلام واختصر علی ترکیب العطف وان لم یکن فیہ ضعف لا فی راجحۃ اسہل و ابلغ الامراد اللہ واجوابہ تعلمت فی روح المعانی

الہیامنۃ قولہ لقد سمع اللہ تخصیص ہذا القول بالسماع مع انہ تعالی سمیع لجمیع المسموعات کنایۃ تلویحیۃ عن الوعید لان السماع لازم العلم بالمسموع وہو لازم الوعید فی ہذا المقام اھ قلت اما تخصیص مادۃ السماع لانہ یناسب القول۔ قولہ سنکتب ای فی الصحائف فالاسناد مجازی لان الکاتبین ہم الملائکۃ والکتابۃ حقیقیۃ او مستحفظ فی علمنا ولا نہملہ فالاسناد حقیقیۃ والکتابۃ مجاز والسین للتاکید۔ قولہ عذاب الحریق والحریق بمعنی المحرق والاضافۃ بیانیۃ او الاضافۃ للسببیۃ التنزیلہ منزلۃ الفاعل قولہ ذوقوا ہو وجود الطعم فی الفم واصلہ فی تناول القلیل کالاکل فی الکثیر ثم اتسع فیہ فاستعمل لمطلق الادراک لسائر المحسوسات والحالات والنکتۃ فیہ ہہنا لان العذاب علی مجلہم فی المال و غالب حاجۃ الانسان الیہ لتحصیل المطاعم کلہ من روح المعانی قولہ ذلک بما قدمت قلت واتی بالاشارۃ البعیدۃ لان العذاب اذ ذاک یکون مشاہدا محسوسا۔ قولہ لیس بظلام وصیغۃ المبالغۃ لتاکید معنی کمال نزاہتہ تعالی عن ذلک بابراز التعذیب بغیر ذنب فی صورۃ المبالغۃ فی الظلم اخذ من روح المعانی وتقریرہ ان کثرۃ الظلم تنبیہ لبیان ما نفیت عنہ تعالی القبح ولما کان تعالی کاملا فی التنزہ فنفی الظلم متکثرۃ فانتفی بانتفاہا فافہم حق الفہم۔

وبتوجیہ الہیاۃ المذکورۃ للنسبۃ کما ان ای لانسب الی الظلم اصلا ۱۲

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا　کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجیے کہ بالیقین

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو

اور انبیا علیہم السلام کے قتل کا مضمون اسکے ساتھ ذکر فرمانا اس امر کے بتلانے کیلیے ہے کہ اس قول میں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تکذیب ہی کی ہے تو جرائم میں ایسے بیباک ہیں کہ تکذیب سے گذر کر انبیا کو قتل تک کر چکے ہیں سو ایسوں سے نری تکذیب و یا استہزا کا کیا تعجب ہے۔ اور یہ شبہ کہ قتل تو انکے بڑوں نے کیا تھا انہوں نے تو نہیں کیا اسکا جواب پارہ الم کے نصف پر معاملہ نوزدہم کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ اور بے جرم سزا دینا گو حق تعالیٰ کے مالک اور مختار ہونے کے اعتبار سے واقع میں ظلم نہیں لیکن ارحم الراحمین ہیں صورۃً ظلم بھی منتفی ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ اس مقام پر ان کی گستاخی پر صرف وعید فرمائی ہے اور ان کے اعتراض کے مقدمات کے جواب کی تصریح نہیں فرمائی گئی کیونکہ وہ مقدمات بدیہی البطلان ہیں اور وہ اعتراض محض مغالطہ اور افترا تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا تر غیب انفاق فرمانا ہمارے ہی نفع کیلیے ہے نہ کہ اپنے نفع کے لیے اگر اسکو سوال مستعار کہا جاوے اور اسکو قرض و غیرہ کہدینا مجاز محض ہے مبالغہ ایفاء جزا کیلیے ربط اوپر کی آیتیں شاید یہود ہی سے ایک امر مذکور تھا دوسرا امر ان ہی شنایع میں انکے ذکر ہوتا ہے افترا ہے الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (وہ) یہود ایسے لوگ ہیں کہ (بالکل جھوٹ تراش کر) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو (بواسطہ انبیا) ارشاد حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر (کے مدعی) پر اعتقاد (اسکے پیغمبر ہونے کا) نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ (خاص) نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو (آسمانی) آگ کھا جاوے (پہلے بعض انبیاء علیہم السلام کا یہ معجزہ ہوا ہے کہ کوئی چیز جاندار یا غیر جاندار اللہ نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھدی غیب سے ایک آگ نمودار ہوئی اور اس چیز کو جلا دیا مطلب یہ کہ آپ نے یہ معجزہ ظاہر نہیں فرمایا اسلیے آپ پر ایمان نہیں لاتے حق تعالیٰ اسکا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ فرما دیجیے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل (معجزات وغیرہ) لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم (اس امر میں) سچے ہو (جو تمہارے اس قول کا مطلب اور اس سے لازم آتا ہے) ف ان یہود کے اس دعوے کے دو جزو ہیں۔ ایک صریح ان اللہ عہد الینا دوسرا اس سے لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ یہ معجزہ ظاہر فرماتے　تو ضرور آپ پر ایمان لے آتے پس جزو اول کا جواب تو یہ ہے کہ تم مدعی ہو تم ہی دعوے کا اثبات ضروری ہے ورنہ دعوی بلا دلیل غیر مسلم ہے اور یہود کے پاس اسکی کوئی دلیل نہ تھی افترا محض تھا البتہ بعض انبیا سے یہ معجزہ ظاہر ضرور ہوا لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ سب انبیا پر ایمان لانے کیلیے یہ شرط بھی ہو البتہ مطلق معجزہ یا کسی نبی ثابت النبوت کی علامت کا مصداق ہونا واقعی شرط ہے سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں یہ دونوں امر علی وجہ الکمال والوضوح مجتمع تھے لیکن یہ جواب اسلیے ذکر نہیں کیا گیا کہ بہت ظاہر تھا اسلیے صرف دوسرے جزو کے جواب پر اکتفا کیا گیا جسکی تقریر آیت میں موجود ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر تم اس امر میں صادق ہوتو جن انبیا میں یہ معجزہ موجود تھا ان پر کیوں نہ ایمان لائے یہانتک کہ تکذیب سے گذر کر قتل تک کر دیا خصوص ایسی حالت میں کہ ان میں اور معجزات بھی تھے جن سے اقتضاء وجوب ایمان کا اور بڑھ گیا تھا اور یہ شبہ کہ قتل ان کے بڑوں نے کیا اسکا جواب اوپر کی آیت کے ذیل میں سمجھ لیا جاوے۔ اور یہ شبہ کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ درخواست محض عناداً تھی دل سے انکا قصد نہ تھا کہ ایسا ہونے سے ایمان لے آویں گے۔ دوسرے مدعی کے ذمہ مطلق دلیل ہے دلیل خاص نہیں ہے پارہ الم میں معاملہ سی و سوم و چہلم دیکھ لینے سے اسکی اور توضیح ہو سکتی ہے ربط چونکہ اوپر یہود کے دو قول جو مذکور ہیں قالوا ان اللہ فقیر الخ قالوا ان اللہ عہد الینا الخ ان سے مقصود انکا تکذیب کرنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے طبعاً آپ کو رنج ہوتا تھا نیز اور کفار بھی اس تکذیب میں شریک تھے جس سے اور رنج بڑھتا تھا لہذا آیت آیندہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں

نہ المعجزۃ الی البینات دقولہ بالذی قلتم یکون تخصیصا بعد تعمیم اہتماما بشانہ لکون الکلام فیہ ۱۲

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر ہر جاندار کو موت کا

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا

مزہ چکھنا ہے　اور تمکو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملیگی　تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا　اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکذیب کفار فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ سو اگر یہ (کفار) لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (غم[۱] نہ کیجیے کیونکہ) بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور (چھوٹے چھوٹے) صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر (جب اونکی بھی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر کیا غم) ف یعنی بعضے صرف معجزے لائے بعضے چھوٹی کتابیں بعضے بڑی کتاب جیسے توراۃ و انجیل اور چونکہ کتاب سے بڑی کتاب مراد ہے اور بڑی کتاب شان اور مضامین میں زیادہ ہوگی اسلیے اسکی صفت میں منیر بڑہایا کہ اسمیں شان و مضامین دونوں کے اعتبار سے معنی ظہور کے زیادہ ہیں ربط اوپر مکذبین کا بیان تھا آگے مکذبین کی وعید ایک عام عنوان سے مذکور ہے جسمیں مصدقین کے لیے بشارت بھی آگئی وعید مکذبین و وعد مصدقین كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (تم[۲] میں) ہر جان (دار) کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے اور (مرنے کے بعد) تمکو پوری پاداش تمہاری (بھلائی برائی کی) قیامت[۳] ہی کے روز ملیگی (سو دنیا میں اگر اسکا ظہور نہ ہوا تو مکذب مامون نہ ہو اور مصدق مایوس نہ ہو کہ اُس پاداش کی تفصیل ہے) تو (قیامت کے روز) جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا (علی ہذا القیاس جو جنت سے جدا رہا اور دوزخ میں بھیجا گیا پورا ناکام وہ ہوا) اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کا سودا (ہوتا) ہے (جسکی ظاہری آب و تاب کو دیکھکر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اُسکی قلعی کھلجاتی ہے اسیطرح دنیا کی چاک و ماک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیے) ف تقریر آیت کی ظاہر ہے اتنا جان لینا چاہیے کہ یہ جو فرمایا ہے جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداءً بچالیا جاوے یا بعد سزا کے اسمیں سب مسلمان آگئے اور انکے پورے کامیاب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کے لیے ہر طرح کی نعمتیں پاوینگے پس اس بنا پر اسکے مقابل میں جو واقع ہے کہ جو جنت سے جدا رہا اُس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کے لیے جدا رہا پس یہ خاص ہوگا کفار کے ساتھ اور اُسکا پورا ناکام ہونا اسلیے ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب نہ ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ دھوکہ کا سودا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ دنیوی زندگی سب کے لیے مضر ہے مطلب تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ یہ اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی کریم النفس یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت نہ کرے بلکہ غنیمت سمجھ کر سچ ڈالے چنانچہ اہل عقل اس حیاۃ اور اسکے متعلقات کے عوض اللہ تعالی سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں قال اللہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ غم نہ کیجیے اشارۃ الی حذف الجزاء لان المذکور لا یصلح ان یکون جزاء ۱۲

[۲] قولہ تم میں زادہ للاشارۃ بان الکلام فی الثقلین فلا یشکل استثناء من شاء اللہ من الصعق بعموم النفس فافہم ۱۲

[۳] قولہ تمہاری بھلائی برائی اشارۃ الی ان الاجور فی الآیۃ عام بمعنی الجزاء کما فی روح المعانی ۱۲

قولہ قیامت ہی الحصر مستقیم ومن انما ومعناہ ان الجزاء لا یوفی قبل القیامۃ کملا نعم قد یوجد من الجزاء بعضہ اما فی الدنیا واما فی القبر

اللغات الزبر فی القاموس الزبر المنع والنہی وبالکسر المکتوب الزبور والکتاب بمعنی المزبور اھ قلت وقال بعضہم سمی الکتاب بہا لانہ یزجر ویمنع بما فیہ من المواعظ عن القبیح وفسرہا ہنا بالصحف لقرینۃ المقابلۃ ولیؤیدہ القراءۃ وبالزبر باعادۃ الجار فانہ انقطع لاحتمال الاتحاد منیر فی القاموس نار نورا وانار واستنار اھ فکلہا لازم۔ فی روح المعانی المتاع ما یتمتع بہ وینتفع بہ مما یباع ویشتری وقد شبہہا سبحانہ بذلک المتاع الذی یدلس بہ علی المستام ویغرر حتی یشتریہ اشارۃ الی غایۃ رونقہا مع عدم الحسن النظر فیہا والغرور مصدر اھ قلت وقد اوضح المراد من کونہا متاع غرور قلت لو قدر المضاف قبل الحیاۃ ای شہواتہا ولقیدہ بالمذموم منہا لم یحتج الی توجیہ ما یوہم الظاہر من کونہا مضرۃ بل یلتزم ہذا الظاہر لان الشہوات المذمومۃ مضرۃ لا محالۃ وانما لم اختر ہذا الوجہ فی الترجمۃ لما فیہ من تکلف الحذف الزائد ہو خلاف الاصل وہذا معنی قول من قال ان ہذا التشبیہ بالنسبۃ لمن آثرہا علی الآخرۃ واما من طلب بہا الآخرۃ فہی لہ متاع البلاغ وفی الخبر نعم المال الصالح للرجل الصالح کذا فی روح المعانی۔

قلت کان ہذا القائل اشار الی ما ذکرا لی تقدیر المضاف وتخصیصہا بالمذموم فتدبر ۱۲

البلاغۃ ذائقۃ الموت المراد بہ نازل بہا وعبر بالذوق مبالغۃ ۱۲

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى

البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں اور ان لوگوں

كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ

سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝

ظاہر کر دینا اور اسکو پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اسکو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اسکے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہے جسکو وہ لوگ لے رہے ہیں

ربط اوپر یہود کی گستاخی کا بیان تھا جسکا قصہ تقریر ربط آیت ولا تحسبن الذین یبخلون میں مذکور ہوا اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہی گفتگو فنحاص یہودی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی کے روبرو کی تھی آپکو سخت غصہ آیا اور اسکے ایک طمانچہ بھی مارا اس قصہ میں یہ اگلی آیت نازل ہوئی کہ ہمیشہ ایسی ایسی اور بہت سی سنو گے تحمل کرنا چاہیے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ ابن ابی حاتم وابن المنذر عن ابن عباس اور لباب ہی میں ایک اور شان نزول بھی مذکور ہے کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی کی شان میں ہجو کے اشعار کہا کرتا اسپر یہ اگلی آیت نازل ہوئی کذا ذکرہ عبد الرزاق عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک میں کہتا ہوں کہ دونوں قصوں میں امر مشترک ایک ہی ہے کہ آیت میں قبائح یہود کا بیان ہے اور مسلمانوں کو تعلیم صبر اور چونکہ یہود کے ساتھ ایذاء مسلمین میں مشرکین بھی شریک تھے انکا بھی ساتھ میں ذکر بڑھا دیا اور چونکہ صبر و ثبات کچھ ایذا ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع حوادث میں مامور بہ ہے لہٰذا اموال و نفس کا ذکر بھی ملا دیا اور اسمیں بالخصوص ایک لطافت اور بڑھ گئی کہ واقعہ احد میں جس پر آیات سابقہ کا مشتمل ہے مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان بہت پہونچا تھا قتل بھی ہوئے غنائم بھی فوت ہوئے **تعلیم صبر مسلمانان در ایذاء یہود و نصاریٰ** لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ ابھی کیا ہے البتہ آگے (آگے) اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں (کے نقصان) میں اور اپنی جانوں (کے نقصان) میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے (بھی) جو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دیے گئے ہیں (یعنی اہل کتاب سے) اور ان لوگوں سے (بھی) جو کہ مشرک ہیں اور اگر (ان مواقع پر) صبر کرو گے اور (خلاف شرع امور سے) پرہیز رکھو گے تو (تمہارے لیے اچھا ہوگا کیونکہ) یہ (صبر و تقویٰ) تاکیدی احکام میں سے ہے (اور تاکیدی احکام پر عمل کرنا ہی اچھا ہے) **ف** آزمانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے حوادث پیش آتے رہیں گے اسکو مجازاً آزمانا کہہ دیا ورنہ اللہ تعالیٰ آزمانے کی حقیقی معنی سے پاک ہیں کیونکہ وہ عالم الغیب ہیں اور صبر کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تدبیر نہ کرو یا موقع انتقام میں انتقام نہ لو یا موقع قتال میں قتال نہ کرو بلکہ حوادث سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ انہیں تمہارے لیے منافع و مصالح ہیں۔ اور تقویٰ یہ کہ خلاف شرع امور سے بچو گو تدبیر بھی کیا کرو پس آیات صبر و آیات قتال میں تعارض نہیں کہ احتیاج نسخ ہو اسیطرح حضرت صدیق کا غضب بھی بنا بر تادیب بھی خلاف صبر نہیں تھا اور پہلے سے ان حوادث کی خبر دیدی کہ پہلے سے آمادہ رہیں تاکہ وقوع کے وقت پریشان نہوں فقط ربط جیسا اوپر کی آیت میں یہود کے قبائح کا بیان ہے اگلی آیت میں بھی انکی ایک خصلت قبیحہ کا ذکر ہے کہ وہ نقض عہد بسا عدہ اظہار احکام و عدم کتمان حق کا ہے **مذمت اہل کتاب در کتمان حق** وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ اور (یہ حالت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (کتب سابقہ میں

تقات الترجمة ۵ قوله اور آزمائے جاؤ گے اشارہ الی ان … قبلکم کان من جملة … ۱۲ ۵ قوله … سب لیے اچھا ہوگا … الی حذف جزاء … جزاء لان الصبر … صبر اعداد … اللهم الا ان يقال … صبر … جعلهم … الشرط ۱۲ … عمل کرنا ہی … بالواجب …

اللغات عزم الامور اما من العزم بمعنی توطین النفس وعقد القلب فالمعنی من الامور التی ينبغی ان يعزمها كل احد اما من العزم بمعنى الارادة والايجاب فالمعنى من الامور التى عزمها الله تعالى واوجبها ۱۲

النحو لتبيننه جواب ميثاق لتضمنه معنى القسم وقرأ ابن كثير وابو عمرو ليبيننه بياء الغيبة وقد قرر علماء العربية انك اذا اخبرت عن يمين حلفت بها فلك في ذلك ثلثة اوجه احدها ان يكون بلفظ الغائب كانك تخبر عن شئ كان تقول استحلفه ليقومن الثاني ان تاتى بلفظ الحاضر تريد اللفظ الذى قيل له فتقول استحلفته لتقومن كانك قلت قلت له لتقومن الثالث ان تاتى بلفظ المتكلم فتقول استحلفته لاقومن كذا فى روح المعانى ۱۲

البلاغة اوتوا الكتاب التعبير عنهم بذلك اما للاشعار بما المفهوم والايذان بان ما يسمعونه منهم مستند على زعمهم الى الكتاب واما الاشارة الى عظم صدور ذلك المسموع منهم وشدة وقعه على الاسماع حيث انه كلام صدر ممن لا يتوقع صدوره منه لوجود زاجر عنه معه وهو ايتاء الكتاب كما قيل كذا فى روح المعانى

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں　اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لیے جنکی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی

وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی　اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں　کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اسکو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں سو ہمکو

عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا

عذاب دوزخ سے بچا لیجیے　اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جسکو دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کردیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں　اے ہمارے پروردگار

مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝

ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری بدیوں کو بھی

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

اے ہمارے پروردگار اور ہمکو وہ چیز بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناداً یہ درخواست کی کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ حق کے دلائل تو بہت ہیں انہیں کیوں نہیں فکر کرتے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ سورہ بقرہ کے معاملہ سی و سوم و چہلم کا بھی ملاحظہ کر لیا جاوے اس سے یہ شبہ رفع ہو جاویگا کہ پھر انکی یہی درخواست کیوں نہ پوری کر دی گئی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ درخواست تحقیق حق کے لیے نہ تھی بلکہ عناداً تھی جس سے درخواست پورا ہونے پر بھی ایمان نہ لاتے فقط **دلیل توحید وفضل موحدین کاملین** إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (۱۸۹) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۰) رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (۱۹۱) رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (۱۹۲) رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (۱۹۳) بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل (توحید کے موجود) ہیں اہل عقل (سلیم) کے (استدلال کے) لیے جنکی حالت یہ ہے (جو آگے آتی ہے اور یہی حالت انکے عاقل ہونے کی علامت بھی ہے کیونکہ عقل کا اقتضا دفع مضرت و تحصیل منفعت ہے اور اس حالت کا مجموعہ اسپر دال ہے وہ حالت یہ ہے) کہ وہ لوگ (ہر حال میں دل سے بھی اور زبان سے بھی) اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں (اپنی قوت عقلیہ سے) غور کرتے ہیں (اور غور کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی حدوث ایمان یا تجدید و تقویت ایمان اسکو اسطرح ظاہر کرتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس (مخلوق) کو لایعنی پیدا نہیں کیا (بلکہ اس میں حکمتیں رکھی ہیں جنہیں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اس مخلوق سے خالق تعالیٰ کے وجود و توحید پر استدلال کیا جاوے) ہم آپکو (لایعنی پیدا کرنے سے) منزہ سمجھتے ہیں (اسی لیے ہم نے استدلال کیا اور توحید کے قائل ہوئے) سو ہمکو (موحد و مومن ہونے کی وجہ سے) عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (جیسا کہ شرعاً اسکا مقتضی ہے گو کسی عارض سے یہ اقتضا ضعیف ہو جاوے اور چندے عذاب ہونے لگے ایک عرض تو ان لوگوں کی یہ تھی اور وہ اسی مضمون ایمان کے مناسب اور معروضات بھی کرتے ہیں جو آگے آتی ہیں **معروض دوم**) اے ہمارے پروردگار (ہم اسلیے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کہ) بے شبہ آپ جسکو (بطور اصلی جزا کے) دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کر دیا (مراد اس سے کافر ہیں) اور ایسے بے انصافوں کا (جنکی اصلی جزا دوزخ تجویز کیجاوے) کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں (اور آپ کا وعدہ ہے

اللغات الذنوب والسيئات عن ابن عباس في الاول الكبائر وفي الثاني الصغائر وايد بان الذنب ماخوذ من الذنب بمعنى الذيل فاستعير فيما تستوخم عاقبته ولذلك تسمى تبعة واما السيئة فمن السوء وهو المستقبح لتكدرات اخف ثم المفهوم من كثير من عبارات اللغويين	عدم الفرق بين الغفران والتكفير والابرار جمع بر كارباب جمع رب كذا في روح المعاني ۱۲ البلاغة تكرير ربنا للابتهال ۱۲

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ سلیم زادہ ملا ان کثیرا من اهل الالباب لا يستدلون بهذه الآيات وجه النسخ ظاهر والبقية زيادة قولہ استدلال الخ فهذه الآيات موضوعة لان يستدلوا او لم يستدلوا ... ۱۲
سلہ قولہ ہر حال میں اشارۃ الی ان خصوصیۃ القیام غیر ملیس ...
۱۲ قولہ غور کا جو نتیجہ الخ ...
سلہ قولہ حدوث الخ ...
سلہ قولہ منزہ سمجھتے الی ان العاقل ...
سلہ قولہ ...
۵ قولہ فی ترجمۃ ...

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ

سو منظور کرلیا انکی درخواست کو انکے رب نے اسوجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنیوالا ہو اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو

اہل ایمان کے لیے رسوا نہ کرنیکا بھی اور نصرت کرنے کا بھی کما قال لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ وقال انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشھاد الآیۃ پس ایمان لاکر اسلیے ہماری درخواست ہے کہ کفر کی اصلی جزا سے بچائیے ایمان کا اصلی مقتضا نجات عن النار مرتب فرمائیے اور اس اقتضا کے موانع کا ارتفاع اس سے آگے آتا ہے معروض سوم) اے ہمارے پروردگار ہم نے (جیسے مصنوعات کی دلالت سے عقلی استدلال کیا اسیطرح ہم نے) ایک (حق کی طرف) پکارنے والے کو (مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بواسطہ یا بلا واسطہ) سنا کہ وہ ایمان لانے کے لیے اعلان کر رہے ہیں کہ (اے لوگو) تم اپنے پروردگار (کی ذات وصفات) پر ایمان لاؤ سو ہم (اس دلیل نقلی سے استدلال کر کے بھی) ایمان لے آئے (اس معروض کے مضمون میں ایمان بالرب کے ساتھ ایمان بالرسول بھی ضمناً آگیا پس ایمان کے دونوں جزو اعتقاد توحید و اعتقاد رسالت کامل ہوگئے معروض چہارم) اے ہمارے پروردگار پھر (اسکے بعد ہماری یہ درخواست ہے کہ) ہمارے (بڑے) گناہوں کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری (چھوٹی) بدیوں کو بھی ہم سے (معاف کر کے) زائل کر دیجیے اور (ہمارا انجام بھی بہتر درست کیجیے اسطرح کہ) ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ (شامل رکھکر) موت دیجیے (یعنی نیکی پر خاتمہ ہو معروض پنجم) اے ہمارے پروردگار اور (جسطرح ہم نے اپنی مضرتوں سے محفوظ رہنے کے لیے عرض کیا ہے جیسے دوزخ و رسوائی اور ذنوب و سیئات اسیطرح ہم اپنی منافع کی دعا کرتے ہیں کہ) ہم کو وہ چیز (یعنی ثواب و جنت) بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے (کہ مومنین و ابرار کو اجر عظیم ملیگا اور یہ ثواب جنت ہم کو اسطرح دیجیے کہ ثواب ملنے سے پہلے بھی) ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے (جیسا کہ بعض کو اول سزا ہوگی پھر جنت میں جاوینگے مطلب یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کر دیجیے اور) یقیناً آپ (تو) وعدہ خلافی نہیں کرتے (لیکن ہم کو یہ خوف ہے کہ جنکے لیے وعدہ ہے یعنی مومنین و ابرار کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ہم ان صفات سے موصوف نہ ہوں جن پر وعدہ ہے اسلیے ہم آپ سے یہ التجائیں کرتے ہیں کہ ہم کو اپنے وعدے کی چیزیں دیجیے یعنی ہم کو ایسا کر دیجیے اور ایسا ہی رکھیے جس سے ہم وعدے کے مخاطب و محل ہو جاویں)

ف سموات و ارض وغیرہ سے توحید پر استدلال کی تقریر شروع پارہ سیقول رکوع ان فی خلق السموات کے ذیل میں مفصل مرقوم ہو چکی ہے اور سمعنا کے ترجمہ میں جو احقر نے بواسطہ یا بلا واسطہ بڑھا دیا ہے وہ اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو صحابہ نے تو بلا واسطہ سنا اور ہم نے بواسطہ اور مضمون دعا کا سب مسلمانوں کو عام ہے اسلیے تعمیم سماع کی کر دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبروں کی معرفت حالانکہ صرف یہ کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت وجہ یہ کہ سب انبیاء کا مضمون اس وعدہ میں ایک ہی ہے اور اس سے تاکید ہو گئی وعدہ کی یعنی بار بار ہر زمانہ میں اس وعدہ کی تجدید ہوتی رہی

ف ان دعاؤں کا مضمون جمیع مقاصد مطلوبہ کو جامع ہے کیونکہ منتہی مقاصد کا دو امر ہیں جنت ملنا اور دوزخ سے بچنا۔ اور دونوں کے لیے دو شرط ہیں طاعات کا وجود اور معاصی کا عدم کل چار چیزیں ہوئیں فقنا عذاب النار میں امر ثانی اور فاغفر لنا الخ میں امر رابع اور آتنا ما وعدتنا میں امر اول و ثالث کی درخواست ہے ربط اوپر ان لوگوں کی دعاؤں کا بیان تھا جو دلائل عقلیہ و نقلیہ میں تدبر کر کے ایمان لے آئے آگے ان کی ان دعاؤں کا قبول ہونا فاستجاب لھم میں اور اس قبول کی علت انی لا اضیع میں پھر اس علت پر کہ درحقیقت ایک قاعدہ کلیہ ہے ایک تفریع مناسب مضمون مقصود سورت یعنی کے کہ محاجہ و صبر علی الجہاد و ایذاء الکفار ہے مذکور ہے

قبول ادعیہ مذکورہ مع علت و تفریع بر علت فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم

النحو قولہ انی بانی والخطاب فی منکم والتکلم فی انی من باب الالتفات والنکتۃ الخاصۃ فیہ اظہار کمال الاعتناء بشان الاستجابۃ وتشریف الداعین بشرف الخطاب والتعرض لبیان السبب لتاکید الاستجابۃ وللاشعار بان مدارھا اعمالھم التی قدموھا علی الدعاء لا مجرد الدعاء کذا فی روح المعانی قلت والی ھذا السبب اشرت بقولی بعد ترجمۃ بعضکم ایمان کہ ایک عمل نیک ہے الخ فافہم ولتشکر ۱۲

البلاغۃ قولہ بعضکم جملۃ معترضۃ ومن اتصالیۃ ای بعضکم متحد الاصل والاتحاد الدین [illegible]

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابو الشیخ والبیہقی وغیرھم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث الطویل وفیہ ان اللہ تعالی یدعو یوم القیمۃ الجنۃ فتاتی بزخرفھا وزینتھا فیقول این عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی واوذوا فی سبیلی وجاھدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیدخلونھا بغیر عذاب و لا حساب اھ قلت ھذا الحدیث لا یدل من الاول ان ھذہ الاعمال تکفر السیئات کما ذکرت فی الفائدۃ وذکر فی الصحاح ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کانت قبلھا وان القتل فی سبیل اللہ یکفر کل ذنب الا الدین والثانی ما اخرجہ فی ترجمۃ سبیلی من تعلقہ بالکل فتذکرہ فی روح المعانی اخرج الترمذی والحاکم وغیرہ عن ام سلمۃ قلت یا رسول اللہ لا اسمع اللہ تعالی ذکر النساء فی الھجرۃ بشیء فانزل اللہ تعالی

ملحقات
۱ قولہ فی ...
پھر اسکے بعد ...
ان الغار لا تتعلق ...
فان المغفرۃ ...
کما ھو الظاھر ...
لیس بترتیب الام ...
بل والاعلی الا ...
۲ قولہ سیئ ...
فالتفسیر علی ...
۳ قولہ فی ...
لا تخزنا ثواب ...
الخ فلا تکرار ...
الخزی والاعلام ...
الخزی والسو ...
وصورتہ و ...
فذکرون لل ...
بتوبیھم النسا ...
المذکورین

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

سو جن لوگون نے ترک وطن کیا اور اپنے گھرون سے نکالے گئے اور تکلیفین دیے گئے میری راہ مین اور جہاد کیا اور شہید ہوگئے ضرور ان لوگون کی تمام خطائین معاف کردونگا اور ضرور

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ

انکو ایسے باغون مین داخل کرونگا جنکے نیچے نہرین جاری ہونگی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے تجھکو ان کافرون کا شہرون مین چلنا پھرنا

كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

مغالطہ مین نہ ڈالدے چندروزہ بہار ہے پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۴) سو منظور کیا انکی درخواست کو انکے رب نے اسوجہ سے کہ (میری عادت[1] مستمرہ ہے کہ) مین کسی شخص کے (نیک) کام کو جو کہ تم مین سے کام کرنے والا ہو اکارت نہین کرتا (کہ اسکا صلہ نہ دون) خواہ وہ (کام کرنے والا) مرد ہو یا عورت ہو (دونون کے لیے یکسان قانون ہے کیونکہ تم (دونون) آپسمین ایک دوسرے کے جزو ہو (اسلیے حکم بھی دونون کا ایک سا ہے پس جب ان لوگون نے ایمان کہ ایک عمل نیک ہے قبول کر کے اسکے ثمرات کی درخواست کی تو ہم نے اپنی عادت مستمرہ کے موافق اسکو منظور کرلیا اور جب ایمان پر محض اسکے عمل (فقط) کے ہم ایسے ثمرات عطا فرماتے ہین، سو جن لوگون نے (ایمان کے ساتھ اور اعمال شاقہ بھی کیے ہین مثلاً ہجرت یعنی ترک وطن کیا اور (وہ بھی ہنسی خوشی سیر و سیاحت کے لیے نہین بلکہ اسطرح کہ) اپنے گھرون سے (تنگ کرکے) نکالے گئے (یعنی کفار نے وطن مین پریشان کیا بیچارے گھر چھوڑ چھوڑ کر پردیس کو نکل کھڑے ہوے) اور (اسکے سوا اور طرح طرح کی) تکلیفین (بھی) دیے گئے (اور یہ باتین یعنی ہجرت و اخراج و ایذا سب) میری راہ مین (یعنی میرے دین کے سبب انکو پیش آئین اور ان سب کو انہون نے برداشت کیا) اور (اس سے بڑھکر انہون نے یہ کام کیا کہ) جہاد (بھی) کیا اور (دہنیت سے انمین) شہید (بھی) ہوگئے (اور آخر تک جہاد سے نہ ہٹے تو ایسے اعمال پر تو ثمرات کیون نہ دونگا) ضرور ان لوگون کی تمام خطائین (جو میرے حقوق کے متعلق ہونگی ہون) معاف کردونگا اور ضرور انکو (بہشت کے) ایسے باغون مین داخل کرونگا جن کے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی (انکو) یہ عوض ملیگا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس (یعنی انکے قبضہ قدرت مین) اچھا عوض ہے (وہ اچھا عوض اللہ تعالی ان لوگون کو دینگے

ف تمام خطائین اسلیے کہا گیا کہ یہان ہجرت اور جہاد و شہادت کی فضیلت مذکور ہے اور حدیثون سے ان اعمال کا تمام ذنوب سابقہ کا کفارہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آیات دعا مین تکفیر کو جو استجابت سے مفہوم ہے خواہ اسلام پر مرتب کیا جاوے کہ اسکا بھی علی الاطلاق مکفر ہونا وارد ہے اور خواہ اس دعا کی تکفیر کو صلہ استغفار کا کہا جاوے تو بہ کے مکفر ہونے مین کوئی خفا ہی نہین ہے اور یہ قید جو لگائی کہ میرے حقوق کے متعلق الخ وجہ اسکی یہ کہ حدیث مین دین کا استثناء آیا ہے ربط اوپر کی آیت مین مسلمانون کی کلفتون کا بیان اور انکا انجام نیک مذکور تھا آگے کافرون کی عیش و آرام کا بیان اور انکا انجام بد مذکور ہے تاکہ مسلمانون کو اپنا انجام سنکر جو تسلی ہوئی تھی اپنے دشمنون کا انجام سنکر اور زیادہ تسلی ہو اور انکی عیش و آرام کی طرف حرصًا یا حزنًا یا غیظًا التفات کرین پھر اس انجام بد کو دریافت کرکے اگر کسی کو ان مین سے توبہ کی توفیق ہو اور کفر و معاصی سے باز آوے تو اس انجام بد سے محفوظ رہنا اور اسکو بھی انجام نیک کا نصیب ہوجانا ساتھ کے ساتھ بیان فرمادیا انجام بد کفار مع استثناء تائبین عن الکفر لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (۱۹۵) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (۱۹۶)

اللغات فی القاموس التقلب فی الامور التصرف فیہا کیف شاء اھ قلت والظاہر من التصرف الحل والعقد والایزید النقل لمکانی فیحلہ الامور من الخلوط الکسب او التلذذ ویکون فی البلاد حالا ای کائنین فی البلاد و حمل التصرف علی السیر محملا یکون فی البلاد نفسہ فانہ لم یشرح بہ صدری النحو ثوابًا قال البیضاوی ای اثیبہم فہو مصدر موکد وقال اصحاب الاظہر ان یکون حالا من جنات عند الله البلاغۃ قولہ عندہ حسن الثواب فی روح المعانی قول الرجل عندی ما تریدہ یرید حقیقۃ

وتملکہ وان لم یکن عندہ فلیس معنی عندہ حسن الثواب ان الثواب بحضرتہ وبالقرب منہ بل مثل ہناک کونہ بقدرتہ و فضلہ بحیث لا یقدر علیہ غیرہ بحال الشیٔ یکون بحضرۃ احد لا ید علیہ لغیرہ و الاختصاص مستفاد من ہذا التمثیل حتی لو لم یجعل حسن الثواب مبتدأ مؤخرا کان الاختصاص بحالہ اھ قلت ومن ثم ترجمت بالحصر، قال البیضاوی جعل النہی عن تقلب تنزیلا للسبب منزلۃ المسبب للمبالغۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ
[1] قولہ عادت مستمرہ اشارۃ بہ الی عدم الوجوب علیہ تعالی وانما ہو للتفضل ۱۲ ۲ قولہ صلہ نہ دون تحقیق لمعنی الضیاع لان القبول قد وجد فکیف یضاع ۱۲ ۳ قولہ سے ترجمۃ او ذوا ازر اسکے سوا لان العطف یقتضی المغایرۃ ۱۲ ۴ قولہ سے میری راہ یتعلق بسبیلی سب الخ اشارۃ الی ان فی سبیلی قید للکل من الہجرۃ والاخراج والایذاء والقتال والقتل الخ ۵ قولہ بڑھکر لان الاخراج والایذاء ... من اعمالہم والمقام من فضل الاعمال ۶ قولہ ... تعبیر سے اشارہ بان ... فی قتلوا الایہم ان ... عین المرجع فی قاتلوا ... فعل القتال لا یتوقف علی القتل ... ۷ قولہ ای حتی قتلوا حتی ... فالعاطف ... قاتلوا او قتلوا ... ذکر فی فائدۃ قولہ ... فان کونہم مقتولین ... اعمالہم ... ۸ قولہ سیئات تمامہ خطائین ... الا بالدلیل الذی ... و ذکر فی روح ... ان ... علی ما ... صنعہ ... موحدۃ من ... القرآن بکفر ...

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں ان کے لیے باغات ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ انمیں ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں

خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ

بدرجہا بہتر ہیں اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کیساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو انکے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلے میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملے گا انکے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کر دیں گے

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝۱۹۸ (اے طالب حق تجکو ان کافروں کا (حظوظ دنیا کے لیے) شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالدے کہ اس حالت کی کچھ وقعت کرنے لگے یہ چند روزہ بہار ہے (کیونکہ مرتے ہی اسکا نام و نشان بھی نہ رہیگا) پھر (انجام یہ ہوگا کہ) انکا ٹھکانا (ہمیشہ کے لیے) دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے لیکن (انمیں سے بھی) جو لوگ خدا سے ڈریں (اور مسلمان و مطیع ہو جاویں) ان کے لیے (بہشت کے) باغات ہیں جنکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان (باغوں) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ (ان کی) مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں (جنکا ابھی ذکر ہوا یعنی جنات انہار وغیرہا) یہ نیک بندوں کے لیے بدرجہا (کفار کے حظوظ دنیوی سے) بہتر ہیں (کمیت میں بھی اور کیفیت میں بھی) ربط اوپر آیات دعا سے قبل اکثر جگہ شنائع اہل کتاب کا بیان تھا چونکہ بعضے انمیں جو مسلمان ہو گئے تھے اچھے بھی تھے اسلیے حسب عادت قرآنیہ انکے قبائح کے بعد ان کا مدائح کیے بیان فرماتے ہیں جیسے شروع پارہ کے رکوع سوم میں یہ آیت آئی ہے لیسوا سواء اور چونکہ اشہر روایات شان نزول کے رو سے وہ آیت تو مسلمین یہود کے باب میں تھی اور یہ آیت تو مسلم نصاری کے بارہ میں اسلیے تکرار بھی لازم نہیں آیا اور اہل کتاب کا لفظ دونوں کو شامل ہے اور سیاق میں دونوں ہی سے محاجہ تھا اور اگر دونوں آیتوں کا مصداق ایک ہی مذہب کے مسلم ہوں تو اختلاف عنوان سے تکرار نہ رہا یا تکرار سے تاکید ہوگئی و مدح مسلمین اہل کتاب وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹۹ اور بالیقین بعضے لوگ اہل کتاب میں ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہیں) جو تمہارے پاس بھیجی گئی (یعنی قرآن) اور اس کتاب کے ساتھ بھی (اعتقاد رکھتے ہیں) جو انکے پاس بھیجی گئی (یعنی توراۃ و انجیل اور خدا کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو) اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے (بھی) ہیں (اسلیے اس اعتقاد میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کرتے اور توراۃ و انجیل کے ساتھ جو اعتقاد رکھتے ہیں تو اس طور پر کہ) اللہ تعالیٰ کی آیات (واحکام) کے مقابلہ میں (دنیا کا) کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو انکا نیک عوض ملیگا انکے پروردگار کے پاس (اور انہیں کچھ دیر بھی نہ لگے گی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلد ہی حساب (کتاب) کر دیں گے (اور حساب کتاب کرتے ہی سبکا دینا لینا بے باق کر دیں گے ف خاشعین اور لا یشترون کی قید لگانے سے بنا بر تقریر ترجمہ احقر کے یہ سوال واقع نہیں ہوتا کہ اللہ کو اور توراۃ و انجیل کو تو سب اہل کتاب مانتے تھے پھر انہیں اسلام قبول کرنیوالوں کی کیوں تخصیص کی گئی وجہ واقع ہونیکی ان قیود سے معلوم ہو گئی کیونکہ دوسرے اہل کتاب کا اعتقاد اللہ تعالیٰ کے ساتھ بلا خشوع تھا اسی سبب سے انمیں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ پر اولاد کی تہمت لگاتے تھے کہیں احکام میں افترا کرتے تھے اسیطرح توراۃ و انجیل کے ساتھ اعتقاد مع الاشتراء تھا اسلیے تخصیص کی گئی اور قرآن پر چونکہ دوسرے اہل کتاب کا مطلق اعتقاد نہ تھا اسلیے اسمیں کوئی قید نہیں لگائی کہ نفس اعتقاد ہی وہ نہیں رکھتے اور یہ جو فرمایا کہ جلدی حساب کتاب کر دینگے اسکا یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کا بھی ضرور حساب ہوگا کیونکہ بہت سے مقبولین کا بلا حساب جنت میں جانا احادیث میں آیا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر حساب ہوا بھی

ان الجنۃ اول ما اعد و القار و الرویۃ بعدہ وفیہ ایذان بیسر فہم لان الضیف کرم ما اشتہی	اللغات النزل بضم الزاء و سکونہا فی القاموس ما ہی للضیف ان ینزل و قال غیرہ اول ما یزیر
قال ابن زید خاشعین متذللین و قال الحسن الخشوع الخوف اللازم للقلب من اللہ تعالیٰ	فتسمیۃ الجنۃ نزلا علی ہذا یکون للاشارۃ الی انہا اول ما یعطون لا یقاسون الانتظار و یقال بعضہم

ملحقات الترجمۃ و الـ[illegible]
۱۹۸ قولہ چند روزہ فا[illegible]
باعتبار قصر المدۃ و ان
ان یکون باعتبار المد[illegible]
حینئذ ما اعد اللہ للمؤمنین
البیضاوی قلت و یشہد
فی قولی اخیر الکیفیۃ [illegible]
۱۹۸ قولہ بہار کا فی ذ[illegible]
ما لہا ثمتع فیہ یہذا المعـ[illegible]
لا اتباع فلم یذکرہ الـ[illegible]
۱۹۸ قولہ و غیرہا من
والرویۃ التی دلت علیہ
اشہر ما یدل المقام علی
۱۹۹ قولہ فی تقریر الربط
مرد اما اشتہر ما فی ایامـ[illegible]
روی النسائی عن انس
جابر قال لما مات النجاشی قال
اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ فقالوا یا رسول اللہ
اصلی علی عبد حبشی فا
و ان من اہل الکتاب
باللہ و روی ابن جریر
عن جابر و فی اسناد
ابن الزبیر قال فنزلت
و ان من اہل الکتاب
و فی روایۃ ابن جریر
فقال المنافقون
نصلی علی علج نصرا[illegible]
فذکرنا فی روح المـ[illegible]
ہذا ان ما فی النسائی
فی الاصل المنافقین
۱۹۹ قولہ فی تقر[illegible]
دونوں آیتوں کا مصـ[illegible]
ایک ہی مذہب کا
غیر مشہورہ ذکر ما
ہکذا و روی عن ا[illegible]
زید و ابن اسحاق ا[illegible]
فی جماعۃ من الیہو[illegible]
عبد اللہ بن سلام
قلت و کون الاولی

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اُس جاندار سے اسکا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○

اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سبکی اطلاع رکھتے ہیں۔

درد امانات واطاعت حکام اسلام وعدل فی الحکم واحکام سلام وشفاعت وامثالہا۔ اور دیانات جیسے بعض احکام توبہ۔ وصلوٰۃ وجنابت وطہارت وتیمم وہجرت۔ اور معاملات مع المخالفین جیسے احکام جہاد واحوال منافقین واہل کتاب وابطال عقائد مشرکین اور یہ مضامین بوجہ اسکے کہ ہر ایک حکم میں دوسرے احکام پر نظر رکھنا مطلوبات شرع سے ہے مختلط طور پر مذکور ہیں اور اکثر ایک مضمون کے ضمن میں دوسرے مضامین آگئے ہیں جیسے احکام جہاد میں صلوٰۃ الخوف اور مثل اسکے اور خود ایک حکم بھی کئی کئی حکموں پر مشتمل ہے جیسے میراث ومحرمات وغیرہما میں کتنی کتنی صورتیں ہیں چنانچہ تدبر وامعان نظر سے یہ مضامین اسی حیثیت مجموعی سے سورت میں ملینگے اب سب سے اول تقوی کا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت لائے ہیں یعنی الذی خلقکم الخ جسمیں تقوی کے ساتھ ہی اکثر باہمی حقوق وتعلقات انسانیہ کی مراعات کی طرف اشارہ ہوجاوے پھر اس اشارہ کے بعد ارحام کی رعایت کی تصریح بھی کردیگی امر بالتقوی وحفظ حقوق باہمی در ضمن آن يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① اے لوگو اپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو جس نے تمکو ایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (کیونکہ سب آدمیونکی اصل وہی ہیں) اور اُس (ہی) جاندار سے اُسکا جوڑا (یعنی اُسکی زوجہ حوا کو) پیدا کیا اور (پھر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلائیں اور (تم سے مکرر تاکید کے لیے کہا جاتا ہے کہ) تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کیا کرتے ہو (جس مطالبہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر کر ہمارا حق دیدے سو جب دوسرون کو خدا کی مخالفت سے ڈرنے کو کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم اس ڈرنے کو ضروری سمجھتے ہو تو تم بھی ڈرو) اور (یوں تو تمام احکام الٰہیہ میں مخالفت سے بچنا اور ڈرنا ضرور ہی لیکن اس مقام پر ایک حکم خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے کہ) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی اطلاع رکھتے ہیں (اگر مخالفت کروگے مستحق سزا ہوگے) ف اس آیت میں پیدائش کی تین صورتونکا بیان ہے ایک تو جاندار کا بے جان سے پیدا کرنا کیونکہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں، دوسرے جاندار کا جاندار سے بلا طریقہ توالد متعارف پیدا ہونا کیونکہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جیسا حدیث شیخین وغیرہما میں ہے انہن خلقن من ضلع وان اعوج شئی من الضلع اعلاہ اور تیسرے جاندار کا جاندار سے بطریق توالد متعارف پیدا ہونا جیسا اور آدمی آدم وحوا سے اسوقت تک پیدا ہوتے آرہے ہیں اور فی نفسہ عجیب ہونے میں اور قدرت

اللغات الرقیب فی روح المعانی المطلع ومنہ المرقب للمکان العالی الذی یشرف علیہ لیطلع علی مادونہ ومن ہنا فسرہ ابن زید بالعالم فہو فعیل بمعنی الفاعل وقال مجاہد حفیظ ۱۲

النحو واختلاف القراءۃ الارحام بالنصب وہو معطوف علی محل المجرور والکلام علی حذف مضاف ای تسائلون بالارحام وکانوا یقولون اسالک باللہ وبالرحم واما معطوف علی الاسم الجلیل ای اتقوا اللہ واتقوا الارحام وصلوہا فان قطعہا مما یجب ان یتقی وقرأ حمزۃ بالجر عطفا علی المجرور ویکون المعنی ما مر فی الوجہ الاول من العطف علی المجرور ولا یسمع تشنیع من شنع علیہ بعد ثبوت القراءۃ تواترا وما استندوا الیہ من امتناع العطف علی الضمیر المجرور ہو مذہب البصریین ولسنا متعبدین باتباعہم وادعی ابو حیان ان الصحیح ما ذہب الیہ الکوفیون من الجواز وکذا لا یعتد بما استندوا الیہ ایضا ان فی ذکر الارحام تقریر التساؤل بہا والقسم بحرمتہا فان ہذا القول لا یراد بہ القسم وانما یراد الاستعطاف ولیس ہو کقول القائل والرحم لافعلن

کذا وقد خرج ابن جنی ہذہ القراءۃ علی حذف الباء ولدلالۃ المقام علیہا وقد مشی علی ذلک ایضا الزمخشری فی احاجیہ اھ من روح المعانی ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی لا یفہم من خلق بنی آدم من نفس واحدۃ خلق زوجہا منہ لا خلق الرجال والنساء من الاصلین جمیعا والمعطوف متکفل ببیان ذلک وقد ذکر غیر واحد ان الاولی فی العطف تغایر المعطوفات ولو من وجہ وہو ہہنا محقق بلا ریب کما لا یخفی اھ قلت فلا تکرار فی الآیۃ وفیہ ولیس المراد بالرجال والنساء البالغین والبالغات بل الذکور والاناث مطلقا تجوزا ولعل ایثارہما علی الذکور والاناث لتاکید الکثرۃ والمبالغۃ فیہا بترشیح کل فرد من الافراد المبثوثۃ لمبدئیتہ غیرہ وقیل ذکر الکبار منہم لانہ فی معرض المکلفین بالتقوی ۱۲

ملحقات الترجمہ
ے قولہ فی ترجمہ وا[…]
اللہ تم سے مکرر التزا[…]
الی فائدۃ التکریر[…]
۱۲ ے قولہ بعدہ
تساءلون بہ جبر
کا حاصل یہ ہے الخ
من روح المعانی نف[…]
الحکم بما فی حیز الہ
ے قولہ قبل
والارحام ایک
خصوصیت کے[…]
علم منہ فائدۃ ذکرا[…]
تخصیصا بعد تعمیم ا[…]
ے قولہ بعد ترجمہ
مستحق الخ فسقط
المتعلقہ من ر[…]
العقاب علی السد[…]

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

اور جن بچونکا باپ مرجاوے انکے مال انہی کو پہونچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو اور انکے مال مت کھاؤ اپنے مالون تک ایسی کارروائی کرنا بڑا گناہ ہے

کے سامنے عجیب ہونے مین تینون صورتین برابر ہین پس بعد ثبوت بالدلیل کے کسی صورت کا محض بنا بر توہم پرستی کے انکار کرنا جیسا کہ بعضے صورت ثانیہ کے منکر ہین نہایت ہی ظلم ہے رہا یہ سوال کہ اس صورت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا بعد ثبوت کے فرع ہے کہ اول تو ہم ہین فوائد و اسرار کا دعوی نہین کرتے نہ اسکی کچھ ضرورت دوسرے ممکن ہے کہ ایک حکمت یہی ہو کہ اللہ تعالی کا سب طرح کی پیدائش پر قادر ہونا مشاہدہ ہو جاوے تیسرے ہم پوچھ سکتے ہین کہ جو صورت اسوقت متعارف ہے اسمین کیا اسرار و فوائد ہین جب یہ معلوم نہین وہ بھی نہ سہی اور یہ شبہہ کہ پھر آدم علیہ السلام کی وہ پسلی بدن سے غائب ہو گئی ہو گی تو اول تو یہ ضرور نہین کیا اس کہنے سے کہ کوئی کہنی سے بنی کسی عاقل کے نزدیک لازم آتا ہے کہ پسلی عالم سے غائب ہو گئی ہو گی بلکہ ہر شخص کے نزدیک مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ مٹی کے بعض اجزا سے وہ چیز بنائی گئی پس اگر اسیطرح یہان بھی کہا جاوے کہ کسی جزو خاص نہایت قلیل المقدار کو لیکر اسکو اصل قرار دیا اور اپنی قدرت سے اسکو بڑھا کر ایک خاص صورت بنا دی تو اسمین کیا اشکال ہے دوسرے اگر بلا دلیل اس لازم کو کوئی مان لے تو اس مین کون سا محال لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بدن مین ایک ہڈی کم ہو گئی ہو رہا یہ کہ اسکے نکالنے سے انکو تکلیف ہوئی ہو گی محض طفلانہ وہم ہے۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ اور یہ حکم حفاظت حقوق رحم کا بالتخصیص اس لیے بیان کیا گیا کہ آگے اس قسم کے احکام آتے ہین گویا یہ بطور تمہید کے ہو گیا ربط اور پہلے تقوی کا حکم تھا اور اسکے ضمن مین مراعات حقوق انسانیہ و رحمیہ کا ارشاد تھا آگے اس تقوی کے مواقع کا کہ حقوق مذکورہ ہین مفصلا ذکر فرماتے ہین اور وہ چند احکام ہین حکم اول عدم اضرار یتامی وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ اور جن بچونکا باپ مرجاوے انکے (مملوک) مال انہی کو پہونچاتے رہو (یعنی انہی کے خرچ مین لگاتے رہو) اور (جب تک تمہارے قبضہ مین ہین تم انکے مال مین شامل کرنے کے لیے انکی) اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو (یعنی ایسا مت کرو کہ انکی اچھی چیز تو نکال لیجاوے اور بری چیز انکے مال مین ملا دیجاوے) اور انکے مال مت کھاؤ اپنے مالون (کے رہنے) تک (البتہ جب تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارہ کے لیے انکے مال سے لینا درست ہے جیسا آگے آویگا ومن کان فقیرا) ایسی کارروائی کرنا (کہ بری چیز انکے مال مین شامل کر دی یا بلا ضرورت انکے مال سے منتفع ہوا) بڑا گناہ ہے (جسکی وعید آگے آویگی ان الذین یاکلون اموال الیتامی الخ) ف ایسے بچونکو شرع مین یتیم کہتے ہین جاہلیت مین یتیمونکے حقوق بالکل ضائع کیے جاتے تھے بعضے انکی اچھی چیز نکالکر بری چیز انکے مال مین ڈالدیتے بعضے ویسے ہی کھا لیتے اڑاتے ان سب سے ممانعت کیگئی ربط اور یتامی کے ضرر پہونچانے کے بعض طریقون سے منع فرما دیا انکے سوا بعضے اور امور بھی تھے جن مین یتامی کا ضرر تھا مثلا ایک یہ کہ کسی شخص کی پرورش مین کوئی یتیم مالدار لڑکی ہوئی اور صورت شکل کی بھی اچھی ہے اسکے مال و جمال کی وجہ سے اس شخص نے چاہا کہ مین خود ہی اس سے نکاح کر لون لیکن چونکہ ہر طرح اپنے قابو مین ہوتی تھی اور کوئی دوسرا شخص اسکے حقوق کا احیاء و مطالبہ کرنے والا نہ ہوتا تھا اسلیے اسکو مہر اتنا نہ دیتے تھے جتنا دوسرا شخص دیتا اللہ تعالی آیندہ حکم دوم مین اس امر کا انتظام فرماتے ہین رواہ الشیخان عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حاصل انتظام کا یہ ہے کہ اگر تم سے انکا مہر مناسب پورا نہ دیا جاوے تو تم ان عورتون سے نکاح کر لو ان سے مت کرو

البلاغۃ فی روح المعانی والمراد بایتاء اموالہم ترکہا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء فہو مجاز مستعمل فی لازم معناہ لانہا لا تؤتی الا کذلک والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون الغرض من ترک التعرض ایصال الاموال الیہم لا مجرد ترک التعرض لہا وعلی ہذا یصح ان یراد بالیتامی الصغار علی ما ہو المتبادر ولا یرد علیہ ان ابن ابی حاتم اخرج عن سعید بن جبیر ان رجلا من غطفان کان معہ مال کثیر لابن اخ لہ یتیم فلما بلغ طلب المال الی قولہ فنزلت واتوا الیتامی فان ذلک یدل علی ان المراد بالایتاء الاعطاء بالفعل لا سیما وقد روی الثعلبی ان العم لما سمعہا قال نعوذ باللہ من الحوب الکبیر لما انہم قالوا العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ولعل العم انما فہم الامر بالاعطاء حقیقۃ بطریق العبارۃ بل بشیء آخر فقال ما قال ۱۲

تحقیقات الترجمۃ

للغایۃ والمشہور انہا بمعنی مع فالمنہی عنہ امران اکل مالہم بعد التبدیل واکلہ بلا تبدیل ۱۲

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ

اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے

وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔

حکم دوم تعدد ازدواج و نکاح یتامی و وقت تقصیر مہر یتامی: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ اور اگر تم کو اس بات کا احتمال (بھی) ہو (اور یقین ہو تو بدرجہ اولی) کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں (ان سے نکاح کر کے) انصاف (کی رعایت) نہ کر سکو گے تو (ان سے نکاح مت کرو بلکہ) اور (عام) عورتوں سے جو تم کو (اپنی کسی مصلحت کے اعتبار سے) پسند ہوں نکاح کر لو (کیونکہ وہ مجبور نہیں آزادی سے اپنی رضا ظاہر کر سکتی ہیں اور یہ نکاح اس قید کے ساتھ ہو کہ اگر ایک عورت سے زیادہ کرنا چاہے تو ان صورتوں میں سے کوئی صورت ہو ایک صورت یہ کہ ایک ایک مرد) دو دو عورتوں سے (نکاح کر لے) اور (دوسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) تین تین عورتوں سے (نکاح کر لے) اور (تیسری صورت یہ کہ ایک ایک مرد) چار چار عورتوں سے (نکاح کر لے) ف مثنٰی و ثلٰث و رباع ترکیب نحوی میں حال ہے ما طاب سے اور حال قید ہوتا ہے کلام میں اور مثنٰی وغیرہ بوجہ تکرار معنی کے موضوع ہیں انقسام کے لیے پس مجموعہ دونوں امر کا مفید ہے التقیید بہذہ الاقسام کو اور اطلاق کو اور صیغہ فانکحوا جو عامل ہے حال کا اباحت کے لیے ہے پس اباحت مقید ہو گئی ان اقسام کے ساتھ جب یہ قید ہو گئی تو اس سے زائد ہو تو اباحت بھی نہ ہو گی کیونکہ یہاں قید کا کوئی فائدہ احترازی ہوتی ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ رباع تک کہنا اسلیے ہے کہ اس سے آگے استعمال نہیں آتا ہیں وجہ غیر مسموع ہے کہ مثنی کے قصد میں ہے احاد و موحد اس فی احاد۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ ایک عورت سے نکاح کرنا علاوہ ان اقسام کے ہے وجہ دفع یہ ہے کہ سیاقًا اور اجماعًا اس قید اول کی نفی مقصود نہیں کیونکہ مقام توسع کا ہے تاکہ یتامی کے نکاح سے استغنی ثابت ہو جاوے جو ایک میں بھی حاصل ہے پس ایک کی نفی سے تعرض نہیں۔ البتہ اس توسع سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ ما فوق الاربع بھی جائز ہو گا وجہ دفع یہ ہے کہ جو غرض ہے اس توسع سے کہ استغنا نکاح یتامی سے حاصل ہو جاوے وہ توسع اس چار تک میں بھی حاصل ہے کیا اربع کے اندر اندر محصور رکھا جاوے بخلاف آیہ سورہ فاطر کے درباب ملائکہ کے اولی اجنحۃ مثنی الخ کہ وہاں تقیید کی کوئی دلیل نہیں اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک جماعت کو ایک خوان روٹیوں کا دیکر کہا جاوے کہ سب آدمی تین تین چار چار بانٹ لو یقینا جو شخص زیادہ مانگے گا وہ اپنے کو اذن جدید کا محتاج سمجھے گا اور اس کلام سے زائد کی نفی سمجھیگا بخلاف اسکے کہ کسی سے کہا جاوے بازار جاؤ مدرسہ جاؤ باغ جاؤ جہاں چاہو جاؤ یہاں ماسوی کی نفی اسلیے نہیں کہ یہ کلام تعمیم کے لیے موضوع نہیں خوب سمجھ لو۔ اور حدیثوں میں صاف مصرح ہے کہ بعضے نومسلموں کے پاس چار سے زائد بیبیاں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ جدا کرا دیں اور امت کا اسپر اجماع بھی ہے اور جن لوگوں سے خلاف منقول ہے اول تو وہ اجماع ان اہل خلاف کے قول سے پہلے ہو چکا تھا پس ایسا خلاف قادح نہیں دوسرے انکے پاس کوئی دلیل معتد بہ نہیں اور دعوی محض بلا دلیل مخل اجماع نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زائد سے نکاح فرمانا یہ آپکی خصوصیات سے ہے اخذت اکثرہ من روح المعانی وان شئت البسط فراجعہ واجاب ایضا عن شبہات الرازی مسئلہ یہ حکم چار تک آزاد کے لیے ہے اور جو شخص غلام ہو اسکو دو تک درست ہے اسکا قرینہ آیت میں بھی ہے او ما ملکت ایمانکم کیونکہ مخاطب آزاد ہیں اور ماسبق میں ایک ہیں اور غلام مالک نہیں ہوتا مسئلہ یتیم لڑکی کا نکاح قبل بلوغ باذن ولی جائز ہے آیت میں نکاح یتامی کے احکام بیان کرنا اسکا قرینہ بھی ہے ربط شروع آیت میں کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے جسکی وجہ یہی تھی کہ یتامی کے حق میں خلاف عدل نہ ہو چونکہ عدل مطلقا ہر موقع میں واجب ہے اسلیے آگے اس صورت کا حکم فرماتے ہیں کہ جب کثرت ازواج میں اندیشہ خلاف عدل کا ہو اکتفا بر واحدہ یا جاریہ وقت خوف عدم عدل بین الازواج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ احتمال بھی ہو اشارۃ الی النکتۃ فی ایراد الخوف مع ان شان النزول یدل علی تحققہ ۱۲

۲ قولہ اور عام عورتوں سے فان المحرمات مستثناۃ ۱۲

۳ قولہ کسی مصلحت الخ اشارۃ الی ان الطیب لا یتوقف علی النظر الی جمالہا فلا دلالۃ فی الآیۃ علیہ نعم دل الحدیث علی جوازہ الی الوجہ اذا اراد الخطبۃ

اللغات الاقساط العدل لانہ زوال القسط ای الظلم ومنہ قولہ تعالی واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا واما القسط فیاتی بمعنے العدل وان حکمت فاحکم بینہم بالقسط الیتمی یطلق علے المذکر و المؤنث کلہ من روح المعانی العول المیل وہو الجور ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی واوثرت ما علی من ذہابا الی الوصف من البکر او الثیب مثلا وما تختص او لتغلیب فی غیر العقلاء وفیما اذا ارید الذات واما اذا ارید الوصف فلا کما تقول ما زید فی الاستفہام اسے افاضل ام کریم ۱۲

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

اور تم لوگ بیبیوں کو اُنکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر میں کا کوئی جزو تو تم اسکو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھکر اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال

اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

مت دو جنکو خدا تعالی نے تمہارے لیے مایہ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں انکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور اُن سے معقول بات کہتے رہو

پس اگر تمکو (غالب) احتمال اسکا ہو کہ (کئی بیبیاں کرکے) عدل نہ رکھوگے (بلکہ کسی بی بی کے حقوق واجبہ ضائع ہونگے) تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا (اگر دیکھو کہ ایک کے حقوق بھی ادا نہونگے تو) جو لونڈی (حسب قاعدہ شرعیہ) تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرنے میں) زیادتی (وبے انصافی) نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے (کیونکہ ایک صورت میں تو تعدد نہیں جسمیں برابری کرنا پڑے دوسری صورت میں بی بی کے حقوق سے بھی کم حقوق ہیں مثلاً مہر نہیں صحبت کا حق نہیں تو اندیشہ اور کم ہے) **ف مسئلہ** اگر عدل نہو سکنے کا غالب احتمال ہو تو کئی بیبیوں سے نکاح کرنا بایں معنی ممنوع ہے کہ یہ شخص گنہگار ہوگا نہ بایں معنی کہ نکاح صحیح نہوگا نکاح یقیناً ہو جاویگا **مسئلہ** جو لونڈیاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈی نہیں ان سے بلا نکاح صحبت حرام ہے اسیطرح جبر فی الخدمت اور بیع وغیرہ سب حرام ہے **تنبیہ** بعض ہوا پرستوں نے دنیوی غرض سے آیات الٰہیہ کے مضمون میں تحریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت بالکل کثرت ازواج کی نفی کر رہی ہے اسطرح سے کہ یہاں فرمایا کہ جب عدل نہو سکے تو ایک پر اکتفا کرو اور دوسری آیت میں فرمادیا کہ تم سے کبھی عدل ہوہی گا نہیں ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جائز نہیں فقط اور یہ محض مغالطہ باطلہ ہے کیونکہ دونوں آیتوں میں عدل جدا جدا معنے میں ہے اس آیت میں تو عدل فی الحقوق الواجبہ ہے جیسا احقر نے تصریح بھی کردی اور یہ قدرت میں ہے اور اسی کے اعتبار سے واحد اور کثیر کے اختیار کرنے میں تفصیل فرمائی ہے اور اس آیہ میں عدل فی المحبۃ ہے اور وہ عادۃً قدرت میں نہیں اسلیے اسکی نفی فرمائی پس اس ہوا پرست کے دعوی سے اسکو علاقہ بھی نہیں بلکہ اس آیت میں بعد نفی عدل کے ارشاد ہے فلا تمیلوا کل المیل جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ عدل فی المحبۃ نہو سکیگا بلکہ قلب کو ایک طرف میلان رہیگا اور اس میلان پر ملامت نہیں لیکن بالکلیہ میلان تو نہو کہ قلب کے ساتھ ہی اور معاملات وحقوق میں بھی پس دونوں آیتوں کے مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ عدل فی المحبۃ واجب نہیں لیکن عدل فی المعاملہ واجب ہے **ربط** اوپر نکاح کا بیان تھا چونکہ نکاح کے لوازم شرعیہ سے مہر ہے اور اسکا دینا اکثر طبائع پر گراں ہوتا ہے اسلیے حکم سوم میں اسکا انتظام فرماتے ہیں **حکم سوم تسلیم مہر** وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝ اور تم لوگ بیبیوں کو انکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر میں کا کوئی جزو (اور یہی حکم کل کا بھی ہے) تو (اس حالت میں) تم اسکو کھاؤ (برتو) مزہ دار خوشگوار سمجھکر **ف مسئلہ** اگر مہر لیکر پھر واپس کردیں تو ہبہ ہے اور اگر بے لیے معاف کردیں تو ابراء ہے اور دونوں جائز ہیں اور آیت دونوں کو شامل ہے **مسئلہ** جو کسی جبر سے معاف کرے وہ عنداللہ معاف نہیں ہوتا **مسئلہ** عموم الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت کے رشتہ دار بھی بدون اسکی مرضی کے مہر میں تصرف نہیں کرسکتے **ربط** اوپر حکم اول میں یتیموں کے مال کی حفاظت کا ذکر تھا اب حکم چہارم میں یہ بتلاتے ہیں کہ انکے وہ اموال انکو کب سپرد کردیے جاویں اور سپرد کرنے کی تاکید فرماتے ہیں **حکم چہارم تفصیل تفویض مال بہ یتامی** وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

سحقا الحجۃ قولہ مسئلہ عموم الخ یہ محل ما فی لباب (؟) دل عن ابن ابی قال ابو صالح کان الرجل اذا ابنتہ اخذ صدقتہا فنہاہم اللہ عن ذلک ونزل واٰتوا الخ ۱۲

اللغات الصدقۃ المہر والنحلۃ یقال نحلہ اذا اعطاہ ایاہ عن طیب نفس بلا توقع عوض المعنی مایہذہ الانسان المرئی مایحمد عاقبتہ کذا فی البیضاوی قلت وراعیت ہذہ المعانی کلہا فی ترجمتی والمراد بقولی خوشگوار مایہضم بسہولۃ وہو معناہ اللغوی فی الفارسیۃ والباقی ظاہر السفہ الخفۃ والمراد خفۃ العقل ۱۲

النحو نحلۃ مفعول مطلق بمعنی ایتاء ومنہ الضمیر للصداق ونفسا تمیز عن النسبۃ وہنیئا مریئا حالان من ضمیر المفعول ۱۲

البلاغۃ فان طبن الخ ای فان وہبن عن طیب لکن جعل العمدۃ طیب النفس للمبالغۃ وعداہ بعن لتضمین معنی التجافی والتجاوز وقال منہ بعثا لہن علی تقلیل الموہوب کذا فی البیضاوی فلیس التقلیل شرطا للجواز واشرت الیہ بقولی یہی حکم کل کا بھی ہے اما البعث علی التقلیل فارشاد ومشورۃ لئلا تبقی مفلسۃ لامال لہا ۱۲

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہانتک کہ جب وہ نکاح کو پہونچ جاوین پھر اگر ان مین ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالے کردو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ اور (اگر یتیم بالغ ہوجاوین جسکا مقتضا مال کا سپرد کردینا ہی جیسا آگے آتا ہی لیکن کم عقل ہون تو) تم (ان) کم عقلون کو اپنے (یعنی انکے) وہ مال مت دو جنکو خدا تعالی نے (ایسے کام کا پیدا کیا ہے کہ انکو) تمہارے (سب کے) لیے مایہ زندگانی بنایا ہی (مطلب یہ کہ مال قدر کی چیز ہی انکو ابھی مت دو کہ بیقدری کرکے اڑا دینگے) اور ان مالون مین (سے) انکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور انسے معقول بات کہتے رہو (یعنی انکی تسلی کرتے رہو کہ مال تمہارا ہی تمہاری خیر خواہی کی وجہ سے ابھی تمہارے ہاتھ مین نہین دیا ذرا سمجھدار ہوجاؤگے تو تم ہی کو دیدیا جاویگا) اور (جب مال سپرد کرنیکے لیے ہوشیاری دیکھنا ضرور ہے تو) تم یتیمونکو (بالغ ہونے سے پہلے ہوشیاری و تمیز داری کی باتون مین) آزما لیا کرو (کیونکہ بالغ ہونیکا وقت تو سپردگی مال کا وقت ہی تو آزمایش پہلے سے چاہیے مثلا کچھ سودا سلف اس سے منگا لیا اور دیکھا کہ کیسے سلیقہ سے خرید لائے یا کوئی چیز فروخت کی دیدی اور دیکھا کہ اسکو کس طرح فروخت کیا) یہانتک (انکو آزمایا جاوے) کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہونچ جاوین (یعنی بالغ ہوجاوین کیونکہ نکاح کی پوری قابلیت بلوغ سے ہوتی ہی) پھر (بعد بلوغ و آزمایش) اگر انمین ایک گونہ تمیز دیکھو (یعنی حفاظت و رعایت مصالح مال کا سلیقہ اور انتظام انمین پاؤ) تو انکے اموال انکے حوالے کردو (اور اگر ہنوز سلیقہ یا انتظام نہ معلوم ہو تو چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے جیسا فقہ مین آتا)

ف مسئلہ قبل بلوغ آزمایش کا جو طریقہ بتلایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر خرید فروخت کرے باذن ولی جائز ہے مسئلہ ایک گونہ تمیز کی جو تفسیر کیگئی اس تمیز نہونے کو سفہ کہتے ہین جو مانع تفویض مال ہے خواہ سلیقہ نہو خواہ سلیقہ ہو مگر اس سلیقہ سے کام نہ لیتا ہو یعنی انتظام نکرتا ہو بلکہ مال کو اڑاتا ہو دونون صورتون مین مال ابھی نہ دیا جاویگا اور اوپر جو کہا ہی ذرا سمجھدار اس ذرا سے بھی یہی خاص تمیز مراد ہے مسئلہ یہ جو کہا ہی کہ چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے اس سے مراد پچیس سال کی عمر سے کم کم ہے اور جب پچیس سال کا پورا ہوجاوے گو یہی حالت رہے تو اسکا مال اسکو دیدینگے مسئلہ سفیہ کے ایسے تصرفات باطل ہین جنمین یہ ضرورت ہی کہ دوسرے کے ہاتھ مین چیز دیدی جاوے جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ اور جو تصرفات زبانی نافذ ہوجاتے ہین جیسے بیع و نکاح و طلاق وغیرہ یہ سب صحیح ہین اور ولی یعنی جسکے قبضہ مین مال ہے اسکو ان تصرفات کی تکمیل کا مثل تسلیم مبیع و زر ثمن و مہر حکم کیا جاویگا مسئلہ علامت بلوغ کی انزال اور حیض ہی اور یہ نہو تو مرد کی عمر اٹھارہ سال کی اور عورت کی سترہ سال کی اور بقول بعض علماء مفتی بہ پندرہ سال دونون مین مسئلہ البتہ اگر اسکے دماغ مین ایسا فتور ہو جسکو جنون یا عتہ کہتے ہین اسکا حکم تمام عمر مثل نابالغ کے رہیگا یہ مسائل ہدایہ مین ہین دفع شبہہ امام صاحب نے کہا ہی مسئلہ یہ کہ بعد پچیس سال کے اسکا مال دیدیا جاوے شبہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے تو رشد پر مدار رکھا ہی اور ابھی رشد ہوا نہین جواب یہ کہ یہان رشد مقابل سفہ کے ہی اور سفہ سے مراد مطلق سفہ نہین بلکہ وہ سفہ جو اثر صبا یعنی طفولیت کا ہی چنانچہ یتامی کا بلوغ کا ذکر اسکا قرینہ ہی اور حضرت نے ترجمہ سفہاء مین لفظ ان سے اسطرف اشارہ کردیا ہی پس ابتداء بلوغ مین تو اسکو عمر سابق کا بقیہ اثر سمجھینگے اور جب پچیس سال کی عمر ہوگئی جسمین آدمی دادا بن سکتا ہی اب طفولیت کا اثر قطعا نہین رہا اس وقت کی بے عقلی دوسری قسم کی ہی پس وہ سفہ نہ رہا تو اسکا مقابل یعنی رشد آگیا جسکی بوجہ تنکیر کے ایک گونہ رشد سے تفسیر کیگئی ہی اور رشد پر تفویض مال کا حکم منصوص ہی پس مال دیدیا جاویگا اور ایک شبہ اس مسئلہ پر ہی کہ اسکے بعض تصرفات نافذ ہوجاوینگے شبہ یہ ہی کہ پھر مال نہ دینے سے کیا فائدہ ہوا جواب یہ ہی کہ اکثر اتلاف مال تبرعات مین ہوتا ہی اور وہ نافذ نہین ہوتے یہ فائدہ کافی ہے پس یہ تقریر ہدایہ سے ماخوذ ہی ربط اوپر حکم فرمایا ہی کہ بعد بلوغ کے بشرط رشد یتامی کا مال انکو حوالہ کردو آگے ان اموال کے کھانے سے احتیاط کا تفویض مذکور مین روکتے ہین اور بعضی ضرورت سے کھانے کی اجازت کو مستثنٰی کرتے ہین کہ حکم یتیم ہے اور حوالہ کرنیکا ایک مستحب طریقہ بھی بتلاتے ہین

النحو اذا فی اذا بلغوا شرطیة وجوابها الشرطیة التی تلیها من قوله فان آنستم الخ ۱۲

ملحقة الترجمة

له قوله فی ترجمة اموالکم یعنی ان کے وانما اضافها الی ضمیر المخاطب مبالغة فی حملهم علی المحافظة علیها کانها اموالکم التی تنالون فی حفظها ۱۲ له قوله فی ترجمة جعل الله لکم حق کوالی سب کے فیه اشارة الی ان الاول حذف المفعول الاول لیجعل الثانی کون ضمیر المخاطبین ما دخل فیه الیتامی وهو بدیع تحقیق التکلف ۱۲ له قوله مایه زندگانی فالقیام بمعنی ما به القیام ای التعیش ۱۲ له قوله فی ترجمة فیها ان مالون مین سے نفی یعنی من التبعیضیة کما جوزه فی الروح ۱۲ له قوله تحت ترجمة بلغوا پوری الخ المراد صلاحیة التوالد فان الجماع ربما یقع من غیر البالغ لکنه لا ینزل فلا یتوالد ۱۲

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اڑا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچاوے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھا لے

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی۔

تتمہ حکم چہارم و استیناف حکم پنجم درمیان اجزاء تتمہ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ اور ان اموال (یتامیٰ) کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے (پھر انکو حوالہ کرنا پڑیگا) جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور (اگر اسطرح نہ اڑاویں بلکہ تھوڑا کھانا چاہیں تو اسکا یہ حکم ہے کہ) جو شخص (اس مال سے) مستغنی ہو (یعنی اسکے پاس کہیں بقدر کفایت موجود ہو گو صاحب نصاب نہ ہو) سو وہ تو اپنے کو بالکل (تھوڑا کھانے سے بھی) بچاوے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے (یعنی جس میں حاجات ضروریہ رفع ہو جاویں) کھا لے (اور لے لے) پھر جب (العہد بعد وجود شرائط یعنی بلوغ و رشد مذکور کے) انکے اموال انکے حوالہ کرنے لگو تو (بہتر ہے کہ) ان (کے مال انکو دیدینے) پر گواہ بھی کر لیا کرو (شاید کسی وقت کچھ اختلاف واقع ہو تو گواہ کام آدیں) اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں (اگر خیانت نہ کی ہو تو گواہ نہ ہونا بھی مضر نہیں کیونکہ اصل حساب جنکے متعلق ہے وہ تو سب کچھ جانتے ہیں اور اگر خیانت کی ہو تو گواہ ہونا کوئی نافع نہیں کیونکہ جن سے حساب کا سابقہ ہے وہ اسکا ملوث ہونا جانتے ہیں صرف ظاہری انتظام کے لیے گواہ کرنا مصلحت ہے) ف مسئلہ یتیم کے حاجتمند کارکن کو بقدر حوائج ضروریہ صرف کرنا بوجہ اپنے حق الخدمت کے جائز ہے کذا فی الہدایۃ و ہذا لان الحبس من اسباب النفقۃ کما فی الوصی الخ مسئلہ یہ گواہ کرنا بمصلحت مذکورہ مستحب ہے ربط اوپر یتامیٰ کو ضرر پہونچانے سے ممانعت فرمائی ہے ایک ضرر یتامیٰ کو جاہلیت میں یہ بھی پہنچایا جاتا تھا کہ انکو میراث میں مستحق نہ سمجھتے تھے اسلیے اگلے حکم ششم میں ایک قاعدہ کلیہ سے اس رسم کا ابطال فرماتے ہیں حکم ششم اثبات حقوق ورثہ ذکور و اناث لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ مردوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاویں اور (اسیطرح) عورتوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاویں خواہ وہ (چھوڑی ہوئی) چیز قلیل ہو یا کثیر ہو

النحو قولہ اسرافا و بدارا حالان ای مسرفین و مبادرین کبرہم والمبادرۃ المسارعۃ وہی لاصل الفعل ہہنا و یصح المفاعلۃ بان یبادر الولی اخذ مال الیتیم والیتیم یبادر نزعہ منہ کذا فی روح المعانی قولہ و لا تاکلوا الخ معطوف علی ابتلوا لا علی ادفعوا لعدم تقییدہ بایناس الرشد و فاعل کفیٰ الاسم الجلیل والباء زائدۃ لیدل علی معنی الامر فالتقدیر اکتفوا باللہ وحسیبا حال مما قل بدل مما ترک باعادۃ العامل فنصیبا حال اذ المعنی ثبت لہم مفروضا مقطوعا واجبا لہم بیضاوی قلت و راعیت فی ترجمۃ المفروض کلا معنی القطع والوجوب ۱۲ البلاغۃ فی روح المعانی و ایراد حکمہن علی الاستقلال للاعتناء بامرہن والایذان باصالتہن فی الاستحقاق والمبالغۃ فی ابطال حکم الجاہلیۃ مع الاشارۃ من اول الامر الی تفاوت ما بین نصیبی الفریقین قولہ للرجال والنساء اقول التعبیر بالرجال والنساء المتبادر منہ البالغون مع کون المراد اعم لعلہ لنکتۃ الاشارۃ الی ان الصغار فی ہذا الحکم کانہم الکبار فافہم ۱۲

الفقہ استدلوا بالآیۃ علی ان الوارث لو اعرض عن نصیبہ لم یسقط حقہ و ہو مذہب ابی حنیفۃ رح کذا فی روح المعانی۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابو الشیخ و ابن حبان فی کتاب الفرائض من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال کان اہل الجاہلیۃ لا یورثون البنات ولا الصغار الذکور حتی یدرکوا فمات رجل من الانصار یقال لہ اوس بن ثابت و ترک ابنتین و ابنا صغیرا فجاء ابنا عمہ خالد و عرفطۃ وہما عصبتہ فاخذا میراثہ کلہ فاتت امرأتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک فقال ما ادری ما اقول فنزلت للرجال نصیب الآیۃ اھ قلت وبہذہ الروایۃ ثبت ما ذکرتہ فی تقریر ربط الآیۃ بقولی ایک ضرر الخ وبہا علم وجہ تعمیم ترجمۃ الرجال للصغار والکبار وکذا النساء فافہم ۱۲ ۔

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝

اور جب تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار اور یتیم اور غریب لوگ تو انکو بھی اس میں سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی سے بات کرو

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو انکی انکو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہونگے

ع ۱ / ۱۲

میں سے ملیگا اور یہ حصہ (بھی ایسا جو) قطعی (طور پر مقرر ہے) ف یہاں صرف استحقاق حصہ میراث کا اجمالاً بیان ہوا ہے تھوڑی دور آگے سب ورثہ کی تفصیل آتی ہے اور نزدیک کے رشتہ سے مطلب یہ ہے کہ شرع میں جو ترتیب وارثوں میں مقرر و ثابت ہے اس ترتیب میں نزدیک ہو اور ظاہر ہے کہ نزدیکی دونوں جانب سے ہوتی ہے پس اس سے لازم آگیا کہ جو رشتہ دار اقرب ہوگا وہ میراث پاویگا پھر جہاں شرع نے سبکو اقرب سمجھا ہے گو وجوہ اقربیت کے متفاوت ہوں وہاں سبکو وارث بنایا ہے اور جہاں ایک کو اقرب ایک کو ابعد سمجھا ہے اقرب کو وارث کیا ہے ابعد کو نہیں اس قاعدہ سے سب میں ذوی الفروض وعصبات وذوی الارحام حنفیہ کے نزدیک وارث ہیں سب آگئے البتہ عصبات میں میراث کا مقرر ہونا اور ذوی الارحام میں اسکا قطعی ہونا جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کسیقدر شاید موجب خلجان ہو لیکن مقرر سے مراد یہ لیا جاوے کہ رائے پر موقوف نہیں بلکہ شرع نے قواعد مقرر کر دیے ہیں اور قطعی سے مراد یہ لیا جاوے کہ جو عمل میں مثل قطعی کے ہو جسکو فرض عملی کہتے ہیں اب کچھ خلجان نہیں ربط اوپر ورثہ مستحقین ترکہ کا بیان تھا آگے حکم ہے تقسیم میں غیر مستحقین ترکہ کے ساتھ بھی ایک گونہ مراعات کا استحباباً حکم فرماتے ہیں حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (۸) اور جب (وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت (یہ لوگ) آموجود ہوں (یعنی دور کے رشتہ دار (جنکا میراث میں حق نہیں) اور یتیم اور غریب لوگ (اس توقع سے کہ شاید ہمکو بھی کچھ ملجاوے رشتہ دار تو اس گمان سے کہ استحقاق ہے اور دوسرے لوگ بامید خیرات کے) تو انکو بھی اس (ترکہ) میں (جسقدر بالغوں کا ہے انہیں) سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی (اور نرمی) سے بات کرو (وہ بات رشتہ داروں کو تو یہ ہے کہ سمجھادو کہ تمہارا حصہ شرع سے آیا نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دیکر احسان نہ جتلاؤ) ف مسئلہ یہ حکم واجب نہیں مستحب ہے اور اگر ابتدا میں واجب ہوا ہو تو وجوب منسوخ ہے مسئلہ اور بالغوں کی قید اسلیے لگائی کہ نابالغوں کے حصہ میں سے خیرات یا کسی کی مدارات بالکل جائز نہیں ربط اوپر یہانتک اصل مضمون یتیموں کو ضرر نہ پہونچانیکا تھا اور درمیان دوسرے مضامین اسی کی مناسبت سے مذکور ہوئے ہیں آگے اسی اصل مضمون کی تاکید کے لیے ایک واقعہ دنیویہ فرض کرتے ہیں جس سے یتیموں کی ہمدردی پیدا ہو اور ایک واقعہ آخرت کا یقین دلاتے ہیں تاکہ خوف پیدا ہو اور دونوں واقعوں میں فکر کرکے یتامی کے اضرار کی جرأت نکریں تاکید رعایت حق یتامی وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (۹) إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (۱۰)

اللغات السعیر فعیل بمعنی مفعول من سعرت النار اوقدتہا من روح المعانی ۔
البلاغة القسمة مفعول به وقدمت لانها المبحوث عنها ولان فی الفاعل تعدد افلو روعی الترتیب یفوت تجاوب اطراف الکلام وقیل قدمت لتکون امام الحاضرین فی اللفظ کما انہا امامہم فی الوقوع کذا فی روح المعانی۔ فی حاشیة البیضاوی وجعل ترکوا علی معنی شارفوا لیصح وقوع خافوا جزاء له ضرورة ان لاخوف بعد حقیقة الموت وترک الذریة وفی البیضاوی وفی ترتیب الامر علیه ای علی انہم لو ترکوا الخ اشارة الی المقصود منه ای من الامر والعلة فیه لبعث علی الترحم وان یحب لاولاد الغیر ما یحب لاولاده وتہدید للمخالف بحال اولاده اھ قلت ولا یلزم بحال الاولاد والبعد ما قررت الآیة بما هو مذکور فی الملحقات فی فائدة ترجمة قوله لیتقوا فافہم ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن عباس انه قال فی الآیة یعنی بذلک الرجل یموت وله اولاد صغار ضعاف یخاف علیہم العیلة والضیعة فان ولی مثل ذریته ضعافا یتامی فلیحسن الیہم اھ واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس انه قال فی الآیة یعنی الرجل یحضره الموت فیقال له تصدق من مالک واعتق واعط فی سبیل الله فنہوا ان یامروا بذلک الخ فالمعنی ح یکون علی من حضر المریض فکما لا یرضی احدکم ان یترک ذریته بغیر مال فلا ینبغی ان یامر غیره بذلک وقیل فی الوصیة بما زاد علی الثلث انتہی مختصرا ومغیرا بیسیر قلت ظاہر المقام یقتضی التفسیر الاول وما عداه مبنی علی ان اللفظ بعمومه یشمل الجمیع فافہم کیلا تتوہم التعارض بین الجمیع لاسیما بین قولی ابن عباس رض ۱۲

حاشیة الترجمة
۱۔ قوله مسئلہ (۱) فی روح المعانی امر ندب کلف به البالغون من الورثة تطییبا للقلوب المذکورین وتصدقا علیہم وقیل امر وجوب واختلف فی نسخه فعن ابن عباس انه لا نسخ واخرج ابوداؤد فی ناسخه وابن ابی حاتم من طریق عطاء عن ابن عباس نسختہا آیة المیراث اھ قلت یحمل النسخ علی الوجوب وعدمه علی الندب فلا تعارض بین القولین ۱۲

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً

اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو نصف ملیگا

اور (یتامی کے معاملہ میں) ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ (کر مر) جاویں تو ان (بچوں) کی ان (لوگوں) کو فکر ہو (کہ دیکھیے انکو کوئی آزار نہ دے تو ایسا ہی دوسرے کے بچوں کے لیے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ہم انکو آزار نہ دیں) سو اس بات سے ڈریں (ان لوگوں کو چاہیے کہ (یتامی کے معاملہ میں) خدا تعالیٰ (کے حکم کی مخالفت) سے ڈریں (یعنی فعلاً آزار و ضرر نہ پہنچاویں) اور (قولاً بھی ان سے) موقع کی بات کہیں (یعنی تسلی اور دلجوئی کی بات بھی انکی اور تعلیم و تادیب کی بات بھی انکی غرض انکے مال اور جان دونوں کی اصلاح کریں) بلا شبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں (یعنی انجام اس کھانے کا یہ ہونے والا ہے) اور (اس انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ) عنقریب (یعنی مرنے کے ساتھ ہی) جلتی آگ میں داخل ہونگے (وہاں یہ انجام نظر آویگا) ف پہلے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ اچھا برتاؤ خود پسندی ہے دیگران پسند اور قول سدید کی جو تفسیر کیگئی ہے اس میں انکی تہذیب کے متعلق اگر بقدر ضرورت تشدد کرنا پڑے وہ بھی داخل ہو گیا ایسی نرمی کا حکم نہیں جس میں وہ بگڑ جاویں مطلب یہ ہے کہ ہر امر میں انکی مصلحت مرعی ہو اپنی مصلحت پر نظر نہو پس تادیب میں بھی اپنے غیظ کی شفا مقصود نہونا چاہیے اور بلا استحقاق کے جو قید لگائی گئی اس سے یہ فائدہ ہوا کہ با استحقاق کھانیکی اجازت ہے جسکا بیان ابھی حکم پنجم میں من کان فقیرا کی تفسیر میں گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے مسئلہ جسطرح مال یتیم کا خود کھانا حرام ہے اسیطرح کسیکو کھلانا دینا گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہو یہ بھی حرام ہے اسی لیے ترجمہ میں لفظ برتتے کا ظاہر کر دیا گیا ہے اور یہی نابالغ کا حکم ہے گو یتیم نہو خوب یاد رکھو اس میں بہت بے پروائی کیجاتی ہے ربط حکم ششم میں ورثہ کا استحقاق حصص اجمالاً مذکور ہے آگے ان حصص کی کچھ تفصیل یہاں ارشاد ہے اور کچھ ختم سورۃ پر اور پوری تفصیل ان احکام کی دوسرے دلائل شرعیہ سے اخذ کر کے کتب فرائض میں موجود ہے اور اس تفصیل میں کئی قسم کے ورثہ کا حصہ بیان فرمایا ہے اور ان ورثہ کی تخصیص ذکری کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد اور بھائی بہنوں کے متعلق سوال کیا گیا تھا کما سیذکر فی الحواشی العربیۃ اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں جنکے اول میں حصص اولاد کے مذکور ہیں اور آخر میں بھائی بہن کے اور پھر اس دوسرے مضمون کا تتمہ ختم سورۃ میں مذکور ہے اور درمیان میں ماں باپ اور زوجین کے حصص اسلیے آگئے کہ ماں باپ اور زوجین کے ہونے نہونے سے اولاد کے حصے بدل جاتے ہیں پس اصل مقصود انہی دو سوال کا جواب ہے اور اگر یہ دیکھا جاوے کہ پہلے مقصوداً ہیں اولاد کے ساتھ زوجہ بھی تھی تو ذکر زوجہ کو اور زیادہ ربط بڑھ جاویگا حصہ اولاد يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے (میراث پانے کے) باب میں (وہ یہ کہ) لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر (یعنی اگر لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی ملی جلی ہوں تو انکے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر (اولاد میں) صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے (اور اگر دو لڑکیاں ہوں تب بھی دو تہائی ملنا بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اگر انمیں ایک لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا تو اس لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسیطرح گھٹ ہی نہیں سکتا اور دونوں لڑکیاں یکساں حقدار ہیں پس اسکا بھی ایک تہائی ہوگا دونوں کا ملکر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں یہ شبہ تھا کہ شاید انکو تین تہائی یعنی کل ملجاوے

اللغات یوصیکم ان یقدم الی الغیر لیعمل فیہ مقترنا بوعظ والمراد یامرکم روح المعانی ۱۲ الوصیۃ عدل عن الامر الی الایصاء لانہ ابلغ و ادل علی الاہتمام وطلب الحصول بسرعۃ روح المعانی ۱۲

الروایات روی احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ عن جابر قال جاءت امرأۃ سعد بن الربیع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ہاتان ابنتا سعد قتل ابوہما یوم احد وان عمہما اخذ مالہما ولم یدع لہما مالا ولا تنکحان الا ولہما مال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یقضی اللہ تعالیٰ فی ذلک فنزلت آیۃ المیراث فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عمہما فقال اعط ابنتی سعد الثلثین واعط امہما الثمن وما بقی فہو لک کذا فی روح المعانی ۱۲

الحواشی العربیۃ
۱ قولہ فی ترجمۃ ولیخش ... الظلم المضمر مفعول ... اشارۃ الی انہ نزل منزلۃ اللازم لان المعنی یخافوا علیہم کما یخافون علی اولادہم فافہم ۱۲
قولہ چھوٹے چھوٹے بچے ... الثانی ترجمۃ ... فافہم ۱۲
قولہ فی ذیل ترجمۃ فلیتقوا آزار و ضرر نہ پہنچاویں اشارۃ الی ان الاصل فی التریب ... عدم ضرر ... الامر بالتقوی ... اجزاء الکلام ...
۱۲ قولہ بھر رہے ... فیہ ... المجازیۃ ... الاصل ان یکون ذکر ... للتاکید والمبالغۃ ... یقولون بافواہہم ... التی فی الصدور ...
۵ قولہ ...

وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ

اور ماں باپ کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو

وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو اسکی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد

اسلیے فرمایا کہ اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں مگر دو تہائی سے نہ بڑھیگا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو (کل ترکہ کا) نصف ملیگا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت کا ایک نصف بچا ہوا دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہ ہو تو پھر وہ انہی کو دیدیا جاویگا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے) ف مسئلہ اور یہ سب تقسیم بعد تجہیز و تکفین و اداے دیون و تنفیذ وصیت من الثلث کے ہوگی جیسا عنقریب واضح ہوگا ف[2] اولاد کے وارث ہونیکی چار صورتیں آیت سے معلوم ہوئیں ایک یہ کہ لڑکے لڑکیاں سب ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایک لڑکی ہو تیسرے یہ کہ دو لڑکیاں ہوں چوتھے یہ کہ دو لڑکیوں سے زائد ہوں ف[3] حدیث اور اجماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لیے نہیں اسیواسطے حضرت صدیق اکبر رض نے فدک وغیرہ کو میراث میں تقسیم نہیں فرمایا اور اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کرلیا جاوے تب بھی حضرت صدیق اکبر رض نے چونکہ بلاواسطہ آپ سے سنی تھی انکے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہے یا یہ کہا جاوے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خبر واحد سے بھی ثابت ہوجاتا ہے اور وقف میں بالاجماع میراث نہیں حصہ والدین وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اور ماں باپ (کو میراث ملنے میں تین صورتیں ہیں ایک صورت میں تو ان) کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ (مقرر) ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو (خواہ ذکر یا مونث خواہ ایک یا زیادہ اور بقیہ میراث اولاد اور دوسرے خاص خاص ورثہ کو ملیگی اور پھر بھی بچ جاوے تو پھر سکو دیجاویگی) اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور (صرف) اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں (یہ دوسری صورت ہے اور صرف اس لیے کہا کہ بھائی بہن بھی نہوں جیسا آگے آتا ہے) تو (اس صورت میں) اسکی ماں کا ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کا اور چونکہ صورت مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اسلیے تصریح کی حاجت نہیں ہوئی) اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن (کسی قسم کے) ہوں (خواہ ماں باپ دونوں میں شریک جسکو عینی کہتے ہیں خواہ صرف باپ ایک ماں الگ الگ جسکو علاتی کہتے ہیں خواہ صرف ماں ایک باپ الگ الگ جسکو اخیافی کہتے ہیں غرضکہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہو اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے) تو (اس صورت میں) اسکی ماں کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملیگا (اور باقی باپ کو ملے گا) ف تیسری صورت میں ان بھائی بہنوں کی وجہ سے ماں کا حصہ بمقابلہ دوسری صورت کے کم ہوگیا لیکن باپ کی وجہ سے بھائی بہنوں کو بھی نہ ملیگا حقوق متقدمہ علی المیراث مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ط (یہ سب حصے) وصیت (کے قدر مال) نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکال لینے) کے بعد (تقسیم ہونگے) ف مسئلہ اور ان دونوں سے پہلے تجہیز و تکفین ضروری ہے مسئلہ اور وصیت سے مراد وہ ہے جو شرع کے موافق ہو مثلاً وارث کو وصیت میں کچھ نہ دے اور بعد تجہیز و تکفین و اداے دیون کے جو مال بچے اسکے ایک ثلث سے زائد کی وصیت نکرے ورنہ وہ وصیت میراث سے مقدم نہوگی۔ اور جاننا چاہیے کہ دین اور وصیت میں دین مقدم ہے گو قرآن میں لفظاً پہلے مذکور ہے جسمیں نکتہ یہ کہا گیا ہے کہ دین کے تو مطالبہ کرنے والے آدمی ہیں وہ خود ہی وصول کرلیں گے اسمیں کوتاہی کا احتمال کم ہے البتہ وصیت چونکہ اصل میں تبرع ہے اسلیے اسمیں کوتاہی کا احتمال زیادہ ہے اسلیے اہتمام و تاکید کی غرض سے ذکر میں پہلے لے آئے واللہ اعلم ربط آگے اسکی حکمت بتلاتے ہیں کہ میراث کا قصہ میت کی راے پر نہیں رکھا گیا بلکہ خود حق تعالے نے سب قواعد مقرر فرمادیے۔

ملحقۃ الترجمۃ
[1] قولہ خاص خاص اقارب لان کل قریب لا یرث ۱۲ منہ
قولہ کچھ اولاد ہو فالولد اعم من الذکر والانثی والواحد والاکثر فہو اسم جنس ۱۲ منہ
بھائی بہن کسی قسم کے الخ فالاخوۃ جمع ما فوق الواحد و علیہ الاجماع وفیہ تغلیب للمذکر علی المونث

النحو من بعد وصیۃ متعلق بمحذوف ای ستقر ذلک الانصباء من بعد وصیۃ ای اخراج قدر ما وقع بہ الوصیۃ ۱۲ فائدہ الوصف التعمیم ای بای وصیۃ صدق علیہا انہ اوصی بہا یخص من ہذا العموم ما فیہ الجورۃ قولہ ان وصی لاقتسام ای لفنس الوجوب ۱۲

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو نفع پہونچانے میں نزدیک تر ہے یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

بڑے علم اور حکمت والے ہیں اور تم کو آدھا ملیگا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہو اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن

تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جاویں یا دین کے بعد اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہارے

لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

کچھ اولاد نہو اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد

حکمت عدم تفویض تقسیم مال باختیار مورث آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ تمہارے اصول و فروع جو ہیں تم (ان کے متعلق) پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو (دنیوی یا اخروی) نفع پہونچانے میں (باعتبار توقع کے) نزدیک تر ہے (یعنی اگر تمہاری رائے پر تقسیم رکھا جاتا تو بغالب احوال تم لوگ تقسیم میں مدار ترجیح و تفضیل کا اس شخص کی نفع رسانی پر رکھتے اور اس مدار کے تیقن کا خود کوئی طریقہ کسی کے پاس نہیں ہے تو اسکا مدار حکم تجویز ٹھیرانا بھی صحیح نہ تھا پس جب نفع میں مدار بننے کی قابلیت نہ تھی اسلیے دوسرے مصالح جو اگرچہ وہ تمہارے ذہن میں نہ آویں اس حکم کا مبنی اور مدار ٹھیرا کر) یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا (اور یہ امر) بالیقین (مسلم ہے کہ) اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں (پس جو حکمتیں انہوں نے اپنے علم سے تجویز کی ہیں وہی قابل اعتبار ہیں اسلیے تمہاری رائے پر نہ رکھا) ف دنیوی نفع مثلاً یہ کہ فلاں وارث ہماری خوب خدمت کریگا اکثر اوقات وہ دغا دیجاتا اور دوسرا شخص حسبۃً للہ یا محبت کی وجہ سے زیادہ خدمت کیا کرتا ہو اور اخروی نفع یہ کہ ہم کو یہ ثواب بخشا کریگا یا آخرت میں شفاعت کریگا اسلیے اسکو زیادہ دینا چاہیے کبھی ایسے بھی خیال ہوتا ہے بعض بددینوں نے مسئلہ میراث میں کچھ دنیوی مضرتیں نکالی ہیں اول تو خود ابھی وہ مضرتیں ہی ثابت نہیں ہوئیں پھر ان مضرتوں کے مقابلہ میں اہل عقل نے اس سے زیادہ منفعتیں اور میراث نہ ملنے میں اس سے زیادہ مضرتیں ثابت کر کے دکھلا دی ہیں چنانچہ بہ تفصیل خطبات و اخبارات میں ناظرین نے دیکھا ہوگا اور اگر ان سب سے قطع نظر کیجاوے تو قرآن مجید کا مضمون اس شبہ کے جواب کے لیے کافی ہے پس ہم کہیں گے کہ ساری مضرتیں مسلم مگر اسکا دار و مدار نفع و مضرت پر نہیں ہے کسی اور حکمت پر ہے جسکو نہ تو جاننے کا ہم دعویٰ کریں اور نہ بتلانے کا ذمہ کریں اور نہ ہمکو اسکی ضرورت اگر طبیب حاذق مریض کے لیے کوئی نسخہ تجویز کرے اور بنائے تجویز نہ بتلاوے اور ظاہراً اس سے مریض کو تکلیف بھی ہو تو کیا اسکا صرف حاذق ہونا اسکے لیے کافی نہ ہوگا کہ اس مریض پر اسکے سوال کا جواب کہا جاوےگا۔ اور بعض لوگ اس میں وصیت کی اور توجیہ کی ہے کہ تم مردہ کی وصیت کو اپنے لیے بیشتر اور اس مردہ کو ضرر رسان نہ سمجھو کہ ہمارا حصہ وصیت کے سبب گھٹ گیا اور ایسا سمجھ کر منفذ وصیت میں کوتاہی نکرو کیونکہ تمکو کیا معلوم کون شخص انفع ہے یعنی اگر وصیت نکرتا تو باعتبار دنیا کے وہ انفع تھا اب وہ موصی باعتبار آخرت کے تمہارے لیے انفع بن گیا کہ تم اسکو جاری کر کے ثواب لوگے اور ابتداء اسلام میں جب میراث نہ تھی سب کا حصہ موصی کی رائے پر تھا اسوقت یہی امر قریب بحکمت تھا اور ممکن ہے کہ اصل مقصود تو یہی میراث کا قانون ہو لیکن منع توحش کے لیے بتدریج اسکا حکم کیا گیا ہو پہلے موصی کی رائے پر ایک مصلحت سے رکھ دیا ہو حصہ مقرر ہو گئے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ اور تم کو آدھا ملیگا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جاویں اگر ان کے کچھ اولاد نہو

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ اصول و فروع فی الکلام ذو قرینۃ ذکرہم سابق ذکورا و اناثا ۱۲

اللغۃ آباؤکم مبتدأ خبرہ لا تدرون الخ قولہ فریضۃ مصدر العامل محذوف ای فرض ذلک بالبناء للمفعول عند الحیث ذلک فی الترجمۃ ۱۲
فائدۃ ۔ وما ذکرتہ من تقریر قولہ تعالیٰ لا تدرون من الوجہین لم ار من سلف الا انہ یہم من المفہوم من ظاہر الآیۃ انکم لا تدرون وانما نحن ندری ایہم اقرب لکم فلذا اسند فرض ما فرض

ثم یورد علیہ ان اللازم من ذلک ان یقدم ادرج فی المیراث یلزم ان یکون اقرب فی النفع وہو بعید وجہ عدم التوہم ان ذلک غیر معلل بالنفع کما ذکرت بل ہو رد للتعلیل بہ بان مدار الارث عندکم الانفعیۃ مع عدم کونہ مدارا بل مدارہ الحکم والمصالح التی ہی محجوبۃ عن عقولکم بالمرۃ ولا التفصیل الیہ اذ انکم اخذتہ بذا من روح المعانی وہو کما تری امر الحسن بکان واللہ اعلم ۱۲

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ

اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسرونکو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے　وصیت نکالنے کے بعد　جسکی وصیت کردیجاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسیکو ضرر نہ پہونچاوے یہ حکم کیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں

(نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو (خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے) تو (اس صورت میں) تمکو انکے ترکہ سے ایک چوتھائی ملیگا (یہ کل دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن ہر صورت میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ وہ انکی وصیت کر جاویں یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ (خواہ وہ ایک بیبی ہوں یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاویگا) اگر تمہارے کچھ اولاد نہو (نہ مذکر نہ مؤنث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو (خواہ ان بیبیوں سے ہو یا اور عورت سے) تو (اس صورت میں) انکو (خواہ وہ ایک ہوں یا کئی) تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملیگا (یہی دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ تم انکی وصیت کر جاؤ یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے کے بعد ملیگی) حصہ برادر و خواہر اخیافی وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ۱۲ اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا) نہ فروع ہوں (یعنی اولاد و اولاد کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا اور زیادہ) تو وہ سب تہائی میں (برابر کے) شریک ہونگے (اور ان میں مذکر و مؤنث کا برابر حصہ ہے اور بقیہ میراث دوسرے ورثہ کو اور اگر کوئی اور نہ ہو تو پھر انہیں کو دیجاویگی یہ دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد جسکی وصیت کردیجاوے یا (اگر) دین (ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی (وارث) کو ضرر نہ پہونچاوے (نہ ظاہراً نہ ارادۃً ظاہراً یہ کہ مثلاً ثلث سے زیادہ وصیت کرے تو وہ وصیت میراث پر مقدم نہ ہوگی اور ارادۃً یہ کہ رہے تو ثلث کے اندر لیکن نیت یہ ہو کہ وارث کو کم ملے یہ ظاہراً نافذ ہو جاویگی لیکن گناہ ہوگا) یہ (جسقدر یہانتک مذکور ہوا) حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں (کہ کون ما نتا ہے کون نہیں ملتا اور نہ ماننے والوں کو جو فوراً سزا نہیں دیتے تو وجہ یہ کہ) حلیم (بھی) ہیں ف اخیافی کی قید پر اجماع ہے اور سعد بن ابی وقاص رض اور ابی رض اسکے ساتھ من الام بھی پڑھتے تھے کذا فی روح المعانی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے یہ قید بطور تفسیر کے سنی ہوگی اور نیز خود اس مقام میں غور کرنیسے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان بھائی بہنوں کو سدس اور ثلث کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصے ماں کے اوپر مذکور ہو چکے ہیں اس مناسبت سے

اللغات فی روح المعانی کلالۃ ہی فی الاصل مصدر بمعنی الکلال وہو الاعیاء ثم استعیر لاستعمال الحقائق للقرابۃ من غیر جہۃ الوالد والولد لضعفہا بالنسبۃ الی قرابتہا وتطلق علی من لم یخلف والدا ولا ولدا (وہذا ہو المراد فی الآیۃ) وعلی من لیس بوالد ولا ولد من المخلفین بمعنی ذی کلالۃ کما تطلق القرابۃ علی ذو القرابۃ ۱۲ ۔

النحو کان جملۃ المیت قولہ رجل ومعطوفہ امراۃ اسم کان وکلالۃ خبرہا وقولہ یورث صفۃ رجل والمعنی یورث منہ لتعدیتہ بمن وربما تحذف وقولہ غیر مضار حال من فاعل یوصی المذکور فی قراءۃ یوصی معروفا والمدلول علیہ بقولہ یوصی فی قراءۃ مجہولا وراعی کونہ حالا فی ترجمۃ بقولہ بشرطیکہ وقولہ وصیۃ عندی مفعول مطلق عاملہ محذوف ای وصی بہا وصیۃ من اللہ قولہ ولہ افرد الضمیر لرجل وتوحید الضمیر لوجوبہ فیما وقع بعد او حتی ان ما ورد علی خلاف ذلک یئول واتی بہ مذکرا للتحیار بین ان یراعی المعطوف علیہ والمعطوف والتذکیر للتغلیب ۔ قولہ اکثر من ذلک ای المذکور من اخ واحد او اخت واحدۃ ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج الائمۃ الستۃ عن جابر بن عبد اللہ قال عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر فی بنی سلمۃ ماشیین فوجدنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اعقل شیئا فدعا بماء فتوضأ منہ ثم رش علی فافقت فقلت ما تامرنی ان اصنع فی مالی فنزلت یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیۃ قلت والتحقیق نزولہا فی قصۃ سعد بن الربیع والجواب کما فی لباب النقول انہ یحتمل ان یکون نزول اولہا فی قصۃ البنتین وآخرہا وہو قولہ وان کان رجل فی قصۃ جابر ویکون مراد جابر بقولہ فنزلت یوصیکم اللہ ای ذکر الکلالۃ المتصل بہذہ الآیۃ ۱۲

لمحقات الترجمۃ

ـــ قولہ فی ترجمۃ فان کان لکم ولد یا اور عورت سے لم یقل زوجۃ لان الحکم عام فیما کان الوالدۃ او المملوکۃ ۱۲ ـــ قولہ بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لم یزد الرد کما فی ما قبلہ لان الزوجین لا یرد علیہا ۱۲ ـــ قولہ باپ دادا الجد فی حکم الاب عند ابی حنیفۃ رح والذی فی آخر من ذکر الاخوۃ من ثم کان تردد عمر فیما اشتد کما فی الاحادیث ـــ قولہ ایک بہن الخ اشار ان التنوین للوحدۃ ۱۲ ـــ قولہ نہ ظاہراً نہ ارادۃً فالنفی فی غیر المضار کلام للمنفی فی الاول وفی الثانی فافہم ۱۲

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالی اسکو ایسی بہشتوں میں داخل کرینگے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْھَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اسکے ضابطوں سے نکل جاویگا اسکو آگ میں داخل کرینگے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہو۔

ع ۱۳

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرلو سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم انکو

فَاَمْسِكُوْھُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت انکا خاتمہ کردے یا اللہ تعالی انکے لیے کوئی اور راہ تجویز فرمادیں

یہ بھائی بہن وہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم اس سورت کے ختم پر آویگا اور اجماع بالاتفاق قطعی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں انکے علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینہ سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا لغیرہ عصبہ بن جاتا ہو اور اخیافی کبھی عصبہ نہیں ہوتا واللہ اعلم اور اصول کی تفسیر باپ دادا کے ساتھ کیگئی یہ مذہب امام صاحب کا ہے پس دادا سے سب طرح کے بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں اور دوسرے علماء و ائمہ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے اور یہ مسئلہ صحابہ میں بھی مختلف فیہ تھا **ربط** ان احکام کو بیان کرکے آگے ان کے اعتقاداً و عملاً ماننے کی تاکید اور تفصیلاً اور نہ ماننے پر وعید ارشاد فرماتے ہیں **تاکید اطاعت در احکام مذکورہ** تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْھَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ یہ سب احکام مذکورہ (متعلقہ میراث یا مع احکام یتامی کے) خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا (یعنی ان ضابطوں کی پابندی کریگا) اللہ تعالی اسکو ایسی بہشتوں میں (فوراً) داخل کرینگے جنکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اسکے ضابطوں سے نکل جاویگا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھے گا اور یہ حالت کفر کی ہے) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرینگے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے **ف** یطع اور یتعد حدوده کی جو تفسیر کیگئی ہے اس بناء پر اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا مذکور ہے ایک مطیع کامل۔ دوسرا عاصی کامل اور ایک قسم آیت میں غیر مذکور ہے یعنی اعتقاداً مطیع ہو اور عملاً تقصیر وار ہو اسکا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ مستحق سزا ہے لیکن اخیر میں نجات ہے اور خود یہاں بھی غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جب اسکی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بین بین ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ ثواب کا مقدم اور عذاب کا موخر ہونا تو احتمال باطل ہے پس عکس متعین ہوگیا پس آخر میں نجات ثابت ہوئی۔ اور فوراً کے معنے یہ ہیں کہ بلا عذاب جنت میں جاویگا۔ اور بالکل نکلجانا کفر کے ساتھ خاص اسلیے ہے کہ اعتقاد رکھنا بھی تو ایک ضابطہ ہے جو معتقد ہے وہ بالکل خارج نہیں اور یہ احتمال باطل ہے کہ کوئی عمل کرے اور اعتقاد نکرے کیونکہ قبول عمل کے لیے اعتقاد شرط ہے پس وہ عمل بھی منتفی رہیگا وہ بھی بالکلیہ خروج رہا **ربط** جاہلیت میں جیسا یتامی اور مواریث کے معاملہ میں بہت سی بے اعتدالیاں تھیں جنکی اصلاح اوپر کی آیات میں مذکور ہوئی اسیطرح عورتوں کے معاملہ میں بھی طرح طرح کے رسوم قبیحہ اور بے عنوانیاں شائع تھیں مثلاً انکو طرح طرح سے ایذائیں پہنچاتے تھے انکو تنگ کرتے تھے جنسے نکاح حرام ہے ان سے نکاح کرلیا کرتے تھے وعلی ہذا آگے الرجال قوامون تک ان معاملات کی اصلاح فرماتے ہیں اور جو خطا و قصور شرعاً معتبر ہو اسپر تادیب کی اجازت دیتے ہیں اور یہ مضمون تادیب ہی سے شروع ہوا ہے اور تادیب و اصلاح ہی پر ختم ہوا ہے ان جملوں میں واضربوھن اور ان یریدا اصلاحا الخ

حکم ششم سیاست زانیہ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْھُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮

قال المترجم

قولہ بالکل ہی حدوده لعمومه جامعرفا بالاضافة لا استثناء منه فی الآیة للمعتزلة قد فی ف بیان فافهم

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ (صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو) کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں (یعنی قبل حضور
موت جسکے معنے آگے آتے ہیں) توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ (قبول توبہ کے ساتھ) توجہ فرماتے ہیں (یعنی توبہ قبول کر لیتے ہیں)
اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (کہ کسنے دل سے توبہ کی) حکمت والے ہیں (کہ ایسے توبہ کرنے والے کو فضیحت نہیں کرتے) اور ایسے لوگوں
کی توبہ (قبول) نہیں جو (برابر) گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے موت ہی آکھڑی ہوئی (حضور
موت کا مطلب یہ ہے کہ اُس دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں) تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (یعنی ایسوں کی توبہ مقبول)
اور نہ ان لوگوں کی (توبہ یعنی ایمان لانا اسی وقت کا مقبول) جنکو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان (کافر) لوگوں کے لیے ہمنے ایک
دردناک سزا (یعنی عقوبت دوزخ) تیار کر رکھی ہے ف یعنی گناہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ بار بار کیا ہے بلکہ اگر ایک ہی گناہ کرکے
اس سے توبہ نہ کی تو بھی اسلیے کہ یہ اصرار ہے اور اصرار حکم میں عود کے ہے اسلیے اسکو بھی مثل بار بار گناہ کرنے کے کہا جا سکتا ہے مطلب
ہے برابر کیے جائیگا۔ اور جاننا چاہیے کہ قرب اجل کی دو حالتیں ہیں ایک یہ کہ زندگی سے ناامیدی ہو جاوے لیکن ہنوز اس عالم کے
احوال اور اھوال نظر نہیں آئے اس حالت کو یاس یا تخمینا قریب کہنا مناسب ہے اور دوسرے یہ کہ احوال بھی نظر آنے لگیں اسکو حالت
یاس یا بو حاضرت سے کہنا زیبا ہے پہلی حالت یعنی یاس بالعقل میں تو کافر کا ایمان لانا اور عاصی کی توبہ کرنا دونوں مقبول ہیں اور دوسری
حالت یعنی یاس بالمعروض میں دونوں غیر مقبول محققین کا یہی مذہب ہے اور ظاہر قرآن سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کذا فی الکبیر اور جنکے دوسرے اقوال
ہیں وہ آیت کی توجیہ اور طور پر کرتے ہیں کے واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیے کہ یہ جو فرمایا کہ حماقت سے اسمیں یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں کیونکہ
ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوا ہے جسکو اپنے نفع و ضرر کی پروا نہ ہو اس سے بڑھکر کیا حماقت ہوگی اور جاننا چاہیے کہ سوء اور سیئات دونوں
جگہ اپنے عموم سے ہر عمل بد کو کہ کفر کو بھی شامل ہے اور قانون کلی سے ایمان کا مقبول یا نامقبول ہونا معلوم ہو گیا تھا لیکن کفار کے ایمان
عند الیاس کا نامقبول ہونا بھی تصریحاً شاید اس لیے بیان فرمایا ہو کہ اہل کفر کی تسویف و تاخیر کی تقبیح اچھی طرح واضح ہو جاوے اور ظالم
اور عاصی کے حق میں جو فرمایا کہ توبہ وقت حضور موت کے مقبول نہیں یعنی وعدہ مغفرت اسپر مرتب نہیں اور ویسے اگر مشیت سے فضل
ہو جاوے سو کوئی امر مانع نہیں۔ اور بعض محققین نے ولا الذین یموتون کی اور تقریر کی ہے کہ جو شخص ساری عمر کفر پر رہا حتی کہ اسی پر اسکا خاتمہ
ہو گیا اور وہ کسی جزو عمر میں دوسرے گناہوں سے توبہ کرے لیکن مسلمان نہ ہو تو اسکی وہ توبہ جو گناہوں سے کی ہے مقبول نہیں کیونکہ ایمان منجملہ
شرائط قبول توبہ ہے جیسا تعجیل قبل الحضور بھی شرط ہے ربط تا ختم ہے قبل بیان ہو چکا ہے کہ یہاں سے ان رسوم قبیحہ کا ابطال ہے جو عورتوں
کے باب میں متعارف تھیں سو منجملہ ان رسوم کے ایک رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اسکا وارث جسطرح اسکا مال لیتا اسیطرح اُسکی
بیوی کو بھی اپنی میراث اور ملک سمجھتا اگر دل چاہتا اُس سے خود نکاح کر لیتا اور اگر چاہتا دوسرے سے نکاح کر دیتا اور کبھی نہ کسی رغبتی کے
سبب نہ خود نکاح کرتا اور نہ دوسرے سے اسلیے نکاح کرنے دیتا کہ اپنا مال و دولت اپنے ساتھ لیجاوے غرض یوں ہی اسکو مجبور محبوس رکھتا یا تو وہ
اپنا مال و متاع اسکو دیدیتی تب اسکی جان چھوٹتی اور یا وہ اسی کے گھر مر جاتی تو اسکے مرے پیچھے اسکی چیز پر قبضہ
کرتا اور میت کے مال سے بھی عورت کو حصہ نہ دیتے یہ تو کار روائی وارث کیا کرتا اور کبھی خود شوہر بلاقصور
اپنی عورت کے ساتھ کج ادائی کرتا کہ نہ تو اسکے حقوق زوجیت ادا کرتا اور نہ مفت اسکو طلاق دیتا کہ دوسرے ٹھکانے لگے بلکہ اسکو اس امر پر مجبور کرتا کہ وہ مہر کو
یا کچھ مال دیدے تب یہ اسکو چھوڑے چنانچہ اسکو ایسا کرنا پڑتا تھا بلکہ کبھی طلاق دینے کے بعد بھی اسکو نکاح نہ کرنے دیتا جب تک وہ اسکو کچھ مال
نہ دیتی اگلی آیت میں بفاحشۃ مبینۃ تک عام الفاظ میں جس میں یہ سب امور آجاویں ان رسوم کی ممانعت فرماتے ہیں پھر عاشروھن سے
صرف شوہروں کو ادائے حقوق زوجات کے متعلق خطاب فرماتے ہیں

ملحقات الترجمۃ

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو — اور تم اُس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو — تو تم اُس میں سے کچھ بھی مت لو — کیا تم اسکو لیتے ہو

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر — اور تم اسکو کیسے لیتے ہو — حالانکہ تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو — اور وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار لے چکی ہیں ۔

تو خاوند کو اور نیز دوسرے ورثہ کو جیسا کہ شروع رکوع میں مذکور ہے بطور سزا کے بحکم حاکم عورت کو گھر ون کے اندر مقید رکھنا جائز تھا پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا پس یہ مقید رکھنا بطور سزا کے ہوگا بغرض وصول مال کے نہوگا پس استثناء متعلق عضل سے ہوگا نہ عضل بمقید بغرض اذہاب سے آگے خاص شوہر ونکو حکم ہے) اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو (یعنی خوش اخلاقی اور نان ونفقہ کی خبرگیری) اور اگر (مقتضا طبیعت) وہ تم کو ناپسند ہوں (اور انکی طرف سے کوئی امر ناپسندی کا موجب واقع ہو) تو (تم مقتضائے عقل یہ سمجھکر برداشت کرو کہ) ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت (دنیوی یا دینی) رکھدے (مثلاً وہ تمہاری خدمتگذار اور آرام رسان اور ہمدرد ہو یہ دنیا کی منفعت ہے یا اس سے کوئی اولاد ہو کر بچپن میں مرجاوے یا زندہ رہے اور صالح ہو جو ذخیرہ آخرت ہوجاوے۔ یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنیکی فضیلت تو ضرور ہی ملیگی) ربط اوپر کی آیت میں استثناء الا ان یاتین کی عموم واطلاق سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اگر عورت کی جانب سے کوئی خرابی ہو چھوڑنے میں اُس سے مال لینا جو کہ مہر سے زائد نہو جائز ہے اور جا لت میں درست نہیں نہیں ایک حالت یہ تھی کہ پہلی بیوی سے رغبت نہ رہی دوسری عورت سے رغبت ہوئی اس سے نکاح کرنا چاہا اور اسکے مہر دینے کی یہ تجویز سوچی کہ پہلی بیوی سے دیا ہوا مہر کسی طرح وصول کرلے یا اگر نہ دیا ہو تو اُس سے معاف کرا کر دیں اس دوسری کو دیدیں تاکہ مطلوب حاصل ہو جاوے اور گرہ سے مہر نہ دینا پڑے اس غرض کے حاصل کرنیکے لیے زوجہ سابقہ کو کچھ تہمت لگا دیتے تاکہ اُس سے مال لینے میں اپنے پر کوئی الزام نہ آوے اور کبھی ویسے ہی پریشان کرتے تاکہ وہ اپنی جان بچانیکے لیے اسکو روپیہ دے یا معاف کرے آیت آیندہ میں اسکی ممانعت ہے پس اسکا مضمون ماقبل کا گویا تتمہ ہے عدم استرداد مہر بلا نشوز زوجہ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ اور اگر تم (خود اپنی رغبت کی وجہ سے) بجائے ایک بیوی کے (یعنی پہلی کے) دوسری بیوی کرنا چاہو (اور پہلی بیوی کا کوئی قصور نہو) اور تم اُس ایک کو (مہر میں یا ویسے ہی بطور ہبہ کے) انبار کا انبار مال دے چکے ہو (خواہ ہاتھ میں یا خاص مہر صرف معاہدہ میں دینا کیا ہو) تو تم اس (دیے ہوئے یا معاہدہ کیے ہوئے) میں سے (عورت کو تنگ کر کے) کچھ بھی (واپس) مت لو (اور معاف کرانا بھی حکماً واپس لینا ہے) کیا تم اسکو (واپس) لیتے ہو (اسکی ذات پر نافرمانی یا بدکاری کا) بہتان رکھکر اور (اُسکے مال میں) صریح گناہ (یعنی ظلم) کے مرتکب ہو کر (خواہ بہتان صراحۃً ہو یا کنایۃً ہو) اللہ نے اوپر صرف نافرمانی وبدکرداری کی صورت میں اس سے مال لینے کی اجازت تھی پس جب اُس سے مال لیا تو گویا اسکو نافرمان وبدکردار دوسروں کے ذہن میں تصور کرایا اور ظلم مالی کی وجہ ظاہر ہے کہ بلا طیب خاطر عورت لے دیا اور ہبہ کی صورت میں ظلم یہ ہے کہ زوجیت موانع رجوع ہبہ سے ہے اور بہتان بھی اسی سے لازم آتا ہے کیونکہ واپس لینا گویا یہ کہنا ہے کہ یہ میری زوجہ نہ تھی اسکا بہتان ہونا ظاہر ہے کہ اسکو دعویٰ زوجیت میں کا ذب اور جاشر تماہین فاسقہ ٹھیرانا ہے) اور تم اس (دیے ہوئے) کو (حقیقۃً یا حکماً) کیسے لیتے ہو حالانکہ (علاوہ بہتان وظلم کے اس لینے سے دوامر اور بھی مانع ہیں ایک یہ کہ) تم باہم ایک دوسرے سے بے حجابانہ مل چکے ہو (یعنی صحبت ہو چکی ہے یا خلوت صحیحہ کہ وہ بھی حکم صحبت میں ہے بہرحال انہوں نے اپنی ذات تمہارے فائدہ کے لیے تمہارے سپرد کردی ہے اور مہر بدل تسلیم ہے پس بدل منفعت کو حاصل کرکے بدل کو واپس لینا یا اگر نہ دیا تھا عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے اور اگر وہ مال موہوب تھا تو یہ افضاء اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہے اور اصل مانع زوجیت ہے) اور (دوسرا مانع یہ کہ) وہ عورتیں تم سے ایک گاڑھا اقرار (یعنی عہد مستحکم) لے چکی ہیں

اللغات ؒ فی المعالم اصل الافضاء الوصول الی الشیء من غیر واسطۃ اھ قلت لا ریب فی صدق ہذا المعنی علی الخلوۃ الصحیحۃ فان الوصول بمفہومہ اللغوی لا یتوقف علی الوصول الخاص فان العام لا یستلزم الخاص ۱۲

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی　بیشک یہ بڑی بےحیائی ہے　اور نہایت نفرت کی بات ہے　اور بہت برا طریقہ ہے

وہ یہی ہو کہ نکاح کے وقت جتنے مہر اپنے ذمہ رکھا تھا اور عہد کرکے خلاف کرنا یہ بھی عقل کے نزدیک مذموم ہو اور اگر وہ شئی موہوب ہو تو مثل افضاء کے یہ عہد بھی اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہو غرض چار موانع کے ہوتے ہوئے ویسی نہایت ہی مذموم ہی) ف مسئلہ اگر عورت کی جانب سے کوئی بدمزاجی وغیرہ واقع ہو تو اسکو رد مہر پر مجبور کرنا اس طرح کہ بدون رد مہر اسکو نہ چھوڑے جائز ہی اور اگر مرد کی جانب سے ناموافقت ہو تو جائز نہیں اور تم کی تفسیر سے حکم ثانی اور مانع اول کی تقریر سے حکم اول مفہوم ہوتا ہی مسئلہ اگر کسی طرف سے کوئی بےعنوانی نہیں ہوئی محض آئندہ کی احتیاط کی وجہ سے کہ قرائن سے موافقت کی امید معلوم نہیں ہوتی خلع کرنا چاہیں اور عورت بطیب خاطر رد مہر کردے جائز ہی مانع ثانی کی تقریر سے یہ حکم مفہوم ہوتا ہی مسئلہ اگر نکاح کے بعد صحبت بھی نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو پورا مہر موکد نہیں ہوا پس اگر ایسی حالت میں طلاق واقع کیا جاوے تو نصف مہر دینا پڑیگا اور نصف ساقط ہوجاویگا اور یہ حکم مانع ثالث سے مفہوم ہوتا ہی کیونکہ افضاء کو مانع رد مہر فرمایا ہے کہ اس مانع کے ہوتے ہوئے کوئی جزو رد نہ کرو پس جب یہ مانع نہ پایا گیا یہ حکم بھی نہ ہوگا پس بعض جزو واپس ہوسکیگا اور خلع حکم طلاق میں ہے پس اگر اس حالت میں خلع ہوا نصف مہر تو طلاق قبل الدخول سے ساقط ہوا اور نصف خلع سے مسئلہ اگر نکاح کے وقت مہر بالکل مقرر نہیں ہوا تو اس صورت میں مہر مثل لازم آتا ہی لیکن صرف نکاح سے اسکا کوئی جزو موکد نہیں ہوا سو اگر اس حالت میں طلاق ہو تو اصلا مہر نہ دینا پڑیگا البتہ ایک جوڑہ دینا پڑتا ہے جسکی تفصیل پارہ اول کے حکم سی دوم میں گذر چکی ہے یہ عدم وجوب مانع رابع سے مفہوم ہوتا ہی مسئلہ اور زوجہ کو کوئی شئے ہبہ مع القبض کرکے کسی حال میں رجوع نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں قدر مشترک موانع اربعہ میں زوجیت ہی اور وہ غیر مرتفع ہی فقط - اور خلوت صحیحہ کی تفصیل کتب فقہ میں ہی - اور تاخذونہ کی تفسیر میں جو حقیقۃ یا حکما کہا گیا ہے حقیقۃ سے مراد واپس لینا ہی اور حکما سے معاف کرانا دفع شبہ اگر کسیکو شبہ ہو کہ حدیث میں تاکید آئی ہی مہر کم مقرر کرنے کی اور اس آیت سے زیادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے اسکا دفع یہ ہی کہ جواز مفہوم من القرآن بمعنی صحت و نفاذ ہی اور حدیث میں جواز بمعنی اباحت مطلقہ و عدم کراہت کی نفی ہے پس کچھ تعارض نہیں اور حضرت عمر رضی کا ایک واقعہ میں زیادہ مہر کے جواز کو مان لینا اس لیے تھا کہ سامعین اسکو حرام نہ سمجھنے لگیں پس اس سے کراہت کا عدم ثابت نہیں ہوتا نہ حضرت عمر رضی پر کوئی اعتراض لازم آتا ہی ربط منجملہ ان رسوم قبیحہ جاہلیت کے جنکا ذکر شروع رکوع سے چلا ہی ایک یہ رسم تھی کہ بعضی حرام عورتوں سے نکاح کرلیا کرتے مثلاً اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی سے یا ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے اور بعض حلال عورتوں کو حرام سمجھتے جیسے متبنی کی بیوی آگے حکم دہم میں اسکا ابطال فرماتے ہیں اور بمناسبت مقام اور محرمات کی تفصیل بھی ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حلال عورتوں کی حلت میں مسلمانوں کو شبہ ہوا تھا جیسے مملوکہ شرعیہ جسکا پہلا شوہر حربی دار الحرب میں ہو انکی حلت کا بیان بھی فرما دیا کما سیظہر من الروایات فی الحواشی اور نکاح کے بعض شرائط اور اسکے دوسرے متعلقات مہر وغیرہ بھی مذکور فرمائے ہیں ایک رکوع سے زیادہ میں یہی مضامین ہیں حکم دہم تفصیل محرمات و دیگر احکام متعلقہ نکاح وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (۲۲) اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (یا دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر (خیر) جو بات گذر گئی گذر گئی (آئندہ کبھی ایسا نہ ہو) بیشک یہ (بات عقلا بھی) بڑی بےحیائی ہے اور (اہل طبائع سلیمہ کے عرف میں بھی) نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعا بھی) بہت برا طریقہ ہے

اللغات المقت البغض ۱۲

النحو سبیلا فی الکبیر قال اللیث ساء فعل لازم وفاعلہ مضمر وسبیلا منصوب تفسیر لذلک الفاعل کما قال وحسن اولئک رفیقا ۱۲

البلاغة المقت مصدر بمعنی الممقوت للمبالغة ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن سعد عن محمد بن کعب قال کان الرجل اذا توفی عن امرأتہ کان ابنہ احق بہا ان ینکحہا ان شاء ان لم تکن امہ او ینکحہا من شاء فلما توفی ابو قیس بن الاسلت قام ابنہ محصن فورث نکاح امرأتہ ولم ینفق علیہا ولم یورثہا من المال شیئا فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال ارجعی لعل اللہ ینزل فیک شیئا فنزلت ولا تنکحوا ما نکح ۔ ۱۲

فائدہ - فی روح المعانی وانما خص ہذا النکاح بالنہی ولم ینظم فی سلک نکاح المحرمات الآتیہ مبالغة فی الزجر عنہ حیث کان ذلک دیدنا لہم فی الجاہلیة ومن ہذا ہو الوجہ فی تصریح الاستثناء فی الموضعین بقولہ الا ما قد سلف ۱۲

ملحقات الترجمة
ع ۸ ۱۲
۵۱ قولہ فی توضیح المیثاق وہ عہد جسکی صحبت اخذتہ من الکبیر عبارتہ قال ابن عباس ومجاہد المیثاق الغلیظ کلمة النکاح المعقودة علی الصداق ۱۲
۵۲ قولہ قیل ف عرض چار موانع الخ اعلم ان المؤثر بعض الصور المجموع وفی بعضہا بعضہا لان الافضاء والمیثاق الغلیظ لا یوجدان فی المہر فیما فارقہا قبل الخلوة الصحیحة ولا یضر عدم وجود المجموع فی بعض الصور لان غایة ما فی الباب ان ہذا الباب من الصور لا یکون ذکرہ مقصودا بالذات فانی یحصل ذلک فانہ یمکن ان یکون عادة الجاہلیة الاخذ مع الموانع فحصل الرد علیہم وکفی فی المقام فافہم ۱۲ ۵۳ قولہ آخر المسئلة الثالثة قطع ہذہ المسئلة انہ لا یلزم ہا شیئ کما القیاس لان فرقة المہر بالطلاق قبل الدخول

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور جو شخص تم مین پوری مقدرت اور گنجایش نرکھتا ہو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیون سے جو کہ تم

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ط بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ

لوگون کی مملوکہ ہین نکاح کرلے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم آپس مین ایک دوسرے کے برابر ہو سو انسے نکاح کرلیا کرو انکے مالکون کی اجازت سے

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج

اور انکو انکے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو　اسطور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جاوین نہ تو علانیہ بدکاری کرنیوالی ہون اور نہ خفیہ آشنائی کرنیوالی ہون

اگر اس مقررہ مین کسیطرح مثل نماز و روزہ کے کمی بیشی ممکن نہو بلکہ مقرر ہونے کے بعد بھی جس (مقدار) پر تم (میان بیوی) باہم رضامند ہو جاؤ آپس میں ٹھہرا کر تو کچھ گناہ نہین (مثلا خاوند نے اور مہر بڑھا دیا یا عورت نے کم کر دیا یا معاف ہی کر دیا ہر طرح درست ہے) بلاشبہ اللہ تعالی بڑے جاننے والے ہین (تمہاری مصلحتون کو خوب جانتے ہین) بڑے حکمت والے ہین (ان مصلحتون کی رعایت سے احکام مقرر فرماتے ہین گو کہین تمہاری فہم مین نہ آوے) ف یہان وجوب ادائے مہر مقررشدہ کی دو شرطین فرمائین ایک اسکا مقرر ہونا من بعد الفریضۃ مین دوسری استمتاع صحبت سے یا خلوت صحیحہ سے استمتعتم مین پس اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی یہ حکم نہوگا مثلا مہر مقرر ہوا استمتاع نہوا اور طلاق ہوجاوے تو نصف مہر لازم ہے اور مثلا مہر مقرر نہوا اور استمتاع ہوا ہو تو مہر مثل لازم ہے اور اگر نہ مہر مقرر ہو نہ استمتاع ہو اور طلاق ہو جاوے تو ایک جوڑہ جسکا بیان آخر پارہ سیقول مین آچکا ہے دینا پڑیگا اور مہر کی کمی بیشی مین جو فرمایا کہ گناہ نہین وجہ یہ کہ کم یا معاف ہونے مین مرد کو شبہ ہوسکتا ہے کہ پرایا مال قبول کرنا شاید اچھا نہو اور زیادہ مہر ہونے مین یہی شبہ عورت کو ہوسکتا تھا اسلیے ایسا فرمایا۔ اور اس آیت مین مسافحین کی تفسیر سے متعہ کا حرام ہونا بھی مفہوم ہوگیا اور حدیثون مین اسکی پوری تصریح ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حرمت مؤبدہ الی یوم القیامۃ کی تنصیص موجود ہے البتہ اس حرمت مؤبدہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر مین حرام ہوگیا پھر زمان فتح مکہ مین ایام اوطاس کو حلال کیا گیا پھر تین روز کے بعد ابدا حرام ہوگیا۔ اور بعض سلف سے جو منقول ہے اسوقت تک انکو نسخ کی خبر نہ پہونچی تھی اور بعض سے جو اس آیت مین الی اجل کا منقول ہے وہ بطور تفسیر کے ہے جسکو قبل بلوغ نسخ کہدیا۔ اور حضرت عمرؓ کیطرف جو تحریم منسوب ہے معنے اظہار حرمت ہے نہ اثبات حرمت۔ اور ابن عباسؓ سے جو منقول ہے اول تو وہ قول مقید بالاضطرار تھا پھر خود ترمذی نے انسے مطلقا رجوع نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اس سے بھی رجوع فرمایا پھر اہل حق کا اب اجماع ہے ر ۱ اوپر سے احکام نکاح کے چلے آتے ہین آگے شرعی لونڈیون کے ساتھ نکاح کرنیکا ذکر ہے حکم نکاح با کنیزان وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ط بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج

النحو ههنا امور الاول ان طولا بمعنى السعة والغنى مفعول مطلق ليستطيع والثاني ان من ما ملكت معمول لينكح المقدر والثالث ان اتوهن فيه مضاف محذوف اي اتوا اهلهن والرابع ان محصنت حال من مفعول اتوا وراعيت ذلك كله في الترجمة ق اختيار الاول الاشارة الى ان الشرط لعدم كراهة نكاح الامة هو عدم الاستطاعة الكاملة المفسرة بنكاح الحرة الشرعية فان استطاع الحرة لكن غير مرضية انتفى كراهة نكاح الامة فلا تنكح والحالة هذه الحرة. وجه اختيار الثاني ظاهر لان الكلام في النكاح. وجه الثالث ان المهر حق المولى وانما لم اقل اتوا مع كونه اخصر اشارة الى ان المهر في الاصل كان حق المذكورة لكونه بمقابلة النكاح لكن يعارض كونها ملكت يمين انتقل الى المولى فافاد تاكيد شان المهر ابطالا لما عليه الجهلاء من عدم اعتدادهم كما نشاهده اليوم في زماننا وجه الرابع تقارب المحصنت بما كان في محصنين لان قرينة المقابلة بعد المسافحة يؤيد ذلك ولو

تسمى بالحفا لما افاد قيدا احترازيا والاصل في القيد هو الاحتراز الا لصارف وانما صرح به ذكره والمقام لكون الكلام في النكاح مغن عن ذلك ليفيد تاكيد المهر ابطالا لما كان عليه اهل الجاهلية من عدم عد الزنا عيبا فكره وقرر قوله والله اعلم الخ معترضة اتى بها تانيسا بها وتحسنه في الترجمة بما لا مزيد عليه ۱۲

البلاغة اتى بالفتيات بعد قوله ملكت ايمانكم وكذا اتى فانكحوهن بعد قوله فمن المقدر فيه النكاح التقييد بقوله المؤمنات وبقوله باذن اهلهن ولو لم يكرر فيها لما دل على كون القيدين مقصودين ندبا في الاول ووجوبا في الثاني فافهم ۱۲

الفقه دلت الاية على حرمة المتعة وانها زنا وبالاستمتاع فيما قبل ليس هو هذه المتعة والا لما اكتفى في قوله ومن لم يستطع ان ينكح الخ بل قال ومن لم يستطع النكاح ولا الاستمتاع او قال ومن لم يستطع النكاح فليستمتع او لينكح الفتيات ۱۲

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جاویں پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنیکی تو وہ اپنے آپس (والوں) کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی (شرعاً) مملوکہ ہیں نکاح کر لے (کیونکہ اکثر لونڈیوں کا مہر وغیرہ کم ہوتا ہے اور انکو غریب کے ساتھ بیاہ دینے میں عار بھی نہیں کرتے) اور (لونڈی سے نکاح کرنے میں عار نکرے کیونکہ دین کی رو سے تو ممکن ہے کہ وہ تم سے بھی افضل ہو وجہ یہ کہ مدار فضیلت دین کا ایمان ہے اور) تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے (کہ ایمان کون اعلیٰ ہے کون ادنیٰ ہے کیونکہ وہ متعلق قلب کے ہے جسکی پوری اطلاع اللہ ہی کو ہے اور دنیا کی رو سے زیادہ وجہ عار کی تفاوت نسب ہے تو اسمیں جو انساب کا اصل مبدا ہے حضرت آدم و حوا علیہما السلام انہیں مشارکت کے اعتبار سے) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو (پھر عار کی کیا وجہ) سو (جب عدم عار کی وجہ معلوم ہوگئی تو ضرورت مذکورہ کے وقت) ان سے نکاح کر لیا کرو (مگر شرط یہ بھی ہے کہ) انکے مالکوں کی اجازت سے (ہو) اور ان (کے ان مالکوں) کو انکے مہر قاعدہ (شرعیہ) کے موافق دیدیا کرو (اور یہ مہر دینا) اس طور پر (ہو) کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں (یعنی وہ مہر بمقابلہ نکاح ہو بطور اجرت زنا کے دینے سے وہ حلال نہ ہوگی) ف لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں دو قیدیں لگائیں ایک یہ کہ وہ ایسی عورت سے نکاح نکر سکے جسمیں دو صفتیں ہوں۔ ایک حریت دوسرے ایمان دوسری قید یہ کہ وہ مسلمان لونڈی ہو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ان قیود کی رعایت اولیٰ ہے اور اگر بلا رعایت ان قیود کے لونڈی سے نکاح کیا نکاح ہو جاویگا لیکن کراہت ہوگی کذا فی روح المعانی عن البدائع اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ اسمیں بلا ضرورت اپنی اولاد کو غلام بنانا ہے کیونکہ حریت و رقیت میں اولاد تابع ماں کے ہے۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ لونڈی دوسرے کی مملوک ہے اور بالکل اُسی کے قبضہ کی ہے ممکن ہے کہ جسوقت شوہر اسکو اپنے پاس رکھنا چاہے اور اسیوقت اسکا مالک اس سے خدمت لینا چاہے تو ضرور بے لطفی ہوگی یا وہ کسی پردیسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالے تو اور مصیبت ہے تیسرے یہ کہ پورا پردہ اس سے نباہ نہیں ہو سکتا غیور آدمی کو اسکی بھی کوفت ہوگی۔ چوتھے غالباً اسکو خانہ داری کا نہ زیادہ سلیقہ ہوتا ہے نہ اسکو شوہر کے گھر اور چیز کا درد ہوتا ہے ان مصالح کو کراہت میں شرعاً دخل ہو سکتا ہے۔ اور آگے فاذا احصن اور ذلک لمن خشی العنت بھی اسطرف مشیر ہیں جیسا عنقریب اُسکی تقریر ذیل فائدہ متعلقہ ان اجزاء کے آتی ہے پس کراہت عرفیہ یعنی عار کی وجہ سے اجتناب کرنیکی تو ممانعت ہے اور کراہت شرعیہ جسکا ابھی بیان ہوا ملحوظ رکھکر بے ضرورت ارتکاب نکرنا اولیٰ ہے۔ اور امام شافعی رح نے ان دو قیدوں کو احترازی فرمایا ہے۔ لیکن قید اول کی صفت ثانیہ کو احترازی نہیں کہا پس حرہ غیر مومنہ کے مستطیع کو بھی نکاح کنیز کی اجازت نہیں دی حنفیہ کہتے ہیں کہ آپکے نزدیک جیسی یہ ایک صفت ہے ایسے ہمارے نزدیک تینوں امر ہیں اور یہ جو فرمایا کہ قاعدہ کے موافق یعنی جو عام دین کا حکم ہے کہ وسعت کے وقت ٹالے نہیں پریشان نکرے وعدہ خلافی نکرے اسکی تصریح مفید ہو گئی دین مہر کے وجوب کو کیونکہ اکثر عادت ہے اسکو ہلکا سمجھنے کی اور اس سے بے پروائی برتنے کی اسلیے ادا بھی کم بلکہ شاذ و نادر کیا جاتا ہے اسمیں بھی اکثر جبکہ کوئی جبر اور دباؤ حکومت سے پڑے مسئلہ لونڈی کا نکاح بدون اذن مولی کے صحیح نہیں ربط اوپر لونڈیوں سے شادی کرنیکا ذکر تھا آگے ان لونڈیوں کے متعلق ایک حکم باب سیاست سے ارشاد فرماتے ہیں اور ہر چند کہ وہ حکم غلام کے لیے بھی اور غیر منکوحہ لونڈی کے لیے بھی عام ہے لیکن اس مقام پر لونڈیوں کی تخصیص پھر انمیں سے بھی منکوحات کی تخصیص فرمائیں اس ناوان کے ذوق میں جیسا کہ ابھی حق تعالیٰ نے قلب میں القا فرمایا وللہ الحمد یہ ہے کہ اس مقام میں باوجود اباحت نکاح کے لونڈیوں کے ساتھ اسمیں قیود لگانے سے بلا ضرورت اسکی کراہت للعوارض کا بتلانا مقصود تھا اسی مقصود کی تاکید کے لیے جملہ آئندہ میں انکی حد زنا کی تصریح فرمادی تاکہ اس فعل کا احتمال وقوع بسبب اجتماع اسکے اسباب قریبہ مثلاً عادۃً اسکے پردہ میں نہ رہ سکنے اکثر بغرض خدمت مولی اسکے بازار وغیرہ میں آمد و رفت رکھنے کے سامع کی نظر میں مستحضر ہو جاوے اور ایک گونہ ایسی بے رغبتی پیدا ہو جاوے کہ بلا ضرورت اسکا ارتکاب نکرے یہ وجہ ہے اماء منکوحہ کی تخصیص ذکر کی یعنی بعد شادی کے بھی ان سے یہ امر اتنا مستبعد نہیں جتنا حرائر سے ہے حکم یازدہم حد زنا کنیزان فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جاویں پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تو (بعد ثبوت بشرطیکہ مسلمان ہوں) انپر اس سزا سے نصف سزا (جاری) ہوگی جو کہ (غیر منکوحہ) آزاد عورتوں پر ہے

فائدہ - علم ان للاحصان یاتی علی معان تعیین بعضہا حسب المقام الحریۃ والعفۃ والتزوج و قال بعضہم الاسلام ایضاً کما قیل فی قراءۃ احصن مبنیاً للفاعل ومن لم یفسر بہ زاد قید الایمان لکونہ شرطاً للحد عند الحنفیۃ والقرینۃ علیہ کون الکلام فی الفتیات المومنات ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی ترجمۃ المحصنت بالاسلام آزاد فسر بہا ایماءً الی مقابلۃ ما ملکت ایمانکم ووجہ الصحۃ انہن مشعر بہ الحریۃ عن نقص الاماء

۵۲ قولہ بڑی بیحیائی دل علیہ التنوین فصح بالزنا من غیر تکلف اذا فاحشۃ کان عاما

۱۲

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ

یہ اس شخص کے لیے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو　اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے　اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں　اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے اور

يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ

تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتلا دے　اور تم پر توجہ فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں　اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے　اور

يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ　اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے　اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ہوتی ہو (جیسا کہ نکاح سے قبل بھی لونڈی ہونے کی یہی سزا تھی اور اسیطرح غلام ہونے کی بھی) **ف** وہ سزا یہ ہے کہ انکے پچاس درے لگائے جاویں گے کیونکہ غیر منکوحہ آزاد عورت کے اور اسیطرح آزاد کنوارے مرد کے سو درے لگائے جاتے ہیں جیسا سورہ نور میں ہے کہ مراد وہاں کنوارہ اور کنواری ہے اور جب آزاد مرد و عورت کی شادی ہو چکے اور کچھ شرطیں اور بھی ہیں اُسوقت اس فعل کی سزا سنگسار کرنا ہے جیسا احادیث میں متواتر ہے اور حدیث صحیحین میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منکوحہ لونڈی کی حد کا سوال کیا گیا آپ نے تازیانے فرمائے اور غلام کی حد پر جمہور ائمہ کا اجماع ہے پس حدیث و اجماع سے معلوم ہوا کہ یہ تخصیص تقییدی و احترازی نہیں ہے اور نصف فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مملوک پر رجم نہیں کیونکہ رجم کی انتہا ازہاق روح ہے اور اسمیں تنصیف ناممکن ہے اور چونکہ اوپر دو جگہ آیا محصنہ یعنی منکوحہ کا تھا اسلیے فان اتین فرمانے سے بھی ضمیر اُدھر ہی راجع ہو جاتی لیکن فاذا احصن کی تصریح مفید تکرر سے اس شئے مذکورہ کی اور تقویت ہو گئی خوب سمجھ لو **ربط** آگے پھر عود ہے بیان حکم نکاح اما کیطرف **تتمہ نکاح باکنیزان** ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۲۵ یہ (لونڈیوں سے نکاح کرنا) اس شخص کے لیے (مناسب) ہے جو تم میں (بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد منکوحہ میسر نہ ہونیکے) زنا (میں مبتلا ہو جانے) کا اندیشہ رکھتا ہو (اور جسکو یہ اندیشہ نہ ہو اسکے لیے مناسب نہیں) اور (اگر اس اندیشہ کی حالت میں بھی اپنے نفس پر قادر ہو تو) تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے (نسبت نکاح کنیز کے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں (اگر صورت کراہت میں بھی نکاح کر لیا ہم مواخذہ نہ کرینگے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ حرمت کا حکم نہیں فرمایا) **ف** اس قید کی بھی وجہ وہی کراہت ہے جسکی علت آیہ ومن لم یستطع کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے ہماری مصلحت کے واسطے یہ امر مشورہ فرمایا ہے اسکو اصطلاح اصول میں امر ارشادی کہتے ہیں اور غفور کی تفسیر میں جو کہا گیا ہے یہ اسی حکم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مکروہ تنزیہی کا یہی حکم ہے کہ اسمیں عدم مواخذہ موعود ہے پس وہ مانع نجات نہیں لیکن خلاف شان اہل قرب کے ہے اور شافعیہ چونکہ بعض صورتوں میں نکاح اماء کو ناجائز کہتے ہیں وہ غفور کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صورت جواز میں اس امر پر مواخذہ نہیں فرمایا جو اصل میں معصیت تھا **ربط** اوپر احکام مخصوصہ کی تفصیل تھی آگے اپنا انعام و احسان اور ان احکام میں ہمارے منافع و مصالح کی رعایت رکھنا گو تفصیل ہم نہ سمجھیں اور اتباع کی ترغیب اور ان امور میں مفویوں کی بدخواہی پر تنبیہ ارشاد فرماتے ہیں **ترغیب اتباع بامتنان و تحذیر** يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۲۶ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ ۲۷ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ ۲۸ اللہ تعالیٰ کو (ان مضامین مذکورہ کے ارشاد فرمانے سے سیطرح دوسرے مضامین سے اپنا کوئی نفع مقصود نہیں کہ یہ محال عقلی ہے بلکہ تمکو نفع پہونچانے کے لیے) یہ منظور ہے کہ (آیات احکام میں تو) تم سے (تمہاری مصلحت کے احکام) بیان کر دے اور (آیات قصص میں) تم سے پہلے لوگوں کے احوال تمکو بتلا دے (تاکہ تمکو اتباع کی رغبت اور مخالفت سے خوف ہو) اور (خلاصہ مشترک مقصود یہ ہے کہ) تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما دے (اور وہ توجہ یہی بیان فرمانا اور بتلانا ہے جسمیں سراسر بندوں ہی کا نفع ہے جیسا مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ بندوں کی مصلحت جانتے ہیں) بڑی حکمت والے ہیں (کہ بلا وجہ ان مصلحتوں کی رعایت فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کو تو (بیان احکام و قصص سے جیسا ابھی مذکور ہوا) تمہارے حال پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ (کفار و فجار میں سے) شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے) بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ (اور اُن ہی جیسے ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنی فاسد خیالات

اللغات العنت الاثم والمشقۃ کذا فی الروح ۱۲	**النحو** لیبین اللام زائدۃ ویبین بتقدیر ان مفعول ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کریگا اس طور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اس طور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اسکو آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے

مسلمانوں کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو احکام میں جسطرح تمہاری مصلحت پر نظر ہے اسیطرح تمہاری آسانی پر بھی نظر ہے جیسا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو (احکام میں) تمہارے ساتھ تخفیف (یعنی آسانی بھی) منظور ہے اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) آدمی (بہ نسبت اور مکلفین کے بدن اور ہمت دونوں میں) کمزور پیدا کیا گیا ہے (اسلیے اسکے ضعف کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں ورنہ باعتبار رعایت مصلحت کے اعمال شاقہ کا تجویز کیا جانا بھی مضائقہ نہ تھا مگر ہمنے دونوں امر کا مجموعی لحاظ فرمایا اور یہ تیسیر علم و حکمت اور نیز رحمت و شفقت پر موقوف ہے) ف شہوت پرست لوگوں سے بقول ابن زید مراد فساق ہیں اور بقول ابن عباس زانی ہیں اور بقول سدی مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور بقول بعض مراد صرف یہود ہیں کہ انہیں سے بعض نے کہا تھا کہ علاقی بہن حلال ہے۔ اور بقول بعض مراد مجوس ہیں کہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ خالہ اور پھوپھی کی بیٹی کو تو حلال کہتے ہو اور بہن اور بھائی کی بیٹی کو حرام کہتے ہو حالانکہ اصول انکے یعنی پھوپھی اور خالہ اور بہن کو حرام کہتے ہو اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی وبنحوہ فی اللباب اور بڑی بھاری کجی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ بیباکانہ حرام کا مرتکب ہونا۔ دوسرے یہ کہ حرام کو حلال سمجھ جانا تو فساق پہلے امر کی کوشش کرتے ہونگے اور کفار دوسرے امر کی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بے راہ لوگ دوسروں کو بھی بے راہ کرنا چاہا کرتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں ہلکی کجی یہ ہے کہ گناہ سرزد ہو اور اتفاقاً اسکا صدور ہو جاوے اور اس آیت میں اس میل غیر عظیم کی اجازت نہیں ہے بلکہ بیان کرنا ہے ان بدخواہوں کے حال کا کہ وہ میل عظیم کی سعی میں ہیں۔ اور انسان کے سوا دوسرے مکلفین جن اور ملائکہ ہیں گو عذاب ثواب ملائکہ کے لیے نہیں مگر مامور و منہی تو ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ جن تو اتنے ضعیف نہیں پھر انکے لیے بھی احکام کیوں سہل ہیں جیساکہ عموم بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی ہے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان احکام میں اصل رعایت انسان کی آسانی کی ہو طفیل میں جن بھی اس آسانی سے منتفع ہو گئے ہوں واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیے کہ یہاں شہوت پرستی کی مذمت میں شہوات مباحہ سے منتفع ہونا داخل نہیں کیونکہ مراد اس سے وہ ہے جس سے خدا پرستی فوت ہو جاوے اور اباحت میں جب وہ باذن خدا ہے پس خدا پرستی فوت نہیں ہوئی یہ شہوت پرستی نہیں ربط پہلے یتامیٰ و مواریث و مہور کے متعلق اموال سے منتفع ہونے کے بعض طریقوں کو اور عورتوں کے نفوس یعنی انکی ذات میں تصرف کرنیکے بعض طریقوں کو جیسے ان پر ظلم کرنا یا انکو تنگ کرنا یا ان میں جو محرمات ہیں ان سے نکاح کرنا منع فرمایا تھا آگے اس مضمون کی تتمیم ہے کہ اموال و نفوس میں تصرفات مذکورہ کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ جو تصرف کسی کے مال اور نفس میں بطریق غیر مشروع ہو وہ ممنوع ہے حکم دوازدہم

نہی از تصرف غیر مشروع در مال یا نفس کسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (۲۹) وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا (۳۰)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (یعنی غیر مباح) طور پر مت کھاؤ (برتو) لیکن (مباح طور پر مثلاً) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے (واقع) ہو (بشرطیکہ شرائط صحت بیع کی اسمیں موجود ہوں اور بھی سب شرائط شرعیہ ہوں) تو مضائقہ نہیں (یہ تو مالی تصرفات کا حکم تھا آگے تصرف نفسی کو فرماتے ہیں) اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں (اسلیے ضرر رسانی کی صورتوں کو منع فرمادیا بالخصوص جبکہ اسمیں یہ اثر ہو کہ دوسرا شخص پھر تمکو ضرر پہونچاویگا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تمکو بھی ضرر سے بچالیا) اور (چونکہ قتل ان دونوں امر میں اشد ہے اسلیے اسپر بالخصوص وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص ایسا فعل (یعنی قتل) کریگا اس طور پر کہ حد (شرع) سے گذر جاوے اور (وہ گذرنا بھی خطاء فعل یا خطاء رائے سے نہ ہو بلکہ) اس طور پر کہ (قصداً) ظلم کرے تو ہم عنقریب (یعنی بعد الموت) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر (یعنی ایسی سزا دینا) خدا تعالیٰ کو (بالکل) آسان ہے (کچھ اہتمام کی حاجت نہیں جسمیں اس احتمال کی گنجایش ہو کہ شاید کسی وقت اہتمام و سامان جمع نہ ہو تو سزا ٹلجاویگی) ف عدوان کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص واقع میں مستحق قتل نہ ہو اسکو قتل کیا جاوے۔ اور ظلم کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ غیر مستحق للقتل کا قتل ہو جانا تین طور پر ہو سکتا ہے

النحو بینکم حال اذ ظرف من اموال الا استثناء منقطع بمعنی لکن والخبر مقدر ای غیر منہی عنہ ولکون المقدر کالملفوظ جعلتہ جزء الترجمۃ تجارۃ علی القراءۃ بالنصب خبر لیکون الناقصۃ واسمہا الضمیر العائد الی الجہۃ التی ترجمتہا القولی طور وعلی القراءۃ بالرفع تکون تامۃ ای تقع عن تراض صفۃ تجارۃ عدوانا وظلما حال لہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۵ قولہ غیر مباح لانہ لان حل المال لا یتوقف علی کون الحق واجبا کما است[دل] بعض اہل الزیغ ۱۲

قولہ برتو استعمال ... بالاکل مطلق الانتفاع وتخصیصہ لکونہ اعظم المنافع ۱۲

مثلاً کوئی تجارت اشارۃ الی ان تخصیص التجارۃ بطریق ... لا للحصر وجہ التخصیص کون وقوعہا اکثر بنا النفع ۱۲

بشرطیکہ الخ لم یذکرہ لکونہ معلوما بالضرورۃ وبالاطلاق الباطل ... شرطا داخل فی الباطل الترجمۃ لکونہ ...

۵۵ قولہ ایک دوسرے نقل ہذا التفسیر عن عطاء والسدی ... کذا فی روح المعانی

قولہ بالخصوص ... ما تیسر من ہذا التفہیم للمظلوم لا للظالم الخطاب عام مراد الرفقۃ الاخرویۃ لہ لان الفعل بالشنیع العقوبۃ ۱۲

۵۵ فعل یعنی قتل ... کذا فی الروح ۱۲

استدلال ... بالآیۃ فی التیمم ... الرد ... فسمناہ

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا

جن کاموں سے تمکو منع کیا جاتا ہے ان مین جو بھاری بھاری کام ہین اگر تم ان سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیان تم سے دور فرما دینگے اور ہم تمکو ایک معزز جگہ مین داخل کرینگے

ایک یہ کہ فعلاً خطا ہوئی یعنی مثلاً گولی شکار پر چلائی اور وہ کسی آدمی کے لگ گئی۔ دوسرے یہ کہ قاضی وحاکم سے اجتہاداً خطا ہوئی یعنے تنقیح مقدمہ کے بعد بعد مدا ثبوت ہو گیا اور گواہ ہونکو اپنے نزدیک معتبر سمجھا اور واقع مین وہ معتبر نہ تھے۔ تیسرے یہ کہ حقیقت حال یعنی اسکا غیر مستحق ہونا معلوم ہے پھر بھی عمداً اسکو قتل کر ڈالا پس ظلم کہنے سے پہلی دو صورتین خارج ہو گئین کہ انمین یہ وعید نہین بلکہ دوسری مین تو کچھ بھی گناہ نہین پہلی مین کچھ گناہ ہے جسکا کفارہ بعد نصف پارہ کے مذکور ہے اور عدوان کی قید سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص واقع مین مستحق قتل ہو مثلاً اوسپر قصاص واجب ہے اسکا قتل کرنا ممنوع نہین بلکہ ولی کی درخواست پر واجب ہے اور ولی کو جائز ہے ربط اوپر جن معاصی کا ذکر ہے ان مین اکثر گناہ کبیرہ ہین سو یہانتک تو انکے کرنے پر ترہیب تھی مضرت عقوبت کی آگے انکے نکرنیکی ترغیب ہے کہ اگر انسے بچ گئے تو اس بچنے مین یہ منفعت ہے کہ تمہارے خفیف خفیف معاصی کا کفارہ تمہاری طاعات سے کر دینگے اور چونکہ اور کبائر بھی مثل ان ہی مذکورہ کبائر کے ہین اسلیے آیت مین لفظ عام لائے ہین تاکہ مذکورہ وغیر مذکورہ سبکو شامل ہو جاوے تکفیر صغائر برائے مجتنب کبائر۔ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ جن کاموں سے تمکو (شرع مین) منع کیا جاتا ہے (یعنے گناہ کے کام) ان مین جو بھاری بھاری کام ہین (یعنی بڑے بڑے گناہ ہین) اگر تم انسے بچتے رہو تو (اس بچنے پر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے اعمال حسنہ کے کرنے سے جبکہ وہ مقبول ہو جاوین) ہم تمہاری خفیف برائیان (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ جو دوزخ مین لیجا سکتے ہین) تم سے دور (یعنی معاف) فرما دینگے (پس دوزخ سے محفوظ رہوگے) اور ہم تمکو ایک معزز جگہ (یعنی بہشت) مین داخل کرینگے ف گناہ کبیرہ کی تعریف مین بہت اقوال ہین جامع تر قول وہ ہے جسکو روح المعانی مین شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اسپر لعنت آئی ہو یا اسمین مفسدہ کسی ایسے ہی گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جسپر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فی الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اسکا مقابل صغیرہ اور حدیثون مین جو عدد وارد ہے مقصود حصر نہین بلکہ بتقاضائے وقت ان ہی کا ذکر ہو گا پس صدور صغیرہ کے بعد چند حالتین ہین ایک حالت تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو اس حالت مین وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہو جاوینگے اور آیت مین یہی صورت مذکور ہے چنانچہ کبیرہ سے بچنے کی شرط تو خود آیت مین مصرح ہے اور طاعات ضروریہ کی پابندی پر چند دلائل اور قرائن ہین ایک دلیل تو خود آیت مین ہے کیونکہ طاعات ضروریہ کی پابندی نکرنا مثل ترک نماز وغیرہ یہ خود کبیرہ ہے پس اجتناب عن الکبائر اس صورت مین صادق نہ آویگا پس شرط اول مستلزم ہے شرط ثانی کو دوسرا قرینہ آیت ان الحسنات یذهبن السیئات کہ حسنات کو موجب ذہاب فرمایا تیسرا قرینہ مسلم کی حدیث الصلوات الخمس مکفرة لما بینهما ما اجتنبت الکبائر کہ اس حدیث مین تصریح ہے کہ دخل مجموعہ امرین کو ہے اور اگر صرف اجتناب کافی ہوتا تو اعمال کے دخل کے کوئی معنی نہوتے پس یہ حدیث تفسیر ہو گئی اس آیت کی۔ اور جاننا چاہیے کہ مقصود اس مجموعہ کا ایک اثر بیان کرنا ہے نہ کہ اس اثر مین حصر بیان کرنا پس اگر اس مجموعہ کے وجود کے وقت صغائر موجود نہون تو رفع درجات اسکا اثر ہونا منافی حکم مذکور کے نہین اور دلیل اسکی کہ اس آیت مین سیئات سے مراد صغائر ہین خود سیئات کا کبائر کے مقابلہ مین لانا ہے اور اسی سے آیت ان الحسنات مین سیئات کو صغائر کے ساتھ تفسیر کیا جاویگا اور حدیث مین بھی ما بینهما کو صغائر کے ساتھ خاص کہا جاویگا۔ دوسری حالت یہ کہ کبیرہ سے نہ بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو تیسری حالت یہ کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہو گو اور کبائر سے بچتا ہو پھر خواہ اسکو دوسرے کبائر کے اعتبار سے مجتنب عن الکبائر کہا جاوے یا ترک طاعت ضروریہ کے کبیرہ ہونے کے اعتبار سے اسکو مجتنب نہ کہا جاوے ان دونون حالتون مین وعدہ نہین ہے تکفیر صغائر کا اسیواسطے حدیث مین بھی اسکی قید لگائی گئی اور فضل کی دوسری بات ہے کہ وہ خود کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہے جب وعدہ نہین تو ممکن ہے کہ اسپر آخرت مین سزا ہو کیونکہ اگر سزا کا احتمال نہو بلکہ معافی یقینی ہو تو کبائر سے بچنا نہ بچنا دونون مساوی ہو گئے حالانکہ قرآن سے اجتناب عن الکبائر کا دخل صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا یعنی صغیرہ پر احتمال عذاب جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہل سنت کا مذہب ہے واللہ اعلم۔ اور حسنات کے مقبول ہونیکی قید اسلیے لگائی کہ غیر مقبولہ تو بمنزلہ عدم کے ہین اور چونکہ مقبول ہونا جو کہ شرط ہے متیقن نہین اسلیے مشروط یعنی تکفیر بھی متیقن نہین اسی لیے علماء اہل سنت نے فرمایا ہے کہ باوجود اجتناب عن الکبائر کے صغیرہ پر عقاب محتمل ہے کیونکہ رافع عقاب یعنی تکفیر خود غیر معلوم ہے پس یہ قول قرآن کے خلاف نہین ہے فقط ربط اوپر حکم ششم کی تفصیل ہین مرد و عورت کے حصہ مین جبکہ ان کو میت کے ساتھ یکسان قرب ہو تنصف اور ضعف کا

اللغات المدخل ظرف ١٢ — تنبیہ وقد فرغ بحمد اللہ تعالیٰ عن اکثر مہمات ہذہ الآیۃ فی نفس المتن ١٢

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ

اور تم ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں ۔

تفاوت معلوم ہو چکا ہے جس میں شاید یہ حکمت ہو کہ مردوں کے ذمہ خرچ زیادہ ہوتا ہے یا جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ ہی کو خبر ہے اور دوسری اور آیات سے اور بھی مردوں کے فضائل خاصہ ثابت ہیں حضرت ام سلمہ رضہ نے اسپر ایکبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمکو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلان فلان فرق ہم میں اور مردوں میں ہیں مطلب اعتراض نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ اگر ہم بھی مرد ہوتے تو اچھا ہوتا اس امر کی روایت فی الجلالین اسپر پہلی آیت نازل ہوئی اور دوسرا سبب نزول اور بھی ہوا کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مرد کو میراث میں دوہرا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے کیا اسیطرح اور عبادات و اعمال میں ہمکو ثواب بھی نصف ہی ملیگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب ہے یعنی حضرت ام سلمہ رض کے قول کا بھی لاتتمنوا میں اور اس عورت کے سوال کا جواب للرجال نصیب الخ میں اور دونوں قصوں کے وقوع کے بعد نازل ہونا عجب نہیں پس مجموعہ روایتین ہوا اس آیت کا ربط مضمون میراث سے بھی ہے اور اوپر کی متصل آیت سے بھی جس میں اطاعت اور اجتناب عن المعصیت کی فضیلت مذکور تھی حکم ہے جس میں نہی از تمنی منتہیات عادیہ ہے وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ اور تم (سب مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فضائل وہبیہ میں سے) ایسے کسی امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (مثلاً مردوں کو) بعضوں پر (مثلاً عورتوں پر بلا دخل ان کے کسی عمل کے) فوقیت بخشی ہے (جیسے مرد ہونا یا مردوں کا دوہرا حصہ ہونا یا انکی شہادت کا کامل ہونا وغیر ذلک کیونکہ) مردوں کے لیے ان کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت میں) ثابت ہے اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال (کے ثواب) کا حصہ (آخرت میں) ثابت ہے (اور مدار نجات کا قانوناً یہی اعمال ہیں اور انہیں کسی کی تخصیص نہیں ہے تو اگر دوسرے پر فوقیت حاصل کرنیکا شوق ہے تو اعمال میں جو کہ فضائل کسبیہ ہیں کوشش کر کے دوسرے سے زیادہ ثواب حاصل کر لو باوجود اسپر قادر ہونیکے فضائل خاصہ کی تمنا محض ہوس اور فضول ہے) اور (اگر فضائل وہبیہ میں ایسے فضائل کی رغبت ہو جن میں اعمال کو بھی دخل ہے مثلاً احوال و کمالات باطنیہ اشباہا تو مضائقہ نہیں لیکن اسکا طریقہ بھی یہ نہیں کہ خالی تمنا ہی کیا کرو بلکہ یہ چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ سے ان کے فضل (خاص) کی درخواست (یعنی دعا) کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (اسمیں سب چیزیں آگئیں یعنی فضائل وہبیہ قسم اول کی وجہ تخصیص بھی اور فضائل کسبیہ پر ثواب دینا بھی اور فضائل وہبیہ قسم دوم کی درخواست بھی پس یہ جملہ سب سے متعلق ہے) ف بعضکم علی بعض کے عموم میں خالی مرد بھی داخل ہیں پس نبوت وغیرہ کی تمنا بھی اس نہی میں داخل ہے اور فضائل وہبیہ قسم دوم میں اعمال کو دخل اسلیے ہے کہ عادۃ اللہ یوں جاری ہے کہ استقامت علی الشریعت سے ایسے کمالات جسکو چاہیں عطا فرما دیتے ہیں عبد کا حصول میں اختیار نہیں پس فضائل کی تین قسمیں ہوئیں وہبیہ قسم اول انکا تو سوال بھی ممنوع ہے وہبیہ قسم دوم انمیں بعد وجود شرط یعنی اعمال کے سوال کرے کیونکہ یہ ہیں سعی کر رہے اور دعا یہاں بھی عبادت ہے واللہ اعلم۔ اگر کسیکو شبہ ہو کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل کسبیہ میں دونوں مساوی ہیں حالانکہ حدیث میں عورتوں کا نقصان دین میں نماز وغیرہ جو فضائل کسبیہ سے ہیں مصرح ہے جواب یہ ہے کہ مساوات باعتبار اسکے ہے کہ عمل کرنے پر دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے اور تفاوت دین میں یہ معنی ہے کہ بلا کسی کے عورتوں میں ایک حالت لنفس عمل سے ہے اور عمل کا کم ہونا اور جب عمل کم ہوا تو ثواب برابر ہونا انہیں باہم کچھ منافی نہیں ربط اس سے اوپر کی آیت میں مردوں کے حصہ میراث کے زیادہ ہونے پر ایک عورت کا خیال کا انسداد مذکور تھا آگے بھی میراث کے متعلق ایک آیت ہے یہ انفصال نکاح میں کے لیے اسقدر مناسبت کافی ہے اور اگر یوں کہا جاوے کہ شروع سورت سے مختلف احکام مذکور ہوتے چلے آئے ہیں جن میں میراث کے کچھ احکام بھی مذکور ہو چکے ہیں آگے باب کا ہے مضمون اس مقام پر مذکور ہے تو یہ توجیہ ربط کی زیادہ ابلغ ہے بہر حال تتمہ ہے حکم ششم کا

ملحقات الترجمة

۱ قوله فی ترجمة لا تتمنوا [illegible] مردوں عورتوں [illegible]

۲ قوله فی ترجمة ما کسی امر کیونکہ ۱۲

۳ قوله فی حصہ للرجال کیونکہ اشارة الی انه تعلیل للنھی بما قررته یزول الاعتراض بالتعلیل ۱۲

۴ قوله قانونا لان الحقیقیة هی الرحمة کما ورد فی حدیث ۱۲

۵ قوله ترجمة فضله خاص هو الموهوب المطلوب ۱۲

۶ قوله فی ف دعا یہاں ففائدة التقسیم عدم کون القسم الاول من الوهبی محلا للتمنی والسوال وکون غیره محلا للسوال فقط او السعی فقط

الروایات: تفصیل ما ذکرنا فی المتن اورد السیوطی فی لباب النقول عن الترمذی والحاکم الثانیة | عن ابن ابی حاتم عن ابن عباس ۱۲

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ

اور ہر ایسے مال کے لیے جسکو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن لوگون سے تمہارے عہد بندھے ہوے ہیں انکو انکا حصہ دیدو　بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۞ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

مطلع ہین　مرد حاکم ہین عورتون پر　اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضون کو بعضون پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردون نے اپنے مال خرچ کیے ہین

حکم چہاردہم سہم میراث مولی الموالاۃ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾ اور ہر ایسے مال کے لیے جسکو والدین اور دوسرے رشتہ دار لوگ (اپنے مرنے کے بعد) چھوڑ جاوین ہم نے وارث مقرر کر دیے ہین اور جن لوگون سے تمہارے عہد (پہلے سے) بندھے ہوے ہین (اسکو مولی الموالاۃ کہتے ہین) انکو اب جبکہ شرع سے رشتہ دار لوگ وارث مقرر ہوگئے ساری میراث مت دو بلکہ صرف) انکا حصہ (یعنی ایک ششم) دیدو بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر مطلع ہین (پس انکو ساری میراث نہ دینے کی حکمت اور ششم حصہ مقرر کر دینے کی مصلحت اور یہ کہ ششم انکو کون دیتا ہی کون نہین دیتا ان سب کی انکو خبر ہی) **ف** جن دو شخصون مین باہم اسطرح قول وقرار ہو جاوے کہ ہم ایک دوسرے کے اسطرح مددگار رہین گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اوسکا متحمل ہو اور جب مر جاوے تو دوسرا اوسکی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ ہی اور انمین سے ہر شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہی یہ رسم عرب مین اسلام سے پہلے بھی تھی اسمین وہ لوگ قسم بھی کھایا کرتے تھے جو اسکا جزو نہین اور اسمین اسی عہد کے موافق احکام جاری کیے جاتے تھے ابتداء اسلام مین جب تک کہ اکثر مسلمانون کے رشتہ دار مسلمان نہ ہوے تھے اور اسوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم انصار ومہاجرین مین عقد اخوت جسکا اثر اسی موالاۃ کا سا تھا منعقد فرما دیا تھا اسوقت مین اسی رسم قدیم کے موافق حکم رہا کہ انصار ومہاجرین مین باہم میراث جاری ہوتی تھی پھر جب لوگ بکثرت مسلمان ہوگئے اسمین اول ترمیم وہ ہوئی جو اس آیت مین مذکور ہی یعنی چھٹا حصہ اس مولی الموالاۃ کو اور باقی دوسرے ورثہ کو دلایا جاتا تھا پھر بعد چندے سورہ احزاب کی آیت واولو الارحام بعضہم اولی ببعض سے بالکل ہی اس مولی الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہو گیا شاید تدریج نسخ کی حکمت سے اول چھٹا رکھا ہو پس یہ آیت منسوخ ہی بخاری اور قسطلانی وروح المعانی مین حضرت ابن عباس رض سے اور بروایت طبری قتادہ سے اور بروایت ابن جریر نیز قتادہ سے لفا ونشرا یہ روایات مذکور ہین جنکے مجموعہ سے یہ تقریر اخذ کی گئی ہی یہانتک تو تمام امت کے متفق ہین کہ دوسرے ورثہ کے ہوتے ہوے خواہ وہ ذوی الفروض نسبیہ ہون یا عصبہ ہون یا ذوی الارحام ہون اس مولی الموالاۃ کو کچھ میراث نہین ملتی لیکن جب کوئی نہو اور ایسا شخص ہو تو اسمین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسکو کل میراث ملیگی البتہ اگر قبل اسکے کہ اسکی طرف سے دوسرا دیت ادا کرے اس عہد کو فسخ کر دے تو فسخ ہو جاویگا اور یہ بھی جائز ہی کہ یہ عہد ایک طرف سے ہو دوسری طرف سے نہو اسوقت یہ احکام ایک طرف سے ہو جاوینگے کذا فی الہدایۃ اور ابن عباس رض نے نصیب کی ایک تفسیر خیر خواہی یا استحبابا وصیت منقول ہی پس یہ ایتا نصیب منسوخ نہوگا ربط عورتون کے متعلق جو احکام اوپر آچکے ہین انمین عورتون کے حقوق تلف کرنیکی ممانعت فرمائی تھی لیکن واللاتی یاتین الفاحشۃ مین سیاست کی اجازت تھی اب آگے مردون کے حقوق جو عورتون پر ہین انکے مطالبہ کی اجازت اور انکے فوت کرنے پر تادیب کی اجازت جسکے وقوع پر یہ آیت نازل ہوئی اور حقوق کے متعلق باہم اختلاف واقع ہونیکی صورتین اوسکے تصفیہ کا طریق اور اس ضمن مین حقوق ادا کرنیوالیون کی فضیلت بتلائی ہین و نیز اس مضمون کے ضمن مین مردون کی فضیلت کی تصریح سے ایک گونہ اس خیال کے جواب کی بھی تقویت ہی جو مردونکے حصہ میراث کے مضاعف ہونیکے متعلق اوپر آچکا پس اپنے ماقبل سے متصل بھی اسکو خاص ارتباط حاصل ہی **حکم پانزدہم متعلق معاشرت زوجین** الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

اللغات الیمین بمعنی الید الیمنی واضافۃ العقد الیہا لوضعہم الایدی فی العقود او بمعنی القسم کذا فی الروح المنجو فی روح المعانی الخامس معناہ لکل مال او ترکۃ مما ترک الوالدان والاقربون جعلنا موالی ای وراثا یلونہ ویحوزونہ ویکون لکل متعلقا بجعل ومما ترک صفۃ لکل والذین عقدت وفی قراءۃ وعاقدت ایمانکم فی جمیع القراءات محذوف ای عہودہم والموصول (ای الذین) مبتدا وفاتوہم خبرہ واعترض علی ہذا التاویل بان فیہ الفصل بین الصفۃ والموصوف بجملۃ عاملۃ فی الموصوف - واجیب بانہ جائز کما فی قولہ تعالی قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السموات والارض ففاطر صفۃ الاسم الجلیل وقد فصل بینہما باتخذ العامل فی غیر فہذا اولی الطرق قلت وانما اخترت ہذا الخامس من بین الوجوہ لبقاء کل علی عمومہ فیہ بان جمعت بعقدت ہو اخذ بالحاصل ۔۔ البلاغۃ لم یقل ما ترک الوالدان والاولاد والاقربون لان الاولاد دخلوا فی الاقارب لغۃ والوالدان ان کانا دخلا فیہ ایضا الا ان الناس کانوا یظلمون الاولاد فیما ترکہ الوالدان فصرح باستحقاق الارث من ترکۃ الوالدین وما کانوا یظلمون الوالدین فیما ترکہ الاولاد فافہم ۔۔ الروایات قد ذکر منہا ما یتعلق بقولہ ولکل جعلنا فی نفس المتن وسنذکر ہہنا ما یتعلق بقولہ الرجال قوامون وہو ما فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن قال جاءت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تستعدی علی زوجہا انہ لطمہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القصاص فانزل اللہ تعالی الرجال قوامون علی النساء الآیۃ فرجعت بغیر قصاص اھ قلت واشرت الیہا بقولی فی التمہید جسکے وقوع پر الخ ۔۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ

سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو انکی بد دماغی کا احتمال ہو تو انکو زبانی نصیحت کرو اور انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے (یہ تو وہبی امر ہے) اور (دوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں نان نفقہ میں) خرچ کیے ہیں (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے کہ جس پر خرچ کیا جاوے اور یہ امر کسبی ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں (اور) مرد کی عدم موجودگی میں (بھی) بحفاظت (و توفیق) الٰہی (اسکی آبرو و مال کی) نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں (اس صفت کی نہوں بلکہ) ایسی ہوں کہ تم کو (قرائن سے) انکی بد دماغی کا احتمال (قوی) ہو تو انکو (اول) زبانی نصیحت کرو اور (نہ مانیں تو) انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو (یعنی انکے پاس مت لیٹو) اور (اس سے بھی نہ مانیں تو) انکو (اعتدال کے ساتھ) مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر (زیادتی کرنیکے لیے) بہانہ (اور موقع) مت ڈھونڈو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں (انکے حقوق اور قدرت اور علم سب بڑے ہیں اگر تم ایسا کرو گے پھر وہ بھی تم پر اپنے حقوق کے متعلق ہزاروں الزام قائم کر سکتے ہیں) اور اگر (قرائن سے) تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں (ایسی) کشاکش کا اندیشہ ہو (کہ اسکو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے) تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو (ایسا ہی) تصفیہ کرنیکی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے (تجویز کر کے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لیے انکے پاس) بھیجو (کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ قصور ہو سمجھا دیں) اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دل سے) اصلاح (معاملہ کی) منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں (بشرطیکہ وہ ان دونوں کی رائے پر عمل بھی کریں) اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں (جس طریق سے ان میں باہم مصالحت ہو سکتی ہے اسکو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ طریق انکے قلب میں القا فرما دیں گے) ف ان دونوں حکمین کا اصل کام اتنا ہی ہے البتہ اگر زوجین اپنی حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اسکے مختار بھی ہو جاویں گے مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں۔ اور بشرطیکہ الخ میں جس امر کو احقر نے شرط کہا ہے آیت میں اسپر دلالت ہے اسلیے کہ ان حکمین کی تجویز زوجین کے افعال اختیاریہ کے متعلق ہوگی جنکا صدور موقوف ہے اصدار پر پس حکمین کے اس ارادہ اصلاح اور زوجین کے اختیار اصلاح میں باہم نسبت مثل فعلین منفعلین کے ہوگی پس اس اعتبار سے اس ارادہ کا تحقق معتد بہ اصدار زوجین پر موقوف ہوگا اب توفیق بینہما کا ترتب حسب عادۃ الٰہیہ کسب کے ساتھ متعلق ہوتا ہے ضروری ہو گا خوب سمجھ لو یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ انفاق مال چونکہ معاوضہ ہے لہٰذا وہ سبب تفضیل نہیں ہو سکتا جواب یہ ہے کہ وہ معاوضہ ایسا ہے کہ عورت ماتحت رہے گی پس یہ معاوضہ منافی تفضیل نہ ہوا بلکہ موکد اور عین دلیل ہوا خوب سمجھ لو مسئلہ یہ فیصلہ واجب ہے اگر زوجین حکام سے رجوع کریں اور دوسروں کے لیے مستحب ہے اور قیدمن اہلہ اہلہا کی سب کے لیے مستحب ہے ربط اوپر زوجین کے حقوق کا ذکر تھا اور اسکے قبل بھی شروع سورت سے یتامیٰ و نساء اور ورثہ کے کچھ حقوق کا بیان چلا آ رہا ہے اب آگے اور لوگوں کے حقوق اور انکے ساتھ معاملہ و معاشرت کا طریق مذکور ہوتا ہے اور چونکہ ان حقوق کو علیٰ سبیل الکمال وہی ادا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قیامت کے ساتھ عقیدہ درست رکھتا ہو نیز بخل و کبر و ریا سے مبرا ہو ورنہ یہ امور بھی ادائے حقوق سے مانع ہوتے ہیں اسلیے اس مضمون کے اول میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور درمیان میں انکار توحید اور انکار قیامت کی مذمت اور آخر میں ترغیب توحید و ترہیب احوال قیامت کے ساتھ مضمون کی

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ

اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ

بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اسکا برا مصاحب ہے

الترجمۃ نیز بھی ارشاد فرمادی اور ان اخلاق ذمیمہ کو ترک کی تصحیح بھی فرمادی اور چونکہ بخل میں علم لفظ کے ساتھ منکرین رسالت بھی تعریض فرمادی کہ دلائل رسالت کا کتمان کرتے تھے۔ **حکم شانزدہم حسن معاملہ با خلق مع تصحیح اعتقاد بسبب اوصاف** وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو (یہی توحید بھی آگئی) اور اسکے ساتھ کسی چیز کو (خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان عبادت میں یا اسکی خاص صفات کے اعتقاد میں) شریک مت کرو اور (اپنے) والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور (دوسرے) اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غربا کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی (خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے سفر طویل کی رفاقت اور کسی کام میں شرکت یا عارضی ہو جیسے سفر قصیر یا اتفاقی جا بیٹھنے میں شرکت) اور راہ گیر کے ساتھ بھی (خواہ وہ خاص تمہارا مہمان ہو یا نہ ہو) اور ان (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی جو (شرعاً) تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں (غرض ان سب سے خوش معاملگی کرو جس کی تفصیل شرع نے دوسرے موقع پر بتلا دی ہے اور جو لوگ ان حقوق کو ادا نہیں کرتے اکثر ایسے ہی سبب ہیں یا تو انکے مزاج میں تکبر ہے کہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور کسی کی طرف التفات ہی نہیں کرتے اور یا انکی طبیعت میں بخل غالب ہے کہ کسی کو پیسہ دیتے جان نکلتی ہے اور یا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد نہیں کہ آپ کے احکام کو اور ادائے حقوق کے ثواب کے وعدوں کو اور اتلاف حقوق کے عذاب کی وعید کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ کفر ہے اور یا انکی عادت نمود کی ہے اسلیے جہاں نمود ہو وہاں دینے والے ہیں گو حق نہ ہو اور جہاں نمود نہ ہو وہاں مستحق ہی کو حق ہو اور یا انکو سرے سے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ عقیدہ نہیں یا وہ قیامت کے قائل نہیں اور یہ بھی کفر ہے اسلیے اسی ترتیب سے جو ان امور کا انفراداً یا اجتماعاً ارتکاب کرتے ہیں انکا حال بھی سن لو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو (دل میں) اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں (زبان سے) شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں (خواہ زبان سے یا اس طرح کہ انکو دیکھکر دوسرے بھی تعلیم پاتے ہیں) اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے (اس سے مراد یا تو مال دولت ہے جبکہ بلا مصلحت حفاظت کے محض بخل کی وجہ سے کہ اہل حقوق توقع نہ کریں چھپاوے اور یا مراد علم دین ہے کہ یہود اخبار رسالت کو چھپایا کرتے تھے پس بخل بھی عام ہو جاویگا پس اس میں بخلا و منکرین رسالت دونوں آ گئے) اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے (جو نعمت مال یا نعمت بعثت رسول کی حق شناسی نہ کریں) اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر

اللغۃ الجنب بضمتین من ہو من غیر قومک من الجنابۃ ضد القرابۃ ویستعمل فی الکافی والنسبی ۱۲ **النحو** قولہ احسانا عاملہ مقدر ای احسنوا قولہ بالجنب متعلق بصفۃ المقدرۃ ہی الکائن ۔ قولہ الذین بدل من من قولہ والذین معطوف علی الذین قبلہ وبدل مثلہ فساء قرینا فی الفعل ضمیر مبہم ہو فاعلہ یفسرہ المنصوب والمخصوص محذوف ای الشیطان فالتقدیر فساء قرینہ ہو کذا فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ **اختلاف القرائۃ** فی قرائۃ بالبخل بالفتحتین ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيمًا ○ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ○ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ

ظلم نہ کریں گے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے — سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ○

ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاویں گے۔

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کا بھی یہی حال ہے اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جس کا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اس کا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہا ان کا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آ چکا ہے لیکن مکرر لانے سے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں ان پر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی ان پر یہ ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جس کا گھر اپنے گھر سے بہت پاس ہو اور دور والا جس کا گھر فاصلہ سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کریں البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے اس سے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اس کی سبب نزول کا قصہ ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندهم من العلم فانزل الله الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کتموا الاسلام ومحمدا صلی الله علیه وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اس میں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے ان کے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ والقیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینۂ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور یہی ابتغاء لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب جاہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب جاہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہو گیا کبر کا بھی اضداد کی ترغیب آگے تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دیں گے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے (کہ کسی کا ثواب بلا وجہ گھٹا دیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر (کے ثواب) دیں گے (جیسا دوسری آیت میں دس گنا مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دیں گے ف ظلم میں ظاہراً کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ع ہر چہ آں خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اس پر دال ہے کہ یہ زائد اجر مقرر سے ہوگا اور پھر اس کا اجر اس لیے کہا گیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً سبب عمل تو ہی ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے ان کے ترک پر وعید ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ١٢

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى العمل وانث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة ای ان توجد حسنة ... محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف ای ... ١٢

البلاغة في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر اذ لا ضرر ... عن ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم ... وقدم الايمان ههنا واخر في الآية المتقدمة ... التعليل ... في غير محله ... فالاهم ١٢

یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوی بہم الارض ولا یکتمون
اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللہ حدیثا ۚ یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰری حتی تعلموا ما تقولون
کسی بات کا اخفا نہ کر سکینگے اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع

یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا (۴۲) سواسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں خدائی احکام دنیا میں نہ مانے ہونگے اُنکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اظہارات دینگے اور جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد اُن مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دیجاویگی۔ اوپر فرمایا تھا کہ اُسوقت کیا حال ہوگا آگے اُس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اُس روز یہ حال ہوگا کہ جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اُسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور یہ (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو اُن سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکینگے (پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم اُن پر لگا دیجاویگی) ف ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بجز ریا و کبر جو اوپر مذکور تھے اُن پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہوتا ہے تو عاقل آدمی اس سے اُنکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید انپر بھی ہو باقی چونکہ اُسوقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی۔ اور جاننا چاہیے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ اُنکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر اُنکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب جو اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اُسکے آخر میں یہ بھی ہے فیتمنون ان تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں اُنکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہونگے اگر نبی کی شہادت ہر موقعہ مقصود نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا اُنکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم میں بیان کرکے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طرق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں مصرح فرمایا ہے ربط شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل التقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ اُنکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہ ہو جیسا کہ ابتداء اسلام میں شراب حلال تھی کے وقت حضرت عبد الرحمن بن عوف رض نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رض کو امام بنایا اُنھوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اسپر آیت آئندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے حکم ۱۳ متعلق طہارت و صلوٰۃ یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰری حتی تعلموا ما تقولون

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ

اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اس وقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے (کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ) یہاں تک کہ غسل کرلو (لیغتسل عن الجنابۃ شرط لصحۃ نماز سے ہو اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے) اور اگر تم (ایسے عذر میں ہو کہ) بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر میں ہو (جو اوپر مستثنیٰ ہوا ہے کہ اس کا حکم آگے آویگا یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذروں میں تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی عذروں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خواہ کچھ خاص عذر نہ ہوں یا یہ کہ عذر تو اس قسم ہی کے ہیں یعنی مریض ہونا مسافر ہونا لیکن یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ جنابت ہی ہو بلکہ وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اسطرح کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہوکر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ہو لیکن وضو یا غسل کی ضرورت ہو تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اسوجہ سے کہ مرض میں ضرر ہے خواہ اسلیے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں (اور جنکی ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیدیے کہ تم کو تکلیف و تنگی نہ ہو) ف اس آیت کے شروع کا حکم اسوقت تھا جبکہ شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہوگئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے اشتداد یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضیٰ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں

الآتی یحتبوا الغائط المکان المنخفض اطلق علی الحدث مجازا الصعید وجہ الارض
الجنب سمی بہ لبعدہ عن الطہارۃ او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف علی محل یا قبلہ ای لاتقربوا سکاری ولا جنبا قولہ الا عابری مستثنیٰ من مقدر ای فی حال الخ

فائدۃ عظیمۃ جسیمۃ وصلت الیہا بعونہ تعالیٰ بعد ان غصت کثیرا فی لجج الافکار نخذہا بلا تشئ اعلم ان ہہنا سوالات الاول ما وجہ تخصیص ذکر الجنب فی اول الآیۃ مع عدم جواز الصلوٰۃ لغیر المتوضی ایضا والجواب لکونہ معنیا بالاغتسال ولو قیل لاجنبا ولا غیر متوضین حتی تغتسلوا لما صح الکلام فان قیل فما وجہ تخصیص الغایۃ والمغیا قلت لکون حکم الوضوء مذکورا فی المائدۃ ولو شئت ما ذکر فی اللباب عن الفریابی وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن مردویہ والطبرانی وابن جریر من نزول الآیۃ فی الجنابۃ ظہر وجہ آخر للتخصیص الثانی ما وجہ تخصیص المسافر بالاستثناء مع کون حکم المریض بل غیر المریض والمسافر اذا لم یجد الماء کذلک والجواب لکونہ غالب الوقوع بالنسبۃ الی المرض ولکون تیمم المسافرین سبب النزول للآیۃ کما رواہ البخاری وغیرہ عن عائشۃ رض حین فقدت القلادۃ فی غزوۃ المریسیع الثالث وہو اعسر السوالات ما توجیہ عطف قولہ جاء احد ولامستم اللذین ہما موجبان علی المرض والسفر اللذین ہما رخصتان ولابد من التناسب بین المتعاطفین والجواب لیس للقصد عطف الموجبین

علی الرخصتین بل علی محذوف یدل علیہ غیر المعذورین علی المعذورین تقدیر الکلام وان کنتم مرضی او مسافرین او غیر مرضی وغیر مسافرین حال کونکم فی جمیع ہذہ الصور محدثین بالاصغر او الاکبر وحال کونکم فی جمیعہا عاجزین عن الماء حقیقۃ کما فی الفقد او حکما کما اذا خیف الضرر فالصور ستۃ کون الرجل مریضا ومحدثا بالاصغر وکونہ مریضا ومحدثا بالاکبر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاصغر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاکبر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاکبر وعدم وجدان الماء بالتفسیر المذکور شرط لاباحۃ التیمم فی جمیع الستۃ فقولہ لم تجدوا قید فی جمیع ما قبلہ وانما لم یصرح فی الرخصتین بالموجبین وفی الموجبین بالرخصتین ولم یذکر غیر السفر والمرض رأسا لان القصد منصب الفائدۃ الی بیان کونہما رخصتین فی الاول وموجبین فی الثانی ثم کونہما رخصتین مشروط بالعجز عن الماء الذی ہو اصل المدار للرخصۃ ومن ثم لم یذکر غیر السفر والمرض لان فی ذکر اصل المدار کفایۃ فتدبر وتشکر وبحمد اللہ تعالیٰ ترجمتی مفہمۃ ومشیرۃ الی اکثر ہذہ الامور ۱۲

الروایات ذکر احدہما فی تمہید الآیۃ والاخری فی الفائدۃ العظیمۃ المذکورۃ فی الحاشیۃ

اللغات الغائط
قولہ لا تقربوا الصلوٰۃ ای فی زمان اشتغالہا
قولہ لا تقربوا الصلوٰۃ ای فی ذیل
سلا تقربوا مطلب
فالمراد ان السکران
اذا کان من العقلاء
صح خطابہ وجہ عدم
ان الخطاب للمفیق
لا یشرب المسکر
الاوقات

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۞ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۞ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے۔ یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۞

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اب وہ ایمان نہ لاوینگے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً پا زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونے کے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لا سکے تو بھی تیمم جائز ہے کم تجدوا میں بطور عموم مجاز کے یہ اور وہ سب ہی اوپر والے تینوں مسئلے آگئے ہیں کذا فسر امسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین میں سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسطرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایکدفعہ دونوں ہاتھ مارکر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مارکر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی دستہ میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو من الهداية والدر المختار ربط یہاں تک اقبل تو میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر وقبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملاً وضمناً یہ مضمون یکتمون ما آتاهم الله من فضله میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے **ذکر بعض قبائح یہود** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿۴۵﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۴۶﴾ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (جو تعجب کے) دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ پارہ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ ابھی چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑ جانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنیً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی جسمیں ہو کہ دوسرا سا وہ ان

اللغات اللّی العطف والثنی ویستعمل بالباء وبغیرہا کما فی القاموس ۱۲
الروایات فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعة بن زید

ابن التابوت من عظماء الیہود واذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضلالة اہ قلت وبہا یتایّد کون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی ترجمة الم تر تعجب کرو اشارة الی کون الاستفہام للتعجب اوبہذہ الکلمة الم تر فی ہذہ السورة فی خمس مواضع متشابہة لاظہار کون ہذہ الامور عجیبة وبہ صرحت بالاشارة الی ان ہذہ الرویة مع کونہا قلبیة کالنظر بصری الذی یصلح الی ۱۲
۵ قولہ فی ترجمة نصیبا حصہ اشارة الی کون التنوین للتعظیم وبذلک ازداد التشنیع
۵ قولہ فی ترجمة ونصیرا مصلحتوں فالولایة اشارة الی المنافع والنصیر الی المضار
۵ قولہ فی الذین ہادوا نحو اشارة الی حذف ای ہم الذین لما کان للفوط الظہور فی الترجمة یحرفون استینافا ۵ قولہ یشترون تا قرئ ذین ہادوا بیانا ین اوتوا نصیبا وکذا الاشتراء ایضا علیہ کون الخ و یقولون وجہ لقولہ یریدون یل ۱۲ ۵ قولہ ین لفظا یا معنی اہل یحرفون ت عن المحل الذی علیہ و یتعین ل وعلی اتفاق لمعانی التی وضعت علیہا ای ہا والنظافی التحریف

ت التکلم بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاویگی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گناہ کر دینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے — سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور ہم آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے۔

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے ان کا بھی یہ حال کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جسکا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اسکا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہما انکا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے۔ اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر اس لیے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں ان پر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی انپر یہی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ ہے کہ جسکا گھر اپنے گھر کے بہت پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلے سے ہو گو محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی انکے ساتھ احسان کریگا البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے اسے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا تتمہ ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے کہ کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون الخ اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس رضی کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو نیک کاموں میں خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے انہیں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے انکے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ و القیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ و القیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور یہی انفاق لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب جاہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب جاہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہو گیا کبر کا بھی اس طرح اضداد کی ترغیب آگئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاویگی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر (کے ثواب) دینگے (جیسا دوسری آیت میں وعدہ مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے ف ظلم میں ظاہر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ تھا کیونکہ وہ مالک ہیں ؏ ہر چہ آن خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اس پر دال ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہوگا اور پھر اسکو اجر اسلیے کہدیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً مسبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے انکے ترک پر ترہیب ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرۃ هي النملة الحمراء وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ۱۲

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى العمل انث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة يضاعفها بحذف المضاف اي يضاعف ثوابها كيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حال هؤلاء ۱۲

البلاغة في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر اذ لا ضرر ليسئل عن ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم بما فيه من الفوائد وانما قدم الايمان ههنا واخر في الآية المتقدمة لانه ثمة ذكر لتعليل ما قبله من قبح مصارفهم في دنياهم وفي الآخرة ههنا للتحريض فينبغي ان يبدأ فيه بالاهم فالاهم ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع ۶

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (۴۲) سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں خدائی احکام دنیا میں نہ مانے ہونگے اُنکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اظہارات دینے حاضر ہونگے جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد اُن مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دیجاویگی۔ اوپر فرمایا تھا کہ اسوقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو اُن سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکیں گے (پس دونوں طور پر فرد قرار داد جرم اُن پر لگا دیجاویگی) ف ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بخل وریا وکبر جو اوپر مذکور تھے اُن پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی نہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے اُنکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید اُنپر بھی ہے باقی چونکہ اسوقت زیادہ اُن معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیے ذکر میں کفار کی تخصیص کر دی گئی۔ اور جاننا چاہیے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ اُنکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر اُنکے دست وپا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت وتصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اُسکے آخر میں یہ بھی ہے فثمّ ودّوا لو تسوی بہم الارض اور جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں اُنکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہوئے اگر نبی کی شہادت نہ ہو تو مضرت مقصود نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا اُنکے معاصر مخالفین پر شہید وگواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم میں بیان کر کے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں مصرح فرمایا ہے ربط شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ اُنکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہ ہو جیسا کہ ابتداء اسلام میں شراب حلال تھی کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رض کو امام بنایا انہوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اسپر آیت آیندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے حکم ہفدہم متعلق طہارت وصلوٰۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں

ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان عفوا غفورا (۴۳) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی اس حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اس وقت تک نماز مت پڑھو مطلب یہ ہے کہ ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے (کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ) یہاں تک کہ غسل کر لو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرط صحت نماز ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے اندر بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے) اور اگر تم (کچھ عذر رکھتے ہو مثلاً) بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر میں ہو (خواہ پہلے سے جنابت ہو یا اس کا حکم آگے آتا ہے یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذروں میں تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی مذکورہ عذروں یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خواہ تم کو خاص یہ عذر ہوں) یا یہ کہ یہ عذر خاص نہ ہوں یعنی نہ تم مریض ہو نہ مسافر ہو لیکن ایسی بات ہو گئی جس سے وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہو کر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر لیکن ایسی ہی وضو و غسل کی ضرورت ہو) تم کو پانی (کے استعمال) کا موقع نہ ملے (خواہ تو اس وجہ سے کہ مرض میں ضرر ہوتا ہے خواہ اس لیے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں (اور جس کی ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیے کہ تم کو تکلیف و تنگی نہ ہو) ف ان آیتوں کے شروع کا حکم اس وقت تھا جب شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہو گئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے پیدا ہونے یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضیٰ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں

اللغات الغائط المکان المنخفض اطلق علی الحدث مجازا الصعید وجہ الارض الجنب سمی بہ لبعدہ عن الطہارۃ او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف علی محل وانتم سکاری ای لا تقربوا سکاری ولا جنبا قولہ الا عابری استثناء من مقدر ای فی حال الخ

فائدۃ عظیمۃ جسیمۃ وصلت الیہا بعونہ تعالی بعد ان غصت کثیرا فی لجج الافکار فخذہا بلا ثمن اعلم ان ہہنا سوالات **الاول** ما وجہ تخصیص ذکر الجنب فی اول الآیۃ مع عدم جواز الصلوۃ لغیر المتوضی ایضا والجواب لکونہ مغیا بالاغتسال ولو قیل لا جنبا ولا غیر متوضئین حتی تغتسلوا لما صح الکلام فان قیل فما وجہ تخصیص الجنابۃ والمغیا قلت لکون حکم الوضوء مذکورا فی المائدۃ ولو ثبت ما ذکر فی اللباب عن الفریابی وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن مردویہ والطبرانی وابن جریر من نزول الآیۃ فی الجنابۃ لظہر وجہ آخر للتخصیص **الثانی** ما وجہ تخصیص المسافر بالاستثناء مع کون حکم المریض بل غیر المریض والمسافر اذا لم یجد الماء کذلک والجواب لکونہ غالب الوقوع بالنسبۃ الی المرض ولکون تیمم المسافرین سبب النزول الآیۃ کما رواہ البخاری وغیرہ عن عائشۃ رض حین فقدت القلادۃ فی غزوۃ المریسیع **الثالث** وھو اعسر السوالات ما توجیہ عطف قولہ جاء احد ولامستم اللذین ہما موجبان علی المرض والسفر اللذین ہما رخصتان ولا بد من التناسب بین المتعاطفین والجواب لیس المقصود عطف الموجبین علی الرخصتین بل عطف محذوف یدل علی غیر المعذورین علی المعذورین تقدیر الکلام وان کنتم مرضی او مسافرین او غیر مرضی وغیر مسافرین حال کونکم فی جمیع ہذہ الصور محدثین بالاصغر او الاکبر وحال کونکم فی جمیعہا عاجزین عن الماء حقیقۃ کما فی الثلثۃ او حکما کما اذا خیف الضرر فالصور ستۃ یکون الرجل مریضا ومحدثا بالاصغر وکونہ مریضا ومحدثا بالاکبر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاصغر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاکبر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاکبر وعدم وجدان الماء بالتفسیر المذکور شرط لاباحۃ التیمم فی جمیع الستۃ فقولہ لم تجدوا قید فی جمیع ما قبلہ وانما لم یصرح فی المرخصین بالموجبین وفی الموجبین بالمرخصین ولم یذکر غیر السفر والمرض رأسا لان القصد موجب الفائدۃ الی بیان کونہما مرخصین فی الاول وموجبین فی الثانی کونہما مرخصین مشروطا بالعجز عن الماء الذی ہو اصل المدار للرخصۃ ومن ثم لم یذکر غیر السفر والمرض لان فی ذکر اصل المدار کفایۃ فتبصر وتشکر وبحمد اللہ تعالی ترجمتی مفیدۃ ومشیرۃ الی اکثر ہذہ الامور ۱۲

الروایات ذکر احدہا فی تمہید الآیۃ والاخری فی الفائدۃ العظیمۃ المذکورۃ فی الحاشیۃ

ملحقات الترجمہ ۱۵ قولہ فی ذیل سطر ۱ لہا اشطلب یہ فالمراد ان السکران لا اذا کان من الحلال صح خطابہ وجہ عدم ان الخطاب للمفیق لا لیشرب المسکر فی الاوقات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے ۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اسطور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لاوینگے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً ⅛ زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہونیکے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لاسکے تو بھی تیمم جائز ہے کہ تجدوا میں بطور عموم مجاز کے یہ اور دو اس کی اوپر والے تینوں مسئلے آگئے کذا فسر مسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ پگھلے لیکن چونا اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسطرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرلے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایکدفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی دانست میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو من الہدایۃ الدر المختار ربط یہانتک ہوا قریب قریب میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر و قبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملاً وضمناً یہ مضمون یکتمون ما آتاہم اللہ من فضلہ میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے

ذکر بعض قبائح یہود اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ پارہ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ ابھی چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑ جانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھیگا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اسکے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنےً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی جسمیں دھوکہ دیکر دوسروں کو سادہ ذہن

اللغات اللّی العطف والثنی ویستعمل بالبا وبغیرہا کما فی القاموس ۱۲
الروایات فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید ابن التابوت من عظماء الیہود و اذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضلالۃ اھ قلت ویہا یتاید کون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

ملحقات الترجمہ

قولہ فی ترجمۃ الم تر ... کو اشارۃ الی کون الاستفہام ... بعد ہذہ الکلمۃ الم تر فی ... فی خمس مواضع ... ہذہ الامور عجیبۃ ... اشارۃ الی ان ہذہ ... کو نہا تلبیۃ کالنظر ... الی ۱۲ ... فی ترجمۃ نصیبا ... اشارۃ الی کون التنوین ... ازدادا للتشنیع ... فی ترجمۃ ... مصلحتوں ... اشارۃ ... تعبیر الی ...

م بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ

ظلم نہ کریں گے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر دیں گے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دیں گے — سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاویں گے۔

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جس کا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اس کا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف۱ شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہ ان کا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے۔ اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آ چکا ہے لیکن مکرر لانے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں ان پر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی ان پر یہی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جس کا گھر اپنے گھر کے بہت پاس ہو اور دور والے کا گھر فاصلے سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کریں البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے اس سے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اس کی سبب نزول کا قصہ ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول نقل کیا ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندھم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ہم کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں شخص انصار کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اس میں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اور پر کفر باللہ وبالرسول وبالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے ان کے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ والقیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہو ریا کے اور یہی انفاق لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب وجہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب وجہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہ مقابل ہو گیا کبر کا بھی اسی طرح اضداد کی ترغیب آ گئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں بلکہ سراسر نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دیں گے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریں گے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کر (کے ثواب) دیں گے (جیسا دوسری آیت میں عدد مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دیں گے ف۱ ظلم میں ظاہراً کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہوگا اور چونکہ اس کا اجر اس لیے کہہ دیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً سبباً عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے ان کے ترک پر ترہیب ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا ما سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء او جزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ١٢

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى المثقال انث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة يضاعفها بحذف المضاف اي يضاعف ثوابها فكيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حال هؤلاء ١٢

البلاغة في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر او لا ضرر في ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم وتقديم الايمان ههنا وتأخيره في الآية المتقدمة لان القصد بذكره للتعليل هناك وههنا للتحريض فناسب ان يبدأ فيه بالاهم فالاهم ١٢

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہوجاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نہ کرسکیں گے　اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (۴۲) سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں نے خدائی احکام دنیا میں نہ مانے ہونگے انکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اظہارات دینگے اور بتلادینگے جو جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کردینگے اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دیجاویگی۔ اور یہ فرمانا کہ اسوقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اسوقت) ہم زمین کے پیوند ہوجاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو ان سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کرسکیں گے (پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم ان پر لگادیجاویگی) ف ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بخل و ریا وغیرہ جو اوپر مذکور تھے ان پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے انکی وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید انپر بھی ہو باقی چونکہ اسوقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی۔ اور جاننا چاہیے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ انکے منہ پر مہر خاموشی کی لگاکر انکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اسکے آخر میں یہ بھی ہے فتمنوا لو تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں انکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہونگے اگر نبی کی شہادت حضور وقت مقصود ہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا انکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم میں بیان کرکے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں صریح فرمایا ہے ربط شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ انکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہو جیسا کہ ابتدائے اسلام میں شراب حلال تھی کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رض نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رض کو امام بنایا انہوں نے مدہوشی میں سورۂ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اسپر آیت آیندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت سکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرمادیے **حکم سیزدہم متعلق طہارت و صلوٰۃ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ

اور حالت جنابت میں بھی باستثنا تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہانتک کہ غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہیں

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۴۳) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی اسوقت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہانتک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اسوقت تک نماز مت پڑھو) اور اگر ادائے نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے نماز میں کوئی خلل نہ آوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثنا تمہارے مسافر ہونیکی حالت کے (کہ اسکا حکم عنقریب آتا ہے) نماز کے پاس بھی مت جاؤ یہانتک کہ غسل کرلو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرط صحت نماز ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے) اور اگر تم (کو کوئی عذر ہو مثلاً) بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے یا حالت سفر میں ہو (خواہ تمہیں غسل کی حاجت ہو یا وضو کی اسکا حکم آگے آتا ہے یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذروں میں تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کچھ ان ہی دو عذروں یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کوئی اور عذر ہو) یا یہ کہ بیمار و مسافر ہو بلکہ جیسے بھی کسی کا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کرکے) استنجے سے فارغ ہو کر آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر ان ساری صورتوں میں خواہ مرض وسفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ہو تم کو غسل کی ضرورت ہو تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اسوجہ سے کہ مرض میں ضرر ہوتا ہے خواہ اسلیے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہیں (اور جبکہ ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہی اسلیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیدیے کہ تمکو تکلیف و تنگی نہ ہو) ف ان آیات کے شروع کا حکم اسوقت تھا جبکہ شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہوگئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے۔ مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے اشتداد یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضیٰ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں

لمعات الفرقان
ط۱ قوله في ذيل آية لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى الخ فالمراد ان السكران لا يقرب اذا كان من الحلال كالبنج فلا بد وجه لعدم الورود ان الخطاب للتعليق بانه لا يشرب المسكر في هذه الاوقات ۱۲

الغائط المكان المنخفض اطلق على الحدث مجازا الصعيد وجه الارض الجنب سمى به لبعده عن الطهارة او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف على محل وانتم سكارى ولا جنبا قوله الا عابرى سبيل مستثنى من مقدر اي في حال الا الخ

فائدة عظيمة جسيمة وصلت اليها بعونه تعالى بعد ان غصت كثيرا في لجج الافكار فخذها بلا شك اعلم ان ههنا سوالات الاول ما وجه تخصيص ذكر الجنب في اول الآية مع عدم جواز الصلوة لغير المتوضي ايضا والجواب لكونه منهيا بالاغتسال ولو قيل لا جنبا ولا غير متوضئين حتى تغتسلوا لما صح الكلام فان قيل فما وجه تخصيص الغاية والمنهيا قلت لكون حكم الوضوء مذكورا في المائدة ولو شئت ما ذكر في اللباب عن الفريابي وابن ابي حاتم وابن المنذر وابن مردويه والطبراني وابن جرير من نزول الآية في الجنابة فنظر آخر التخصيص الثاني ما وجه تخصيص المسافر بالاستثناء مع كون حكم المريض بل غير المريض المسافر اذا لم يجد الماء كذلك والجواب لكونه غالب الوقوع بالنسبة الى المرض ولكون تيمم المسافرين سبب النزول للآية كما رواه البخاري وغيره عن عائشة رض حين فقدت القلادة في غزوة المريسيع الثالث وهو اعسر السوالات ما توجيه عطف قوله جاء احد ولامستم اللذين هما موجبان على المرض والسفر اللذين هما رخصتان ولا بد من التناسب بين المتعاطفين والجواب ليس المقصود عطف الموجبين على المرخصين بل عطف محذوف يدل على غير المعذورين على المعذورين تقدير الكلام وان كنتم مرضى او مسافرين او غير مرضى وغير مسافرين حال كونكم في جميع هذه الصور محدثين بالاصغر او الاكبر وحال كونكم في جميعها عاجزين عن الماء حقيقة كما في الفقد او حكما كما اذا خيف الضرر فالصور ستة كون الرجل مريضا ومحدثا بالاصغر وكونه مريضا ومحدثا بالاكبر وكونه مسافرا ومحدثا بالاصغر وكونه مسافرا ومحدثا بالاكبر وكونه غير مريض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وكونه غير مريض ولا مسافر مع الحدث الاكبر مع عدم وجدان الماء بالتفسير المذكور شرط لاباحة التيمم في جميع الستة فقوله لم تجدوا قيد في جميع ما قبله وانما لم يصرح في المرخصين بالموجبين وفي الموجبين بالمرخصين ولم يذكر غير السفر والمرض رأسا لان القصد هو صب الفائدة الى بيان كونهما مرخصين في الاول وموجبين في الثاني مع كونها مرخصين مشروطا بالعجز عن الماء الذي هو محل المدار للرخصة ومن ثم لم يذكر غير السفر والمرض لان في ذكر محل المدار كفاية فتبصر وتشكر وجد الله تعالى ترجمتي مفيدة ومشيرة الى اكثر هذه الامور ۱۲

الروايات ذكر احدهما في تمهيد الآية والاخرى في الفائدة العظيمة المذكورة في الحاشية

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالےٰ تمہارے

بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالےٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریبا پاؤ زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونیکے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لا سکے تو بھی تیمم جائز ہے کم تحدید امیں بطور عموم مجاز کے یہ اور وہ سب کا اوپر والے تینوں مسئلے آگئے ہیں کذا فسر امسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونہ اس سے مستثنےٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اس طرح مستثنےٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ یہ میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرلے اور اسمیں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایکدفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی دست میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو من الہدایۃ الدر المختار ربط یہانتک اکثر واقع تو میں ہی زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر وقبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملا وضمنا یہ مضمون یکتمون ما آتاہم اللہ من فضلہ میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت وتابعین منعوت کا ذکر ہے ذکر بعض قبائح یہود أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿۴۵﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۴۶﴾ (اے مخاطب) کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ پارۂ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ ابھی بھی چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالےٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑجانا کیونکہ) اللہ تعالےٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنےً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی یہ ہے جو کہ دوسرا مادہ ہیں

اللغات الّی العطف والثنی ویستعمل باللسان وبغیرہا کما فی القاموس ۱۲
الروایات فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید

ابن التابوت من عظماء الیہود اذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضلالۃ اھ قلت وبہذا یتایّد کون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

الکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

اے وہ لوگو جو کتاب دیے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جسکو ہمنے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلانی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں اور انکو انکی الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا انپر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والونپر کی تھی اور اللہ تعالی کا حکم پورا ہی ہو کر رہتا ہے

شخص کا نقص ہوا بھی ہو کن یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرتے وقت) یہ کلمات کہتے ہیں (جو آگے مذکور ہوتے ہیں ان کلمات کے دو دو معنی ہیں ایک اچھے ایک بُرے وہ لوگ بُرا مطلب لیتے تھے اور دوسروں پر ظاہر کرتے تھے کہ ہم اچھے مطلب سے کہتے ہیں اور اس سے کسی مسلمان کا دھوکہ ہو کہ ہیں کہ بعضے ایسے ہی کلمات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنا بعید نہ تھا چنانچہ بقرہ کے معاملہ ہی امر میں مؤمنین کو لفظ راعنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے پس اس اعتبار سے یہود کا ان کلمات کو کہنا ایک گونہ اضلال غیر بھی ہے گو لفظاً ہی ہو پس آیت میں یہود ان تضلوا کا جو کہ اوپر آیا ہے بیان بھی ہو گیا جیسا کہ من الذین ہادوا میں بیان تھا الذین اوتوا نصیبا کا اور یحرفون میں بیان تھا یشترون کا) ان کلمات میں سے ایک یہ ہے سمعنا وعصینا (اسکا ترجمہ تو یہ ہے کہ ہم نے سن لیا اور مانا نہیں اسکا اچھا مطلب یہ ہے کہ آپکا ارشاد سن لیا اور کسی آپ کے مخالف کا قول جو کہ ہمکو بہکاتا تھا نہیں مانا اور برا مطلب ظاہر ہے کہ ہم نے آپکی بات کو سن تو لیا مگر ہم عمل نہ کرینگے) اور دوسرا کلمہ یہ ہے اسمع غیر مسمع (اسکا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ تم ہماری بات سنو اور خدا کرے تمکو کوئی بات سنائی نہ جاوے اسکا اچھا مطلب تو یہ ہے کہ تمکو کوئی مخالف اور رنج کی بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپکا ایسا اقبال رہے کہ آپ جو بات فرماویں سب آپکے جواب میں موافق ہی بات آپکو سناویں اور برا مطلب یہ ہے کہ تمکو کوئی موافق اور مسرت بخش بات نہ سنائی جاوے بلکہ آپ جو بات کہیں اسکا جواب مخالف ہی آپکے کان میں پڑے) اور (تیسرا کلمہ یہ ہے) راعنا (اسکے دونوں اچھے اور برے مطلب بقرہ کے معاملہ سی امر میں گذر چکے ہیں کہ اچھے معنے تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کیجیے اور برے معنے لغت یہود میں یہ دشنام ہے غرض ان کلمات کو اس طور پر (کہتے ہیں) کہ اپنی زبانوں کو (لہجہ تحقیر سے لہجہ توقیر کی طرف) پھیر کر اور (دل سے) دین میں طعنہ زنی (اور تحقیر ہی) کی نیت سے (وجہ یہ کہ نبی کے ساتھ طعن واستہزاء دین کے ساتھ طعن سمجھا ہے) اور اگر یہ لوگ (بجائے ان ذو معنیین الفاظ کے) یہ کلمات کہتے (بجائے سمعنا وعصینا کے) سمعنا واطعنا (جسکے معنی یہ ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا) اور (بجائے اسمع غیر مسمع کے صرف) اسمع (جسکے معنے خالی یہ ہیں کہ آپ سن لیجیے) اور (بجائے راعنا کے) انظرنا (جسکے معنے یہ ہیں کہ ہماری مصلحت پر نظر فرمائیے جیسا کہ بقرہ کے معاملہ سی امر میں بھی اس لفظ کی تعلیم فرمائی ہے اور یہ کلمات معنی شرارت سے پاک ہیں تو اگر یہ کلمات کہتے) تو یہ بات انکے لیے بہتر (اور نافع بھی) ہوتی اور (فی نفسہ بھی) موقع کی بات تھی مگر (انہوں نے تو ایسے نفع اور موقع کی بات کہی ہی نہیں بلکہ وہی ناشائستہ بیہودہ بات بکتے ہیں اسلیے انکو یہ مضرت پہنچی کہ) انکو خدا تعالی نے انکے کفر کے سبب (جسمیں یہ کلمات بھی آگئے اور بھی انکے سب اقوال و افعال کفریہ داخل ہو گئے پس ان سب کفریات کے سبب اللہ تعالی نے انکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور پھینک دیا اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی (بوجہ اسکے کہ وہ ایسی حرکتوں سے دور ہیں وہ دوری رحمت خاصہ سے مستثنی ہیں اور وہ ایمان بھی لے آویں جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ) ف یہ لایؤمنون ان ہی کی نسبت فرمایا جو علم الہی میں کفر پر مرنے والے تھے پس تو مسلمونکے ایمان لانے سے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور جو ایمان لے آتا ہے اگر وہ کسی وقت میں بے ادبی و نافرمانی بھی کر چکا ہو لیکن اس سے جب باز آگیا وہ کالعدم ہو گیا پس بے ادبی کا لعنت کے لیے سبب بن جانا اور لعنت کا کفر کے لیے سبب بن جانا اسمیں کوئی قبح و تخلف لازم نہیں آیا کیونکہ ارتفاع علت کے بعد معلول کا مرتفع ہو جانا محل اشکال نہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ ان دوسرے کلمات کا کہنا بہتر ہوتا اگر اسکے ساتھ ایمان لانیکا بھی اعتبار کیا جاوے تب تو بہتر ہونا ظاہر ہی ہے کہ اعمال صالحہ پر مومنین کو آخرت میں ثواب ملیگا اور اگر اسکی قید نہ لگائی جاوے تب بہتر ہونا یا تو دنیا کے اعتبار سے ہے کہ تہذیب اور شائستگی اچھی چیز ہے خلق کے نزدیک اس سے ممدوح و مرضی سمجھا جاتا ہے اور اگر آخرت کے اعتبار سے لیا جاوے تو باعتبار ثواب کے نہیں ہے بلکہ باعتبار تخفیف عذاب کے ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے یہ امر یقینا مفہوم و معلوم ہے کہ باہم کفار کے عذاب میں تفاوت ہو گا چنانچہ ماہر پر مخفی نہیں واللہ اعلم ربط اوپر کی آیات میں یہود کے کفر و تکذیب بالاسلام کا جو کہ تحریف و تمسخر کے لوازم سے ہے بیان تھا آگے انکو بطور خطاب کے ایمان و تصدیق کا حکم فرماتے ہیں اور خلاف ورزی کی تقدیر پر ڈراتے ہیں خطاب بایمان اہل کتاب پر راء

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

الروایات فی الروح اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤساء من احبار یہود منہم عبد اللہ بن صوریا وکعب بن اسد فقال لہم یا معشر یہود اتقوا اللہ واسلموا فواللہ انکم لتعلمون ان الذی جئتکم بہ لحق فقالوا ما نعرف ذلک یا محمد فانزل اللہ تعالی فیہم الآیۃ ۱۲

الملحقات الترجمیۃ

له قوله فی ترجمة الکلمات دو دو معنی ہیں ہذہ کلہا ماخوذۃ من الروح وغیرہ ومعنی اسمع غیر مسمع علی ان غیر مسمع حال لا اسمعک احد جوابا یوافقک او بخالفک والباقی ظاہر ۱۲

له قوله فی ترجمة لیا لہجہ اخذتہ من الکشاف منضما الیہ الذوق لان لہجۃ التوقیر غیر لہجۃ التحقیر وممتاز ان علی اللسان فصدق معنی اللی ۱۲

له قوله فی ترجمة طعنا دل سے اخذتہ من مقابلۃ و ای یلوون السنتہم ضدا لما ان فی اظہار الالسۃ والقلوب حال یریدون التحقیر من تضمیر الانذار مطابق ۱۲ قوله فی الانسہ بھی موقع کی ذا تفسیر الذانی والاحدانیتہ یاعتبار الذا واقوم معنی اعدل ۱۲

قوله بعد ترجمة ولکن مگر انہوں نے الخ فقدرہ فی روح المعانی رحمہ من تقدیر الی ازالۃ اشکال البحر وفیہ فقرات ارادا متہ مصیبا منتہ مبنوع فی الکلام ۱۲ قوله فی ترجمة لعنہم فاخذ ان الرحمۃ العامۃ قریب من الکل

قوله فی ترجمة فلا اسب تدل ہذہ الکلمۃ علی الترتیب

قوله فی ترجمة الا قلیلا وہ دوری الخ اشارا الی ان الاستثناء من ضمیر المفعول فی لعنہم ای ... ۱۲

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ

ہان کیا انکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا　سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے　یا دوسرے آدمیون سے

عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

اُن چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین سو ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے

ان مسلمانونکے زیادہ راہ راست پر ہین (چنانچہ یہ تو انہون نے صراحۃً بھی کہا تھا) یہ لوگ (جنہون نے کفر کے طریقہ کو اسلامی طریقہ سے افضل بتلایا) وہ ہین جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے (اسی ملعون ہونیکا تو اثر ہے کہ ایسے بیباک ہو کر کفریات بک رہے ہین) اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنا دے اسکا (عذاب کے وقت) کوئی حامی نہ پاؤ گے (سو لامحالہ اسپر انکو آخرت مین یا دنیا مین بھی سخت سزا ہوگی چنانچہ دنیا مین بعضے قتل بعضے قید بعضے جلاوطن بعضے ذلیل رعایا ہوئے اور آخرت مین جو ہونیوالا ہے ہو گا ف ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین مشرکین کو علی الاطلاق حق کہنا مقصود نہ تھا ورنہ عین جواب کے وقت ہی سائل کو اس جواب کی صحت پر شبہہ ہوتا کہ جب اس دین کو حق سمجھتے ہین تو خود کیون نہین قبول کر لیتے تو اس صورت مین یہ جواب چل نہین سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مقصود یہ تھا کہ حق مطلق تو کوئی طریق بھی نہین مگر اسلام سے یہ اچھا ہی سو اسمین بھی دو وجہ سے کفر لازم آتا ہے۔ ایک تو یہ کہ طریق حق یعنی اسلام کو من وجہ باطل سمجھا۔ دوسرے یہ کہ طریق باطل یعنی کفر کو من وجہ حق سمجھا گو سیاق کلام سے اشتباہ ذوق یہان زیادہ مدار مذمت کا وجہ ثانی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ باعتبار خدمات حجاج و بیت اللہ کے طریق قریش کو اچھا کہا ہو جسکا حاصل ان امور کو اچھا کہنا ہے سو انکے اچھے ہونے مین کوئی شبہ نہین۔ جواب یہ ہے کہ اگر تاویل فرض بھی کر لیجاوے تب بھی بعض اجزاء کے خیر ہونے سے مجموعہ کا جسمین بعض اجزاء شر و کفر بھی ہون خیر ہونا لازم نہین آتا اور مقصود سائل کا مجموعہ پوچھنا تھا اور سوال پر جواب کا انطباق ضروری ہے اسلیے کلمات کفر مین ایسی تاویل دافع کفر نہین ہو سکتی مثلاً کوئی شخص دو خدا کو مانتا ہو اور وہ شخص کسی سے پوچھے کہ خدا ایک ہے یا دو اور مجیب کہے کہ دو ہین اور نیت یہ کرے کہ ایک حق ہے ایک باطل تو کیا جواب بکلمۂ کفر نہوگا ربط آگے بھی یہود کے بعض قبائح کا ذکر ہے جیسا کہ لباب مین بروایت ابن ابی حاتم حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو متواضع فرماتے ہین حالانکہ آپکے نکاح مین نو بیبیان ہین یہ تو اچھی خاصی سلطنت ہے فقط۔ اس اعتراض کا بیہودہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ اول تو نو بیبیونکا ہونا جو آپکو باذن الٰہی حلال تھین مستلزم سلطنت کو نہین اور اگر استلزام کو مان لیا جاوے تو سلطنت منافی تواضع کے نہین کیونکہ اگر باوجود حکومت کے کوئی متکبر نہو تو کیا محال ہے اور بیہودگی کے ساتھ اصل منشاء اس اعتراض کا حسد تھا اسیواسطے آیت مین اسکی بیہودگی سے تعرض نہین فرمایا بلکہ انکا حاسد ہونا اور اس حسد کا دو وجہ عقلی سے قبیح و نامعقول ہونا بیان فرمایا ہے اور قبح شرعی حسد کا تو معلوم ہی ہے تقبیح حسد یہود أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ ہان کیا انکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیون سے (جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) اُن چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین (انکو ایسی چیز مل جانا کوئی نئی بات نہین کیونکہ ہم نے (پہلے سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (والون) کو کتاب (آسمانی) بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے (چنانچہ بنی اسرائیل مین بہت انبیاء گذرے بعض انبیاء سلاطین بھی ہوئے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کا کثیر الازواج ہونا معلوم و مشہور ہے اور یہ سب اولاد ابراہیم مین ہین سو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاد ابراہیم سے ہین تو آپکو اگر یہ نعمتین و عطیات مل گئین تو تعجب کی کیا بات ہے) ف حسد کے نامعقول ہونیکی ایک وجہ تو ذکر حسد کے قبل ہے اور دوسری ذکر حسد کے بعد اور انکو بطور تشقیق و تردید کے بیان فرمایا حاصل دونون وجہون کا یہ ہے کہ حسد کس بات پر ہے اگر اسپر ہے کہ تم صاحب سلطنت ہو کہ تمہاری سلطنت انکو ملتی تب تو خدا نے تمکو ٹھکانے ہی سے رکھا کہ سلطنت تمکو نہین ملی ورنہ تم ایک کوڑی بھی کسیکو نہ دیتے اور اگر اسپر ہے کہ گو تمہارے پاس سے انکے پاس نہین گئی مگر ویسے ہی کیون انکو ملی انکو سلطنت سے کیا علاقہ تو اسکا جواب یہ دیا کہ علاقہ یہ ہے کہ یہ بھی شاہی خاندان سے ہین کسی اجنبی جگہ سلطنت نہین گئی

اللغات ام لهم اللام كما فى قولهم ان له لابلا وان له لغنما النقير النقرة التى فى ظهر النواة كناية عن القلة لعادها ولذا نقيرا لم يبل يحسدون الناس اللام للجنس يراد به رسول الله صلى الله عليه وسلم

النحو اذن لم تعمل لانه قد شرط فى اعمالها الصدارة فيما نظر الى العطف وكونها تابعة لغيرها اهملت ولو نظر الى كونها فى صدر جملتها اعملت كما قرئ اذا لا يؤتوا الناس ۱۲

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ
سو انہیں سے بعضے تو اسپر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے اور دوزخ آتش سوزان کافی ہے۔ بلاشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
جب ایک دفعہ انکی کھال جل چکیگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کردینگے تاکہ عذاب ہی بھگتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے

ربع

الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝
کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ انکے نیچے نہریں جاری ہونگی انمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے انکے واسطے انمیں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم انکو نہایت گنجان سایہ میں داخل کرینگے

اوپر یہود کے حسد کا ذکر تھا چونکہ طبعاً جسپر حسد کیا جاوے اسکو رنج بھی ہوتا ہے اسلیے آیت آیندہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں **لتسلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝۵۵ سو (ان انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی جو کہ خاندان ابراہیم علیہ السلام سے گذر چکے ہیں جو لوگ موجود تھے) انہیں سے بعضے تو اس (کتاب و حکمت) پر ایمان لائے اور بعضے ایسے تھے کہ اس سے روگردان ہی رہے (پس اگر آپکے ساتھ بھی یہی حالت ہو تو ان میں بھی اگر آپکے زمانہ کے بعضے لوگ ایمان نہ لاویں تو کوئی رنج کی بات نہیں) اور (ان کفار معرضین کو اگر دنیا میں سزا کم بھی ہوئی یا نہ ہوئی تو کیا ہوا انکے لیے آخرت میں) دوزخ کی آتش سوزان (سزا کی) کافی ہے (ربط آیات مذکورہ میں خاص مومن اور غیر مومن کا ذکر تھا آگے مطلق مومن و غیر مومن کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ارشاد فرماتے ہیں **سزاے کافر و جزاے مومن**) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۵۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝۵۷ بلاشک جو لوگ ہماری آیات (واحکام) کے منکر ہوئے ہم انکو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور وہاں انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایک دفعہ انکی کھال (آگ سے) جل چکیگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کردینگے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتے رہیں (کیونکہ پہلی کھال میں جلنے کے بعد شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید انہیں ادراک نہ رہے اسلیے شبہ قطع کرنیکے لیے یہ سنا دیا) بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (کہ وہ ایسی سزا دے سکتے ہیں اور) حکمت والے ہیں (اسلیے باوجود اس قدرت کے کہ جلی ہوئی کھال کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں پھر بھی کسی حکمت سے بدلدیا جیسا کہ ایک حکمت کا بیان بھی ہوا ہے) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغوں میں داخل کرینگے کہ انکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی انمیں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے انکے واسطے ان (باغوں) میں پاک صاف بیبیاں ہونگی اور ہم انکو نہایت گنجان سایہ (کی جگہ) میں داخل کرینگے ف یعنی دنیا کا سایہ نہ ہوگا کہ خود سایہ کے اندر بھی دھوپ چھنتی ہے وہ بالکل متصل ہوگا۔ اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ وہاں آفتاب وغیرہ تو ہوگا نہیں جیسی ارشاد فرمایا ہے لا یرون فیہا شمسا پھر سایہ کیا معنی کیونکہ سایہ کے لیے مطلق کسی جسم نورانی کا ہونا کافی ہے اور وہاں اسکا ہونا عجیب نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ پھر جب گرمی نہیں تو سایہ کا کیا فائدہ یہ محض ضعیف ہے کیونکہ فائدہ کا انمیں منحصر کر لینا خود بے دلیل ہے ممکن ہے کہ کسی تیز نور کا لطیف بنانا ہو جیسے ماہتاب پر ابر رقیق آجاتا ہے یا خود اس سایہ کی حقیقت نور ہی ہو جیسا کہ وہ صبح کا سایہ یا یوں کہا جاوے کہ نرا سایہ ہی ہو بلا ظلمت جیسے طلوع آفتاب سے ذرا پہلے حالت ہوتی ہے کہ ایک آیت میں اسکو مشہور تفسیر پر ظل سے تعبیر فرمایا ہے الم تر الی ربک کیف مد الظل اور سایہ کی معرفت دہوپ پر موقوف ہونے سے خود سایہ کے وجود کا توقف دھوپ پر لازم نہیں آتا واللہ اعلم ربط ذکر قبائح یہود سے پہلے احکام کا بیان جو کہ محل تقوی ہیں چلا آرہا ہے منجملہ ان احکام کے قسم اول یعنی معاملات باہمی کے ایک حکم یہ ہے کہ حکام محکومین میں عدل و امانت سے کام کریں اور محکومین حکام کے ساتھ امور مشروعہ میں اطاعت سے پیش آویں اور پھر دونوں گروہ کو اللہ و رسول کے حکم کو دل سے ماننے کا حکم دیا آگے ان ہی مضامین کا ذکر ہے اور سکے

ملحقات الترجمہ
۵۵ قولہ سخت آگ افادہ التنکیر ۱۲
۵۶ قولہ برابر افادہ کلما ۱۲
۵۶ قولہ تاکہ ہمیشہ جعلا لیذوقوا علی معنی لیدوم ذوقہم ولا ینقطع لو... المقام کقولک للعزیز اعزک اللہ ۱۲
۵۷ قولہ فی ترجمہ ظلا سایہ کی جگہ یعنی لان الادخال فی الظل ہو بالدخول فی محل الظل ۱۲

اللغات صدّ اعرض نضجت احترقت وتلاشت وتہرت من نضج اللحم ظلیلا صفۃ مشتقۃ من لفظ الظل للتاکید کما ہو عادتہم فی نحو یوم الیوم ولیل الیل وقال الامام المرزوقی انہ مجرد لفظ تابع لما اشتق منہ ولیس لہ معنی وضعی بل ہو کقولک حسن بسن کذا فی الروح ۱۲

النحو فمنہم الضمیر لمن کان موجودا فی زمن انبیاء آل ابراہیم علیہم السلام من اممہم المدلول علیہ بقولہ تعالی فقد آتینا آل ابراہیم الخ لان وجود الانبیاء یستلزم عادۃ وجود الامم قولہ امن بہ الضمیر للکتاب والحکمۃ الذین تحصلہما الایمان بالنبوۃ ولعلہ ہو النکتۃ فی ذکر آتیناہم لان الکتاب والحکمۃ من جنس المؤمن بہ الملک العظیم لیس من جنسہ فافہم۔ قولہ سعیرا اہ بمعنی مسعورۃ حال من جہنم الفاعل بزیادۃ الباء۔ وما ترجمت بہ ہو اخذ بالحاصل ۱۲

البلاغۃ قدم حال الکفرین لان الکلام فیہم۔ قولہ لیذوقوا قال فی الروح التعبیر بالذوق للاشعار بمرارۃ العذاب مع ایلامہ او للتنبیہ علی شدۃ تأثیرہ من حیث ان الذائقۃ اشد الحواس دراکا قولہ ندخلہم ظلا الادخالان متغایران بالعنوان لا بالذات کما فی قولہ تعالی ولما جاء امرنا نجینا ہودا الی قولہ نجیناہم من عذاب غلیظ ۱۲

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا

بیشک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہونچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں

يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ

وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی پھر اگر

تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ ع

کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور انکا انجام خوشتر ہے

احکام کو دل سے پسند نہیں کرتے یہی مضمون رکوع آئندہ کے ختم تک چلا گیا ہے اور اس ربط کے علاوہ خاص ربط قبائح یہود کے مضمون سے یہ بھی ہے کہ یہود کے عوام خواص یعنی رؤساء دینی و دنیوی کا خائن فی الدین ہونا ہے یعنی بالضمن قبائح اور معلوم ہو چکا ہے اور انہیں سے منافقین کی یہی حالت آگے آئی ہے درمیان میں مؤمنین کو اس سے روک کر عدل و اطاعت کا امر فرماتے ہیں حکام مؤمنین کو ادائے حقوق محکوم و حاکم مسلم إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ (اے اہل حکومت خواہ تھوڑوں پر حکومت ہو خواہ بہتوں پر) بیشک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہیں) پہونچا دیا کرو اور (تمکو) یہ (بھی حکم دیتے ہیں) کہ جب (محکوم) لوگوں کا تصفیہ کیا کرو (ایسے حقوق میں جو انمیں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں) تو عدل (و انصاف) سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے (دنیا کے اعتبار سے بھی کہ اس میں نفاذ حکومت ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی کہ موجب قرب و ثواب ہے) بلاشک اللہ تعالیٰ (تمہارے اقوال کو جو دربارہ امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں) خوب سنتے ہیں (اور تمہارے افعال کو جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں) خوب دیکھتے ہیں (تو اگر کمی و کوتاہی کرو گے مطلع ہو کر تمکو سزا دینگے یہ خطاب تو حکام کو ہوا آگے محکومین کو ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو (اور یہ حکم تو تمہارے اور حکام سب کے لیے عام ہے) اور تم (مسلمانوں) میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی (کہنا مانو اور یہ حکم خاص ہے تم محکومین کے ساتھ) پھر (اگر ان احکام کا اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا محکوم و حاکم دونوں کے اتفاق سے ثابت ہو تو خیر انمیں تو حکام کی اطاعت کرو ہی گے اور اگر انکے حکم میں جیسے) کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو (کہ یہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہے یا نہیں) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو آپ سے پوچھ کر اور آپکی وفات کے بعد ائمہ مجتہدین و علماء دین سے رجوع کر کے) اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف حوالہ کر لیا کرو (اور ان حضرات سے جیسا فتویٰ ملے اسپر سب حاکم و محکوم عمل کیا کرو) اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ یوم قیامت میں اللہ تعالیٰ کی دار و گیر سے جو کہ مخالفت کرنے پر ہونیوالی ہے ڈریں) یہ امور (جو ذکر ہوئے اطاعت اللہ کی رسول کی اولی الامر کی حوالہ کرنا متنازعات کو کتاب و سنت کی طرف) سب (دنیا میں بھی) بہتر ہیں اور (آخرت میں بھی) انکا انجام خوشتر ہے (کیونکہ دنیا میں امن و راحت اور آخرت میں نجات و سعادت) ف اس آیت کے سبب نزول میں جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید کعبہ لی تھی اور حضرت عباس رضی نے درخواست کی کہ یہ ابسی مجکو دیدیجئے اور آیت نازل

اللغات الامانۃ مصدر سمی بہ المفعول ثم الحقوق تاویلا من آل یؤول رجع یرجع معناہ تاویلہ یعنی عاقبتہ احسن ۱۲

البلاغۃ قولہ یامرکم ذکر فیہ الحقوق المتعلقۃ بذمہم ثم فی قولہ ان تحکموا الحقوق التی تتعلق بذمم غیرہم ـ قولہ نعما ذکرہ ترغیبا کما فی الآیۃ التی تلیہ ـ ذکر خیر و احسن تاویلا فلذلک لم ادخل فی افادۃ ذلک اداء الامانات ـ قولہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فی الروح اعاد الفعل وان کانت طاعۃ الرسول مقترنۃ بطاعۃ اللہ تعالیٰ اعتناء بشانہ علیہ الصلوۃ والسلام وقطعا لتوہم انہ لا یجب امتثال ما لیس فی القرآن وایذانا بان لہ صلی اللہ علیہ وسلم استقلالا بالطاعۃ لم یثبت لغیرہ ومن ثم لم یعد فی اولی الامر ۱۲

الروایات ذکر احدی الروایات فی نفس المتن من قصۃ عثمان بن ابی طلحۃ والاخری للآیۃ الاخری ما روی البخاری وغیرہ عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس اذ بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ اھ معناہ نزولہا فی قصۃ لا فی الطاعۃ لانہ امر فی حالۃ الغضب بان یقتحموا النار فبین القرآن انہ لا طاعۃ الا فی المعروف ذلک واخرج ابن جریر انہا نزلت فی قصۃ جرت لعمار بن یاسر مع خالد بن الولید وکان خالد امیرا فتخاصما فنزلت اھ کذا فی اللباب ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپکی طرف نازل کیگئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیگئی

اور رد وہ فی الالباب ابن عباس بروایت ابن مردویہ اس دعوی کے منافی نہیں کہ اسکے مخاطب حکام ہیں کیونکہ اولاً الفاظ کے عموم ہیں وہ خاص سبب بھی داخل ہوسکتا ہے وروی الموصلی فی الروح عن ابن عباس وابی وابن مسعود والبراء بن عازب وابی جعفر وابی عبد اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دوسرے سہل ترہیکہ اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم من حیث الحکومت مخاطب ہوسکتے ہیں اور امانات سب حقوق کو شامل ہے ایمین حقوق اللہ بھی آگئے اسی لیے اطیعوا اللہ الرسول کا مفہوم آیین ادا ہوگیا پس شبہ نہ ہو کہ محکومین کو تو اطاعت اللہ و رسول کا حکم فرمایا اور حکام کو نہیں فرمایا۔ البتہ عنوان امانت کا اختیار کرنیمین یہ لطیفہ معلوم ہوتا کہ حکام چونکہ خود بالا دست ہوتے ہیں اور ان سے لیے حقوق کا کوئی مطالبہ کرتا نہیں اسلیے احتمال تھا ایمین کوتاہی ہو جانیکا اس عنوان میں اسکی تاکید زیادہ ہوگئی اور کلیہ کو جو امانت فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے اوقاف کا جو شخص بھی اہل حل وعقد منتظم ہو اور وہ اسکا اہل بھی ہو تو اس سے انتزاع نکیا جاوے یعنی متولی صالح کو معزول نکیا جاوے اور اتفاق دین مہتر کی قید اسلیے لگائی کہ مطلق اتفاق مدار جواز یا وجوب یا طاعت نہیں جبتک کہ قواعد شرعیہ پر منطبق نہو البتہ اگر کسی امر شرعی پر کسی زمانہ کے جمیع اہل حق متفق ہو جاویں وہ اجماع ہو جاتا ہے پھر اسکی سند کا نہ ملنا بھی مضر نہیں اور اگر کوئی حدیث اسکے خلاف ہو تو اجماع علامت ہوگا اس حدیث کے منسوخ ہونیکی اور سمجھا جاویگا کہ اہل اجماع کے پاس ماخذ شرعی تھا گو ہم تک نہیں پہنچا۔ اور فردوہ الی اللہ الخ کی تفسیر میں جو منتفا کا ذکر کیا گیا ہے دلیل اسکی تنازعتم ہے کیونکہ احکام منصوصہ مشہورہ میں مخاطبین کا نزاع جبکہ وہ مومن بھی ہوں جیسا کہ یا ایہا الذین آمنوا سے اول ہی خطاب کے ساتھ جبکہ وہ بھی مومن ہوں جیسا یا ایہا الذین آمنوا و ضمیر متکلم اسپر دال ہے بعید و ممتنع ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام جو محل اختلاف ہیں غیر منصوص و مشہور نہیں ہیں تاکہ بلا واسطہ کتاب و سنت کیطرف رجوع کر سکیں پس لامحالہ وہ خفی اور دقیق ہیں جنکا مدلول کتاب و سنت ہونا محل اختلاف و نزاع ہو گیا اسلیے کسی واسطہ کی ضرورت ہوگی جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جب تک تو آپ ہی کا واسطہ کافی تھا لیکن بعد آپکی وفات کے وہ واسطہ بجز استفتاء کے کیا ہوسکتا ہے پھر جب بعض احکام خفی و دقیق بھی ہیں تو ضرور انکی مصادیق نصوص ہونیکے لیے فکر و استدلال درکار ہوگا یہی شرع میں قیاس کہلاتا ہے اور ممکن ہے کہ بعض طرق استدلال کے ذریعہ مکلفین کی فہم سے عالی ہوں کیونکہ ہر حاکم اور ہر محکوم کا قادر علی الاستدلال ہونا یا عالم بالاستدلال ہونا ضروری نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے پھر اسکے کہ فریقین ان علماء سے استفتاء کے بعد بلا اظہار علم دلیل عمل کر لیں اور کیا صورت ہو سکتی ہے ایسے ہی عمل کو تقلید کہتے ہیں البتہ اگر حاکم خود بھی حسب شرائط معتبرہ قوت قیاس کی رکھتا ہو تو خود اسکا قیاس و اجتہاد اس واسطہ کا قائم مقام ہو جاویگا پس یہ آیت قیاس یا تقلید شرعی کی نفی نہیں کرتی بلکہ حسب تقریر بالا اثبات کر رہی ہے اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اولو الامر کی تفسیر اگر خاص حکام کے ساتھ ہی کیجاوے جیسا متبادر بھی ہے اور علماء کو اسمیں داخل نکیا جاوے تب بھی دوسرے جزو یعنی فردوہ الی اللہ والرسول میں علماء کے اتباع کا وجوب آگیا بلکہ حکام کی اطاعت سے بھی زیادہ کیونکہ علماء کو خود حکام کا متبوع بھی قرار دیا پس متبوع المتبوع ہے اور چونکہ حکم آیت کا ہر زمانہ کے لیے عام تھا اسلیے الی اللہ والرسول کے ترجمہ میں رسول کے ساتھ لفظ سنت کا اظہار کر دیا کیونکہ بعد وفات نبوی یہی ممکن ہے البتہ اس رد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ استدلال ہمیشہ ہر زمانہ میں تازہ ہوا کرے بلکہ جو استدلال مدون ہو چکے ہیں انپر عمل کرنا بھی رد میں داخل ہے پس اس سے اہل اجتہاد کا ہر وقت میں موجود رہنا لازم نہیں آتا اور اتفاق و اختلاف میں جو یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا یا نہونا اور اسکا عنوان یہ اختیار نہیں کیا کہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے موافق ہونا یا نہونا وجہ اسکی یہ ہے کہ موافقت سے شبہ ہوتا کہ خدا اور رسول نے بھی اسکا حکم کیا ہو تو اس سے متبادر معنی وجوب کے ہوتے ہیں حالانکہ اطاعت حکام اسلام کی مباحات میں بھی ضروری ہے اسلیے وہ عنوان اختیار کیا کیونکہ مباح پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ خلاف نہیں یعنی حرام نہیں اور موافق کہ موہم وجوب ہے صادق نہیں آتا اور اگلی آیت میں اپنے جمیع معاملات کو اللہ و رسول کے احکام کیطرف رجوع کرنیکا حکم تھا آگے غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکی مذمت اور اسمیں منافقین کی تقبیح ہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے

ذم رجوع بسوی غیر حکم شریعت اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

الروایات ذکرت فی المتن واحد الاقوال فی الآیة نزولها فی غزوة مریسیع حین نزلت سورة المنافقین فیکون قولهم ان اردنا الخ ما اردنا بالکلام بین الفریقین المتنازعین فی تلک الغزوة الا الخیر والمصیبة ما اصابهم من الذل والخزی ۱۲

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ○

اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں حالانکہ انکو یہ حکم ہوا ہے کہ اوسکو نہ مانیں اور شیطان اُن کو بہکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ○ فَكَيْفَ إِذَا

اور جب انسے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا ہے اور رسول کیطرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھینگے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ○ أُولَٰئِكَ

بنتی ہے جب انپر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی حرکت کی بدولت جو کچھ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپکے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ کوئی بھلائی نکل آوے اور باہم موافقت ہو جاوے

الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ○

وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالے کو معلوم ہے جو کچھ انکے دلوں میں ہے سو آپ انسے تغافل کرجایا کیجیے اور انکو نصیحت فرماتے رہیے اور انسے خاص انکی ذات کے متعلق کافی مضمون کہدیجیے

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ۖ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

(ان آیتوں میں ایک قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ ایک شخص تھا منافق بشر اسکا نام تھا کسی یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسے فیصلہ کراویں منافق نے کہا کعب بن اشرف کے پاس چل یہ یہود کا ایک سردار تھا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں حق پر یہودی ہوگا اُسنے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی رعایت نہ فرماوینگے وہاں حق فیصلہ ہوگا گو میں آپسے مذہبی مخالفت رکھتا ہوں منافق چونکہ باطل پر تھا اُس نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تو میری بات چلیگی نہیں گو میں ظاہراً مسلمان ہوں مگر کعب بن اشرف خود کوئی حق پرست نہیں وہاں میرا مقدمہ سرسبز ہوجاویگا آخر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس مقدمہ لیگئے آپنے یہودی کو غالب کیا وہ منافق راضی نہوا اُس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس غالباً وہ یہ سمجھا ہوگا کہ حضرت عمر کفار پر خوب سخت ہیں اس یہودی پر سختی فرماوینگے یہودی کو اطمینان تھا کہ گو سخت ہیں مگر وہ سختی حق پرستی ہی کی وجہ سے تو ہے جب میں حق پر ہوں تو مجکو ہی غالب رکھینگے اسلیے اُسنے انکار نہیں کیا جب وہاں پہونچے تو یہودی نے سارا قصہ بیان کردیا کہ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے فیصل ہوچکا ہے مگر یہ شخص (یعنی منافق) اُسپر راضی نہیں ہوا آپنے اُس منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے اُسنے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھیرو آتا ہوں اور گھر سے ایک تلوار لیکر آئے اور منافق کا کام تمام کیا اور کہا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہوا اُسکا یہ فیصلہ ہے اوردہ فی الروح بروایۃ الثعلبی وابن ابی حاتم عن ابن عباس۔ اور علماء مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اس منافق مقتول کے ورثا نے حضرت عمرؓ پر دعوی کیا اور اس منافق کے کفر قولی وفعلی کی تاویل کی اللہ تعالی نے ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرمادی اور لباب میں ابن ابی حاتم وطبرانی وابن جریر کی روایات ابن عباس وشعبی سے جنمیں تین قصے کا ہونا کہ پاس مقدمات لیجانے کے مذکور ہیں نقل کی ہیں سبکا وقوع ممکن ہے اور سب قصوں میں مصیبت کے وقت ایسے ہی عذر کرنا ہوسکتا ہے ان اردنا الا احسانا پس بطور تعجب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (زبان سے تو) دعوی کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (یعنی توریت کیونکہ یہاں منافقین کا بیان ہے اور اکثر منافقین یہود میں سے تھے مطلب یہ کہ زبان سے دعوی کرتے ہیں کہ ہم جسطرح توراۃ کو مانتے ہیں اسیطرح قرآن کو بھی مانتے ہیں یعنی اسلام کے مدعی ہیں پھر اُسپر حالت یہ ہے کہ) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں (کیونکہ غیر شرع کیطرف مقدمہ لیجانا چونکہ شیطان کے سکھلانے سے اُسپر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے شیطان ہی کے پاس مقدمہ لیگئے) حالانکہ (اس میں دو امر مانع موجود ہیں ایک یہ کہ) انکو (شریعت کیجانب سے) یہ حکم ہوا ہے کہ اس (شیطان) کو نہ مانیں

اللغات ؎ الصد لازم ومتعد کما فی القاموس ۱۲ النحو ثم جاءوك عطف علی اصابتهم ۱۲ البلاغة قوله يريدون الخ بيتحاكمون اشارة الى ان هذا الامر يعنى التحاكم قبيح بحيث	لا يجوز ارادته فضلا عن التحاكم لنفسه ۱۲ قوله ضلالا وصدودا مصدران للتاكيد قوله رايت المنفقين فيه وضع المظهر موضع المضمر لان الكلام فى المنافقين وكان الظاهر رايتهم قوله عنك الظاهر عنهما اشارا الى ان الصد عن الرسول هو عين الصد عن الله ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہمنے تمام پیغمبروں کو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی انکی اطاعت کیجاوے اور اگر جسوقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

اسوقت آپکی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے

(یعنی اعتقاداً و عملاً اسکی مخالفت کریں) اور (دوسرا مانع یہ کہ) شیطان (انکا ایسا دشمن اور بدخواہ ہے کہ) انکو (راہ حق سے) بہکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے (یہی باوجود ان دونوں امر کے جنکا مقتضا یہ ہے کہ شیطان کے کہنے پر عمل نہ کریں پھر بھی اسکی موافقت کرتے ہیں) اور جب انسے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کیطرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کیطرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرماویں) تو آپ (اسوقت) منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب انپر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ (اس مصیبت سے) پہلے کرچکے تھے (مراد اس حرکت سے شرع کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمہ لیجانا اور مصیبت سے مراد جیسے قتل یا چھپا ہوا نفاق کا کھل جانا اور رسوا ہونا یعنی اسوقت سخت مشکل پڑتی ہے کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس میں پھر سرخرو ہوں) پھر (تاویل سوچکر) آپکے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ (ہم جو دوسری جگہ چلے گئے تھے ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ (معاملہ کے دونوں فریق کی) کوئی بھلائی (کی صورت) نکل آوے اور (آپس میں) باہم موافقت (و مصالحت) ہو جاوے (مطلب یہ کہ قانون تو شرع ہی کا حق ہے ہم دوسری جگہ شرع کو ناحق سمجھکر نہیں گئے تھے لیکن یہ بات ہے کہ قانونی فیصلہ میں تو صاحب حق کو حاکم رعایت کرنیکے لیے نہیں کہہ سکتا اور باہمی فیصلہ میں اکثر رعایت کرا دیجاتی ہے وہی بات سوچکر دوسری جگہ جانیکی اور قصہ قتل میں یہ تاویل اس مقتول کے فعل کی ہوسکتی جس کی منتہی اپنی برات یا حضرت عمرؓ پر دعویٰ قتل بھی ہوگا اللہ تعالیٰ آگے اس تاویل کی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ (نفاق و کفر) انکے دلوں میں ہے (کہ اس کفر و نفاق و عدم رضا بحکم شرع ہی کی وجہ سے یہ لوگ دوسری جگہ جاتے ہیں اور وقت معین پر اسکی سزا بھی پاوینگے) سو (مصلحت یہی ہے کہ) آپ (علم خداوندی و مواخذہ خداوندی پر اکتفا فرماکر) انسے تغافل کرجایا کیجیے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) اور (دوسے اپنے منصب رسالت کے اقتضا سے) انکو نصیحت فرماتے رہیے (کہ ان حرکتوں کو چھوڑ دو) اور ان سے خاص انکی ذات (کی اصلاح) کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجیے (تاکہ انپر حجت الٰہی قائم اور تمام ہوجاوے پھر نہ مانیں وہ جانیں) ف اس تغافل کی مصلحت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ انکا کفر مشہور تو تھا نہیں اگر انکے ساتھ مثل کفار مجاہرین کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور والوں کو انکی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہونچتی نہیں اور قتل و غارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کو ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام میں نہایت ہی تجبر و بدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ دعہ فان الناس یتحدثون ان محمد یقتل اصحابہ اوکما قال اس مصلحت کیطرف مشیر ہے واللہ اعلم البتہ چونکہ اس منافق کا قتل حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے واقع ہوچکا تھا اور واقع میں وہ محتم النفس تھا اسلیے وہ خون ہدر گیا اسپر کوئی قصاص یا دیت وغیرہ نہیں لگیگی چنانچہ اس قتل پر شبہ کا ہونا کسی روایت میں منقول نہیں اور اگر کوئی شبہ کرے کہ یہیں اسلام کی بدنامی اور اس سے توحش کا احتمال ہوسکتا ہے اسکا قطعی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ کسی قاعدہ عامہ میں کسی خاص واقعہ کو مخصوص کردیں اور اس قاعدہ کے متعلق جو حکمت تھی اس سے زیادہ اس تخصیص میں حکمت رکھدیں چنانچہ خاص اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ منافق ظاہر میں مسلمان تھا اور اسکا معاملہ تھا ایک یہودی کافر کے ساتھ اور اس معاملہ میں اس منافق کو یہ سزا دیگئی اور خون اسکا ہدر ہوا تو وہ یہودی اس قصہ کو اپنی قوم میں مشہور تو بیان کریگا تو اہل عقل و انصاف اسلام کی حق پرستی کی اعلیٰ درجہ کی داد دیسکتے ہیں کہ غیر قوموں کے مقابلہ میں بھی اپنی قوم کو امر حق قبول کرنے پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ نہ ماننے پر انکی رعایت نہیں کرتے واللہ اعلم باسراره ربط اوپر منافقین کے عذر یا معقول کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ بجائے اس تاویل باطل کے اگر استغفار اور ندامت اختیار کرتے تو البتہ اس جرم کی تلافی ہوجاتی **تخطیہ منافقین در عدم استغفار** وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

اور ہمنے تمام پیغمبروں کو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی (جو کہ اطاعت رسل کے باب میں فرمایا ہے) انکی اطاعت کیجاوے (پس ان لوگوں کو شروع ہی

الملحقہ استغفر لھم الرسول فی العدول عن استغفرت کما ہو مقتضی الظاہر فخامۃ　لشانہ صلے اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی یکفروا اعتقاداً الخ ابن یعتقدوہ باطلاً ولایولوا بقوہ ۱۲ ۵۲ قولہ قیل کہا جاتا ہے اشارۃ الی ان المطلق ... الالتفات ... ۵۳ قولہ فی راست اسوقت اشارۃ الی کونہ ... ۵۴ قولہ فی یحلفون کہاتے ہوئے اشارۃ الی ... حالا ۱۲ ۵۵ قولہ ... مصالحت عطف تفسیری ... توفیقاً ... ۱۲ قولہ فی آخر توضیح ... جس سے ... والکونہ ہو المقصود الاصلی التفسیر علی ثبوت ... القصاص ... ۵۶ قولہ فی ... سزا بھی ... القرآن ... عن ... ۵۸ قولہ فی بلیغ ... قولہ فی ... مقام ... لفظ خاص ... من الحکمۃ ... رسول اللہ صلی اللہ ... مہابۃ الاسلام ... علی مثل ذلک ... فی اکثر ...

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہونگے جبتک یہ بات نہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اسمیں یہ لوگ آپسے تصفیہ کراویں پھر اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں

اطاعت کرنا واجب تھی) اور اگر (خیر شامت نفس سے حماقت ہی ہوگئی تھی تو) جسوقت (یہ گناہ کرکے) اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اُسوقت (ندامت کیساتھ) آپکی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر (حاضر ہوکر) اللہ تعالیٰ سے (اپنے اس گناہ کی) معافی چاہتے اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم یعنی آپ) بھی انکے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے (یعنی اللہ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرمالیتے) ف یہ مطلب نہیں کہ منافق رہکر توبہ کرلیتا کافی تھا کیونکہ خود قبول توبہ کے شرائط میں سے ایمان ہے پس خلاصہ یہ ہوا کہ نفاق چھوڑ کر ایمان لے آتے چونکہ استغفار موقوف تھا ایمان پر اسلیے اسکا ذکر اسکو مستلزم ہوگیا اُسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ثم جاؤک فآمنوا واستغفروا۔ پس ایک شرط تو اس قبول توبہ کی یہ ہے اور دو شرطیں اور بھی آیت میں مذکور ہیں ایک تو حاضری خدمت نبوی دوسرے آپکا بھی استغفار فرمانا حالانکہ ظاہراً توبہ کرنیکے یا مسلمان ہونے کے لیے صرف بندہ کا عرض معروض کرلینا کافی ہے سو شرط اول کی وجہ چند ہیں۔ ایک یہ کہ ایمان کا اظہار ضروری ہے اور جو شخص آپسے مکاناً قریب ہو اسکے اظہار کا عادةً اُسوقت یہی طریق تھا کہ حضور کی خدمت میں آکر مسلمان ہوجاوے۔ دوسرے توبہ جب معصیت ہوتی ہے تو تدارک میں بھی جو امر کہ قابل تدارک ہو اور اعلان کی ضرورت و عدم ضرورت میں بھی چنانچہ ترک نماز سے توبہ کیلیے ضرور ہے کہ نمازیں قضا کرے اور معاصی معلن کے لیے توبہ کا اعلان ضرور ہے چونکہ یہ گناہ غیر حاضری کا تھا اسلیے تدارک حاضری سے ہوگا اور جیسا اُسکی اطلاع سبکو ہوئی تھی اس توبہ کا بھی اظہار ضرور ہے جسکا طریقہ اسوقت آپکی خدمت میں حاضری تھی تیسرے غیر حاضری سے آپکے قلب مبارک کو تاذی ہوئی تھی اور ایذاء رسول کفر ہے حاضری تطییب ہوگی اور دوسری شرط کی وجہ ایک یہ ہوسکتی ہے کہ آپکا استغفار ناشی ہوگا انشراح و طیب قلب سے اور اسکی ضرورت ابھی مذکور ہوچکی۔ دوسرے اس سے ان تائبین کی توقیر و تعظیم قلب سے توبہ کرنیکی بڑھجاویگی اور توبہ کا صمیم قلب سے ہونا ضروری ہے۔ پس حاصل شرائط مقصودہ یہ امور ہیں۔ ایمان۔ تدارک امور قابلہ تدارک مثل ادای حقوق عباد و تسلیم کو بھی۔ اعلان و محل اعلان۔ خلاص۔ ندامت اور امور مدلولہ آیت ان امور مقصودہ کیلیے طرق تھے۔ اور اصل سوال کے جواب میں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ ان امور کا شرائط توبہ بتلانا مقصود نہیں بلکہ تکمیل توبہ کہنا مقصود ہے یعنی اس طرق سے توبہ کریں تو خوب کامل ہو پس نفس توبہ کا طریق نہیں بلکہ کمال توبہ کا ہی ربط اور شریعت کیطرف رجوع کرنیکو واجب اور غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکو حرام فرمایا تھا آگے فرماتے ہیں کہ شریعت کیطرف محض ظاہراً رجوع کرنا کافی نہیں بلکہ باطناً بھی اُسپر راضی ہونا ضرور ہے اور تسلیم کامل شرط ایمان ہے وجوب تسلیم حکم شرع ظاہراً و باطناً فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عنداللہ) ایماندار نہ ہونگے جبتک یہ بات نہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اسمیں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہوں تو آپکی شریعت سے) تصفیہ کراویں پھر (جب آپ تصفیہ کردیں تو) اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اُس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کرلیں ف اگر یہ شبہ ہو کہ آپ تو حاکم ہی تھے پھر کسی کے حکم بنانے کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ میں نے جو ترجمہ کیا ہے اُسمیں اسکی گنجایش نہیں رہی کیونکہ تحکیم اصطلاحی شرعی مراد نہیں بلکہ تحکیم حسی یعنی مقدمہ لانا مراد ہے اور یہ امر انہی کے فعل پر موقوف ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کیطرف اُسکو باطل سمجھکر بھی رجوع کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں حالانکہ حرام کا مرتکب جبکہ اعتقاد حلت کا نرکھتا ہو مؤمن ہے گو فاسق ہو اسیطرح اگر کسیکے دل میں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اُس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہ ہونا چاہیے حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیاریات کا مکلف نہیں اسیطرح اگر اُس فیصلہ پر کوئی عمل نکرے تو یہ بھی عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نرہے حالانکہ ترک عمل سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے

اللغات فے القاموس شجر بینہم الامر شجوراً تنازعوا فیہ اھ فالمراد بالامر ضمیر شجر راجع الیہ وبین صلة له شجر اختلط فان فی التنازع یختلط الامر و یختلف بین المتنازعین ۱۲

النحو لا مزیدة لتاکید القسم وقیل مزیدة لمظاہرة لا فی لا یؤمنون ۱۲

البلاغة و مباحث فیہ من فخامة شان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم ما لا یخفی ۱۲

الروایات فی اللباب عن الائمة الستة نزولها فی قصة الزبیر و رجل من الانصار اختصما فی شراج من الحرة۔ وفیہ قال الزبیر فما احسب ہذہ الآیات الا نزلت فی ذلک فلا وربک الخ وفیہ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن الاسود قال اختصم رجلان الے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقضی بینہما وسرد مثل ما مضے من قصة بشر المنافق وقتل عمر ایاہ فانزل اللہ تعالی فلا وربک الخ قلت والروایة الثانیة اوفق بالمقام والاولے لیست نصاً فی کونہا سبب النزول ففیہا فما احسب ہذہ الآیات من غیر جزم ۱۲

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

اور ہم اگر لوگون پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگون کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انکو نصیحت کیجاتی ہے اسپر عمل کیا

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ

کرتے تو انکے لیے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا اور اس حالت مین ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انکو سیدھا رستہ بتلا دیتے اور جو شخص

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی اُن حضرات کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہین۔

اعتقاد یہی کہ قانون شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جانتا ہی اور اسمین مرتبۂ عقل مین ضیق نہین اور اسی مرتبہ مین اسکو تسلیم کرتا ہی اور زبان سے بہ کران امور کا اقرار کرتا ہی کہ حق سبحانہ ہی۔ اور عمل بھی یہ کہ بمقدمہ لیے بھی جاتا ہی اور طبعی ضیق بھی نہین اور اس فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کرلی سو اول مرتبۂ تصدیق و ایمان کا ہی اسکا نہونا عند اللہ کفر ہی اور منافقین مین خود اسی کی کمی تھی چنانچہ تنگی کے ساتھ لفظ انکار اسی کی توضیح کے لیے ظاہر کر دیا ہی۔ اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہی اسکا نہونا عند الناس کفر ہی تیسرا مرتبہ تقوی و صلاح کا ہی اسکا نہونا فسق ہی اور طبعی تنگی معاف ہی پس آیت مین بقرینہ ذکر منافقین مرتبۂ اولی مراد ہی اب کوئی اشکال نہین ہی ربط اوپر کامل اطاعت کا وجوب ذکر فرمایا ہی آگے اسکا خیر و نافع ہونا اور اس درجہ کی اطاعت کرنیوالونکا قلیل ہونا مذکور فرماتے ہین **فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آن** وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ اور ہم اگر لوگون پر یہ بات (بطور احکام مقصودہ کے) فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگون کے (جو مومن کامل ہوتے) اس حکم کو کوئی بھی نہ بجا لاتا (اس سے ثابت ہوا کہ مطیعین کامل کم ہوتے ہین) اور اگر یہ (منافق) لوگ جو کچھ انکو (اطاعت رسول بجان و دل کی) نصیحت کیجاتی ہے اسپر عمل کیا کرتے تو انکے لیے (دنیا مین تو بوجہ استحقاق ثواب کے) بہتر ہوتا اور (نیز باعتبار تکمیل دین کے انکے) ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا (کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہی کہ دین کا کام کرنے سے خود باطنی کیفیت اعتقاد و یقین کو ترقی ہوتی ہی) اور اس حالت مین (جبکہ عمل سے خیریت و تثبیت دین حاصل ہو جاتی تو آخرت مین) ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انکو (جنت کا) سیدھا رستہ بتلا دیتے (کہ بے روک ٹوک جنت مین جا داخل ہون جو کہ اجر عظیم ملنے کا مقام ہی) **ف** اس معدودے چند مین تمام صحابہ و مومنین کاملین داخل ہین جو کہ بمقابلہ کفار و فجار کے تعداد کے قلیل ہی ہین اور یہ مطلب نہین کہ اُسوقت کے مومنین مین ایسے لوگ دو چار ہوتے اسی لیے علیہم کی ضمیر کا مرجع مطلق ناس کو قرار دیا ہی نہ تو صحابہ کو کہ بلا دلیل ہی اور نہ منافقین کو کہ خلاف دلیل ہی کیونکہ انمین تو ایسا ایک بھی نہ تھا جو اُن قلیل میں داخل ہو اور جب اسمین صحابہ و مومنین سب داخل ہین تو اب بنی اسرائیل کا افضل ہونا اس امت سے لازم نہین آیا کہ انمین ستر ہزار کا مقتول ہونا سیر مین منقول ہی اور یہ جو قید لگائی ہی کہ بطور احکام مقصودہ کے وجہ اسکی یہ ہی کہ جہاد و ہجرت جنمین قتل و خروج ہی اب بھی مشروع ہوا ہی لیکن حکم مقصود اعلاء کلمۃ اللہ و صون الاسلام عن اعداء اللہ ہی حتی کہ اگر یہ علو و صون حاصل ہو جاوے پھر ہجرت و جہاد ختم ہو جاتا ہی اور یہ مضمون قتل نفس کا بطور جملہ معترضہ کے ہی واسطے افادہ تقلیل مخلصین کے جس سے ایک گونہ تسلی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ منافقین کی حالت پر غمزدہ نہون اور اس مضمون کے سیاق و سباق مین منافقین کا تذکرہ ہی **ربط** اوپر اللہ و رسول کی اطاعت پر خاص مخاطبین سے وعدہ تھا آگے بطور قاعدہ کلیہ کے اللہ و رسول کی اطاعت پر عام وعدہ ہی اور قطع وعدہ کے خصوص اور عموم سے اجر عظیم جو مذکور ہوا ہے آگے اسکی گویا تفسیر بھی ہوگئی ہی یہ بھی مناسبت کی وجہ ہی **وعدہ فضل عظیم بر اطاعت احکام** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

النحو قوله ما فعلوه اى المكتوب المدلول عليه بقوله انا كتبنا. قوله اذا فى الروح مقحمة للدلالة على ان الجزاء لاحق به ترغيبا لتالى الساقوعلى المقدم قوله فاولئك جمع باعتبار المعنى رفيقا حال او تمييز استوى فيه الواحد والجمع **البلاغة** قوله النبيين بالقبل النبى والرسول المراد به محمد صلى الله عليه وسلم اشارة الى ان معية صلى الله عليه وسلم معيتهم عليهم السلام **اختلاف القراءة** فى قراءة الا قليلا بالنصب على الاستثناء ۱۲ **الروايات** فى اللباب اخرج ابن جرير عن السدى قال لما نزلت ولو انا كتبنا افتخر ثابت بن قيس بن شماس ورجل من اليهود فقال اليهودى والله لقد كتب الله علينا ان اقتلوا انفسكم فقتلنا انفسنا فقال ثابت والله لو كتب الله علينا اقتلوا انفسكم لقتلنا انفسنا فانزل الله ولو انهم فعلوا الخ فى اللباب اخرج الطبرانى وابن مردويه عن عائشة عن رجل اخرج ابن ابى حاتم عن مسروق عن اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وعن عكرمة عن فتى ما معناه المشترك قالوا للنبى صلى الله عليه وسلم كيف نراك فى الجنة وكيف نصبر ان لم نرك فنزلت (اى ومن يطع الله الخ)

ملحقات الترجمة ۱۲ قوله فى اشد تثبيتا كيونكہ تجربہ ہذا التفسير اخذته من البيضاوى والعصام ۱۲ ۵ قوله فى صراطا جنت کا رستہ الروح ۱۲

ع ۱۱

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں ۔ اے ایمان والو ۔ اپنی تو احتیاط رکھو ۔ پھر متفرق طور پر ۔ یا مجتمع طور پر نکلو

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ

اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تمکو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر

اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

تمپر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجھکو بھی بڑی کامیابی ہوتی

عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ

تو ہاں اس شخص کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوئے ہیں

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور جو شخص (ضروری احکام میں بھی) اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا (گو تکثیر طاعات سے کمال حاصل نکر سکے) تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام (دین و قرب و قبول کا) فرمایا ہے یعنی انبیا (علیہم السلام) اور صدیقین (جو کہ انبیا کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جنہیں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جنکو عرف میں اولیا کہا جاتا ہے) اور شہدا (جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحا (جو شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں واجبات میں بھی اور مستحبات میں بھی جنکو نیک بخت دیندار کہا جاتا ہے) اور یہ حضرات (جسکے رفیق ہوں) بہت اچھے رفیق ہیں (اور مطیع کے ساتھ معیت و رفاقت ثابت ہے یعنی حاصل ہوا یہ کہ اطاعت کا یہ ثمرہ ہوا کہ اُسکو ایسے رفیق ملے) یہ (معیت و رفاقت ان حضرات کے ساتھ محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی یہ عمل کا اجر نہیں ہے کیونکہ اُسکا مقتضا تو یہ تھا کہ جو درجہ اس عمل کا مقتضا تھا وہاں سے آگے نہ جا سکتا بس یہ بطور انعام کے ہے) اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں (ہر ایک کے عمل کو اور اُسکے مقتضا کو اور اس مقتضا سے زائد مناسب انعام کی مقدار کو خوب جانتے ہیں کیونکہ اس انعام میں بھی تفاوت ہوگا کسیکو ان حضرات سے بار بار قرب ہوگا کسیکو گاہ گاہ وعلی ہذا واللہ اعلم ف ساتھ ہونیکا یہ مطلب نہیں کہ وہ اشخاص جنت میں جاوینگے کیونکہ یہ مطلب قرینہ مقام سے کہ مقام مدح و فضل ہے خلاف ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ یہ اشخاص خاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاوینگے کیونکہ باہم درجات عند اللہ وغیرہ آیات میں یہ تفاوت ثابت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے انکے درجہ عالیہ پر پہنچکر مشرف بزیارت و برکات اس درجہ کے ہوا کرینگے۔ اور جاننا چاہیئے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں ادنیٰ درجہ وہ ہے جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اور اس سے اعلیٰ وہ ہے جس سے لقب عاصی سے بچ جاتا ہے پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اسی درجہ کی معیت ہوگی۔ اور اس سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعات ظاہری و باطنی کو بھی بجا لاوے یہاں من یطع اللہ والرسول میں یہ درجہ اسلیے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہوتا ہے جنکے ساتھ معیت کا ذکر ہے ورنہ مع متبعین متحد ہو جاوینگے حالانکہ انکا متعدد ہونا ضروری ہے رابط ان رکوع کے قریب سے منجملہ معاملات مع المخالفین کے جو کہ ایک محل سے تقوی کا قبائح کفار کا اظہار چلا آتا ہے اور مقابلہ کے لیے بیچ بیچ میں اہل ایمان کی فضیلت کا بھی ذکر آگیا تھا منجملہ ان معاملات مع المخالفین کے احکام جہاد ہیں آگے اسکا ذکر شروع ہوتا ہے یہاں سے چھ رکوع تک یعنی اس پارہ کے تین پاؤ کے قریب تک اسی مضمون کے متعلقات چلے گئے ہیں

حکم نوزدہم وجوب جہاد و فضل آن و ذم تقاعد از آن يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ

اللغات ثبات جمع ثبة وهی الجماعة فوق العشرة وقیل فوق الاثنین ووزنها فی الاصل فعلة کحطمة حذفت لامها وعوض عنها هاء التانیث وهل هی واو من ثاب یثوب ای اجتمع او یاء من ثبیت علی فلان بمعنی اثنیت علیه بذکر محاسنه وجمعها قولان کذا فی الروح ۱۲

البلاغة فی حاشیة البیضاوی یقال اخذ حذره اذا تیقظ واحترز من المخوف کانه جعل الحذر آلته التی یقی بها نفسه ویعصم بها روحه والمعنی احذروا واحترزوا من العدو ولا تمکنوه من انفسکم ۱۲

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا

تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نکرو (باوجودیکہ اسکا قوی داعی موجود ہے کیونکہ یہ جہاد) اللہ کی راہ مین (ہوتا ہے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے موضوع ہے جسکا اہتمام ضروری ہے) اور (اس اعلاء دین کے آثار مین سے ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے وہ یہ کہ) کمزور (ایماندار) ون کی خاطر سے (بھی لڑنا ضروری ہے تاکہ کفار کے پنجہ ستم سے رہائی پادین) جن (بیچارون) مین کچھ مرد ہین اور کچھ عورتین ہین اور کچھ بچے ہین جو (کفار سے تنگ و پریشان ہو ہو کر) دعا کر رہے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو (کسیطرح) اس بستی سے (یعنی مکہ سے جو ہمارے لیے مثل زندان کے ہے) باہر نکال جسکے رہنے والے سخت ظالم ہین (کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے) اور ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجیے اور ہمارے لیے غیب سے کسی حامی کو بھیجیے (کہ ہمارے ساتھ حمایت اور دوستی کر کے ان ظالمونکے پنجہ سے چھڑادے) جو لوگ پکے ایماندار ہین وہ تو (ان احکام کو سنکر) اللہ کی راہ مین (یعنی غلبہ اسلام کے قصد سے) جہاد کرتے ہین اور جو لوگ (انکے مقابلہ مین) کافر ہین وہ شیطان کی راہ مین (یعنی غلبہ کفر کے قصد سے) لڑتے ہین (اور ظاہر ہے کہ ان دونون مین نصرت اللہ کی طرف سے ایمانداروں کو ہوگی جیسا ایماندار منصور من اللہ ہین) تو (اے ایماندارو) تم شیطان کے ساتھیون سے (یعنی کافرون سے جو کہ منصور من اللہ نہین) جہاد کرو (اور گو وہ بھی غلبہ کی مختلف تدبیرین کرتے ہین لیکن) واقع مین (وہ شیطانی تدبیرین ہین کہ شیطان ان کفر کی تدبیرونکا امر کرتا ہے اور) شیطانی تدبیر (خود) لچر ہوتی ہے (کیونکہ اسمین غیبی امداد نہین ہوتی اور گاہے غلبہ ہوجانا یہ استدراج ہے تو غیبی امداد و نصرت جو مومنین کے ساتھ ہے وہ تدبیر اسکا کیا مقابلہ کریگی خلاصہ یہ کہ داعی بھی ہے اور وعدہ نصرت بھی ہے پھر کیا عذر ہے اسلیے تکرر تاکید کیگئی) ف مکہ مین ایسے کمزور مسلمان رہگئے تھے کہ اپنی ضعف جسمانی و کم سامانی کیوجہ ہجرت نکر سکے پھر کافرون نے بھی نہ جانے دیا اور طرح طرح سے انکو ستاتے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر مین بعضونکے نام بھی آئے ہین جیسے حضرت ابن عباس رض اور انکی والدہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل آخر حق تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی اور بعضون کی رہائی کا تو پہلے ہی سامان ہوگیا اور پھر مکہ معظمہ فتح ہوگیا جس سے سبکو امن اور اعزاز حاصل ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر حضرت عتاب بن اسید کو عامل و حاکم مقرر فرمایا پس ولی و نصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جاوے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور یا حضرت عتاب رض کو کہا جاوے کہ انہون نے اپنے زمانہ حکومت مین سبکو خوب آرام پہنچایا۔ اور اگر کسیکو وسوسہ ہو کہ جب انکی دعا کا مستجاب ہونا مقدر ہوچکا تھا تو پھر مسلمانونکو اس حکم دینے کے کیا معنے کہ تم انکی خاطر سے لڑو کیونکہ نصرت خالق سے ہونیوالی ہے تو نصرت مخلوق کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے کہ مطلب آیتونکا یہ ہے کہ انکی دعا تو ضرور ہی ہم قبول کرینگے اور ضرور عالم اسباب مین کسی نہ کسی سے یہ کام لینگے خواہ تم کرو یا نکرو یہ کام تو ضرور ہو ہی کر رہیگا لیکن تمہاری خیرخواہی سے کہتے ہین کہ مفت کی دولت ہاتھ آتی ہے گو تمہاری شرکت کی کوئی ضرورت تو ہے نہین لیکن شرکت کروگے تو تمکو بھی ثواب ملجاویگا ورنہ دوسری جگہ فرما ہی دیا ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم الآیۃ۔ اور یہان ایماندارون سے جو وعدہ نصرت فرمایا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ ایماندار ہونیکا یہ مقتضا ہے اور ممکن ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے کسی وقت مقتضا موثر نہو خواہ وہ مانع ابتلا ہو یا اختلال اطاعت ہو یا دونون ہون جیسا احد مین ہوا۔ ربط اوپر جہاد کا وجوب اور اسکے فضائل بیان کر کے اسکی ترغیب تھی آگے دوسرے طور پر اسکی ترغیب ہے یعنی جہاد مین بعض مسلمانون کے مستعد نہونے پر انکی ایک لطف آمیز شکایت بھی ہے جسکی بنا یہ ہوئی کہ مکہ مین کفار بہت ستاتے تھے اسوقت بعض اصحاب نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اسوقت حکم تھا عفو و صفح کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعًا بعض کو دشوار ہوا اور وہ فی لباب النقول عن النسائی اسپر یہ شکایت فرمائی گئی اور چونکہ بطور انکار یا اعتراض علی الحکم اسکے نہ تھا بلکہ محض تمنا تھی اور چند سے اس حکم کے نہ آنیکی اسلیے توبیخ نہین ہے محض لطف آمیز شکایت ہے اور اس تمنا کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عادۃً محرک کے وقت کام زیادہ آسان ہوتا ہے تو مکہ مین کفار کی ایذاؤن سے جوش اٹھتا تھا ہجرت کے بعد جو امن ہوا اتنا جوش نرہا اب طبعی مصلحتین خیال مین آنے لگین۔ اور اس شکایت کے ساتھ دنیا کی ناپائداری اور آخرت کا بقا اور موت سے کسی حال مین نہ بچ سکنا مذکور ہے اور ان سب مضامین کا ترغیب مین دخل ہونا ظاہر ہے

[illegible]

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ‌ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ انکو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں

النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً‌ ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ‌ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ‌ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا

سے ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالی سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپنے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہمکو اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ

قَلِيۡلٌ‌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۞ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ‌ ؕ

اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہی اس شخص کے لیے جو اللہ تعالی کی مخالفت سے بچے اور تم پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تمکو موت آ دبا ویگی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو

شکایت متاخرین عن الجہاد و تزہید فے الدنیا اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۞ **عدم اغناء حذر عن الموت** اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ (قبل نزول حکم جہاد تو انکو ایذائیں اٹھانا اسقدر ناگوار تھا کہ اسکا بدلا لینے کیلیے جہاد کی درخواست کرتے تھے) ان کو یہ کہا گیا تھا کہ (ابھی) اپنے ہاتھوں کو (لڑنے سے) تھامے (اور روکے) رہو اور (جو حکم تم کو ہو چکے ہیں ان میں لگے رہو مثلاً) نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو (یا تو یہ حالت تھی اور یا) پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی (طبعاً) لوگوں سے (مخالف) ایسا ڈرنے لگے (کہ ہم قتل کر دیئے جاویں گے) جیسا (کوئی) اللہ تعالی سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا (زیادہ ڈرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اکثر اللہ تعالی سے ڈرنا عقلاً ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ طبعی حالت عقلی حالت سے شدید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالی سے جیسا خوف ہے ویسی امید رحمت بھی تو ہے اور کافر دشمن سے تو ضرر کا خوف ہی خوف ہے اور چونکہ یہ خوف طبعی ہی تھا اسلیے گناہ نہیں ہوا) اور (ایذاء کے اندیشہ سے) یوں کہنے لگے (خواہ زبان سے یا دل سے اور خدا تعالی کے علم میں قول نفسی قول لسانی کے برابر ہی ہے) کہ اے ہمارے پروردگار آپنے (ابھی سے) ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہمکو (اپنی عنایت سے) اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی (ذرا بیفکری سے رہ لیتے اور چونکہ یہ عرض کرنا بطور اعتراض یا انکار کے نہ تھا اسلیے گناہ نہیں ہوا آگے جواب ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع (جسکے لیے تم تمنی التواء رکھتے ہو) محض چند روزہ ہے اور آخرت (جسکا حصول کامل ذریعہ جہاد ہی ہے) ہر طرح سے بہتر (یعنی لقا میں بھی لذت میں بھی مگر وہ) اس شخص کے لیے (ہے) جو اللہ تعالی کی مخالفت سے بچے (کیونکہ اگر کفر کے طور پر مخالفت کی تب تو اس کے لیے متع آخرت کچھ بھی نہیں اور اگر معصیت کا مرتکب ہوا تو اعلی درجہ سے محروم رہیگا) اور تم پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا (یعنی جتنے اعمال ہونگے انکا پورا پورا ثواب ملیگا پھر جہاد جیسے عمل کے ثواب سے کیوں خالی رہتے ہو اور اگر جہاد بھی نہ کیا تو کیا وقت معین پر موت سے بچ جاؤ گے ہرگز نہیں کیونکہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تمکو موت آ دبا ویگی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں (کیوں نہ) ہو (غرض جب موت اپنے وقت پر ضرور آویگی اور ہر کردہ دنیا چھوڑنا ہی پڑیگا تو آخرت سے میں خالی ہاتھ کیوں جاؤ بلکہ ع چند روزے جہد کن باقی بخند) **ف** ان صاحبوں کا یہ تمنائی قول اگر زبان سے تھا تب تو اسکی توجیہ معصیت نہ ہونیکی معلوم ہو گئی اور اگر دل میں بطور حدیث النفس و وسوسہ کے تھا تو وسوسہ کا معصیت نہ ہونا قرآن و حدیث میں وارد ہے کوئی تردد ہی نہیں اور لفظ قالوا سے صحت معصیت کا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ قالوا بحدیث النفس اور مطلق قول معصیت نہیں بلکہ جو طبسان انکار یا بالاعتقاد ہو اور یہ ثابت نہیں اور وجہ اس تمنا یا وسوسہ کی تمہید میں ذکر کر چکا ہوں ربط اور ترغیب جہاد میں یہ مذکور ہوا ہے کہ وقت پر موت نہیں ٹلتی خواہ جہاد میں جاؤ یا نہ جاؤ چونکہ بعض منافقین جہاد میں جانے کو موت میں مؤثر اور نہ جانیکو حیات میں مؤثر سمجھتے اور کہتے تھے جیسا پارہ لن تنالوا کے نصف پر ان کا یہ قول آیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا اور یہ قول لو اطاعونا ما قتلوا پس جب کبھی جہاد میں قتل و موت واقع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ آپ ہی کے کہنے سے

اللغات البروج الحصون و القلاع کذا فے الروح عن ابن عباس المشیدة المجصص ۱۲ **النحو** قوله او اشد خشیة معطوف علی ما قدر قبل الخشیة من المفعول المطلق ای خشیة کخشیة اللہ و اشد صفة ... فالتقدیر یخشون الناس خشیة کخشیة اللہ او خشیة اشد و او بمعنی بل کذا فی الروح ۔ قوله ولو کنتم فی الروح و الجملة معطوفة علی اخری مثلها ای لو لم تکونوا فی بروج و لو کنتم فی بروج و ذا اطرد الحذف فی مثل ذلک لوضوح الدلالة ۱۲ **البلاغة** قوله اذا فریق فے الروح و توجیه التعجیب الی الکل مع ان الکراهة انما کانت من البعض للایذان بانه ما کان ینبغی ان یصدر من احدهم ایضا فی حالة الاولی ۱۲

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

اور اگر انکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہو گئی — اور اگر انکو کوئی بری حالت پیش آتی ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

تو کہتے ہیں کہ یہ آپکے سبب سے ہے — آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کیطرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے

حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ

اے انسان تجکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیری ہی سبب سے ہے

جہاد میں گئے اور شکار موت ہوئے دیکھو جہاد کا مؤثر فی الموت ہونا ثابت ہوگیا اور اگر کبھی باوجود اسباب ظاہری کے کمی کے کفار پر فتح ہوتی اور اس سے استدلال کیا جاتا کہ دیکھو جہاد اگر مؤثر فی الموت ہے تو اب وہ اثر کہاں گیا تو کہتے کہ یہ محض اتفاقی بات منجانب اللہ ہے غرض سکام بگڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الزام — اور سنورنا اتفاقی بات اسپر آگے گفتگو فرماتے ہیں ہذا التفصیل بالاورده بجلالی روح المعانی عن ابن عباس وقتادة بالاسناد لکن کل واحد من الوجہین مذکورین فی القرآن کاف للارتباط باسباقی بما قبلہ فان ذکر الجہاد قد جر الی ذکر من کان یشکر علیہ فافہم تحقیق اسباب مؤثر فی الحوادث و ان تصبہم حسنة یقولوا ہذہ من عند اللہ ج وان تصبہم سیئة یقولوا ہذہ من عندک قل کل من عند اللہ فمال ہؤلاء القوم لا یکادون یفقہون حدیثا ما اصابک من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک ط اور اگر ان منافقین کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (جیسے فتح وظفر) تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گئی (ورنہ مسلمانوں کی بے تدبیری میں تو کوئی کسر ہی نہیں) اور اگر انکو کوئی بری حالت پیش آتی ہے (جیسے جہاد میں موت وقتل) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ آپکی نسبت) کہتے ہیں کہ یہ آپ (کی اور مسلمانوں کی بے تدبیری) کے سبب سے ہے (ورنہ ہم گھر میں بیٹھے رہتے تو کیوں اس مصیبت میں پڑتے) آپ فرما دیجئے کہ (میرا تو اسمیں ذرا بھی دخل نہیں بلکہ) سب کچھ (نعمت و نقمت) اللہ ہی کی طرف سے ہے پر گو ایک بلاواسطہ ہے اور ایک بواسطہ جیسا عنقریب اسکی تفصیل آتی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نعمت تو محض انکے فضل سے ہے بلا واسطہ اعمال ہے اور نقمت انکے عدل سے ہے بواسطہ اعمال سیئہ بندوں کے پس یا تم جو مصیبت میں میرا دخل سمجھتے ہو واقع میں بندوں کے اعمال سیئہ کا اسمیں دخل ہے جیسا احد میں شکست کی وجہ گذر چکی ہے اور یہ بات نہایت ہی ظاہر ہے اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو خوشحالی کے قبل کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاویگا محض فضل ہی ثابت ہوگا اور بدحالی کے قبل ضرور کوئی عمل بد جسکی سزا اس سے زیادہ ہوتی پاویگا جب ایسی ظاہری تو ان (حماقت شعار) لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے (اور سمجھینگے تو کیا اور وہ تفصیل اس اجمالی جواب مذکور کی یہ ہے کہ) اے انسان تجکو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (فضل) ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیری ہی (اعمال بد کے) سبب سے ہے (پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع کیطرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا منافقین جہاد اور امام الجہاد کیطرف اسکی نسبت کرتے تھے) ف جاننا چاہیے کہ اس مقام کی جو تقریر کیگئی اس سے معلوم ہوجاویگا کہ یہاں مسئلہ خلق افعال کا مذکور نہیں بلکہ یہاں محض بیان فضل و عدل کا مقصود ہے اور ما اصابک الخ ما قبل کا بیان ہے اب اسپر کسی قسم کا اشکال انشاء اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ قل کل من عند اللہ اور ما اصابک من حسنة فمن اللہ میں منافقین کے قول کا جو کہ حسنہ کے بارے میں تھا من عند اللہ تسلیم لازم نہیں آتا کیونکہ انکی مراد حمد یہ نہ تھی بلکہ بطور محاورہ کے تھا جیسے خلاف توقع امور کو کبھی اللہ کیطرف کبھی تقدیر کیطرف نسبت کر دیتے ہیں انکا مقصود زیادہ اس سے یہ تھا کہ لیس من عندک وبرکتہ رایک۔ اور جاننا چاہیے کہ بدحالی کو جو ثمرہ اعمال کا فرمایا یہ ہر ایک کے لیے نہیں بلکہ بدعمل آدمی کے لیے ہے ورنہ ابرار کے لیے حوادثات وبلیات خود رحمت وتربیت ہی خوب سمجھ لو۔ اور جاننا چاہیے کہ خوشحالی میں جو کہا گیا کہ کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاویگا وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اول تو ان اعمال حسنہ سے پہلے خود بہت سی نعمتیں اتنی ہونگی کہ ان اعمال کو انکا مکافی نہیں کہہ سکتے تو ثمرہ جدیدہ کا کیا حق ہے دوسرے خود ان اعمال میں پوری شرائط قبول کے نہیں پائے جاتے اور بعض جگہ جو اچھے ثمرات کو اعمال حسنہ کا عوض فرما دیا گیا تھا وہ محض صورة ہے ورنہ حقیقة اصلی سبب فضل ہی ہے ربط اوپر منافقین کے اس قول سے جسمیں بدحالی کو نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف براہ اعتراض وسوء ادب منسوب کرتے تھے انکار آپکی رسالت کا بھی لازم آتا تھا آگے اس لازم کا ابطال ہے جس سے ملزوم کا ابطال دوسرے طرز پر بھی ہوگیا اور رسالت کا اثبات ہے مع اشارہ کی دلیل رسالت کیطرف

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اُسنے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپکو انکا نگران کر کے

حَفِيْظًا ؕ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ

نہیں بھیجا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورہ کرتی ہے انمیں کی ایک جماعت برخلاف اُسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورہ کیا کرتے ہیں

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

التفات نہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں۔ کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے

اثبات رسالت مع اشارہ لبسوط دلیل وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اسکے انکار سے نفی نبوت کی کب ہو سکتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (آپکی رسالت کے) گواہ کافی ہیں (جنہوں نے قولی و فعلی شہادت دی ہے قولی تو مثلاً یہی جملہ وارسلناک۔ اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثبات نبوت ہیں آپکو عطا فرمائے) ف تمام لوگوں میں جن اور انسان دونوں آگئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کیا گیا ہے الناس کا جو صدر الناس میں ہے پس اسمیں بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا جو قرآن و حدیث میں اور جگہ بھی مذکور و منصوص اور عقیدہ قطعی ہے ربط اوپر اثبات تھا رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوب اطاعت ہے بیان فرماتے ہیں اور مخالفین کی عدم اطاعت پر آپکی تسلی بھی فرماتے ہیں **ایجاب اطاعت مع تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ جس شخص نے رسول (اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اُسنے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (اور اسی طرح جس نے آپکی نافرمانی کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلاً بھی واجب ہے پس آپکی اطاعت بھی واجب ہوئی) اور جو شخص (آپکی اطاعت سے) روگردانی کرے سو (آپ کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ) ہم نے آپکو (بطور ذمہ داری کے) انکا نگران کر کے نہیں بھیجا (کہ آپ انکو کفر نہ کرنے دیں جس سے احتمال آپسے باز پرس ہونے کا ہو بلکہ محض پیغام پہونچا کر آپ سبکدوش ہو جاتے ہیں تسلی فرمادی گئی کیونکہ آپ کو بہت غم ہوا کرتا تھا) ف بطور ذمہ داری کے قید اسلیے لگائی کہ شفقۃ تو آپ مدام کی نگرانی رکھتے تھے اور انکے معاش و معاد کی اصلاح فرماتے رہتے تھے ربط اوپر اطاعت رسول کا وجوب مذکور تھا آگے بعض منافقین کا معاملہ مذکور ہے جو اس واجب کے تارک تھے **ذکر معاملہ منافقین درباب اطاعت رسول مع تسلیہ** وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اور یہ (منافق) لوگ (آپکے احکام سنکر آپکے سامنے زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہمارا کام (آپکی) اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے (اُٹھکر) باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت (پوشیدہ) مشورہ کرتی ہے انمیں کی ایک جماعت (یعنی انکے سردار کی جماعت) برخلاف اُسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے (اور چونکہ وہ سردار ہیں اصل مشورہ وہ کرتے ہیں باقی انکے تابع رہتے ہیں تو اس خلاف میں سبکی ایک حالت ہے) اور اللہ تعالیٰ (سرکاری روزنامچہ میں) لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورہ کیا کرتے ہیں (موقع پر سزا دینگے) سو آپ انکی (بیہودگی کی) طرف التفات (اور خیال) نہ کیجیے اور (نہ کچھ فکر کیجیے بلکہ سارا قصہ) اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (وہ خود مناسب طور پر اسکا دفعیہ فرمادینگے چنانچہ کبھی انکی شرارت سے کوئی ضرر نہیں پہونچا) ربط اوپر اثبات تھا رسالت کا جسکے وہ منکر تھے آگے ایک خاص اور عجیب طرز پر جو کہ مقام کے نہایت مناسب ہے اثبات ہے قرآن کی حقانیت کا جو اعظم دلائل رسالت ہے کہ انکار رسالت میں اسکا بھی انکار لازم آتا تھا نیز وہ بالذات بھی اسکے منکر تھے۔ **اثبات حقانیت قرآن** اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ کیا (قرآن کا اعجاز فصاحت و بلاغت میں اور اخبار عن الغیب میں دیکھتے ہیں اور) پھر قرآن میں غور نہیں کرتے (تاکہ اسکا کلام الٰہی ہونا واضح ہو جاوے) اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس (کے مضامین) میں (بوجہ انکے کثیر ہونے کے واقعیات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (کیونکہ ہر مضمون میں ایک ایک اختلاف و تفاوت ہوتا تو مضامین کثیرہ میں اختلافات کثیرہ ہوتے حالانکہ ایک مضمون میں بھی اختلاف نہیں پس لامحالہ یہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے) ف حاصل مقام یہ ہے کہ

اللغات بیت من البیتوتۃ لانہ تدبیر الفعل لیلا والعزم علیہ ومنہ تبییت نیۃ الصیام کذا فی الروح ۔ قلت و علیہ ترجمۃ ہذہ الکلمۃ موافقۃ للشاہ عبد القادر رح و اکثرہم فسر و المطلق التدبیر ۱۲

الاختلاف بین احد الجمل در جۃ الاعجاز و کذا بین الآخری و درجۃ الاعجاز فہم ای کان کل جزء منہ بحالہ الوجہ الاعجاز فعلی ہذا کون الاختلاف قلیل فی الکتاب الکبیر تقدیر محال لاجل تحصیل ... الذی فیہ الاختلا

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی الناس تمام اللام للاستغراق ۱۲ ۵۲ قولہ نحفظ بیرکہ الخ وہو المراد من قولنا فی الجمیع مع اشارۃ الخ ۱۲ ۵۳ قولہ فی من یطع الرسول اور جس نے آپکی نافرمانی الخ دل علیہ قولہ ومن تولی وہذا اثبت الوجوب بالفعل لکونہ من یطع الرسول فانہ یکون اطاعتہ لازما لاطاعۃ الرسول ونفی الملزوم لا یدل علی نفی اللازم ۱۲ ۵۴ قولہ فی حفیظا نگران و دخل فیہ معنی علا فی لساننا وشغفنا بہذا فی الکہ ۱۲ ۵۵ قولہ فی یقولون طاعۃ کذا روی عن ابن عباس و السدی کما فی الروح ۱۲ ۵۶ قولہ فی طاعۃ ہمارا کام کما فی الروح اطاعۃ ۱۲ ۵۷ قولہ فی تقول کہہ چکے تھے لان قولہم وہی بالنسبۃ الی المضارع دلالۃ علی الاستمرار ۱۲ ۵۸ قولہ بعد تقول باقی تابع الخ وہذا ہو الوجہ للتخصیص لانہم تابعون ۱۲ ۵۹ فائدۃ اعلم ان ہذا المقام تنبع لی اشکال وہو ان المفہوم من الآیۃ ان الکثیر من لوازم کون الکلام ... ومعلوم ان انتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم فیلزم ان الکلام فیہ الاختلاف القلیل لا یکون من الخلوق بل من الخالق ... کلام اللہ تعالی وہو مطلوب ولو کان قلیلا مما افادہ کما تضرعت الی اللہ تعالی فا ما ذکرتہ فی فائدۃ المتن ... لکون الکلام من المخلوق ... ولو کان قلیلا ... ولا یحذر فی اشتراط الاختلاف کونہ الکا ...

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ

اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں انکے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو

الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

پہچان ہی لیتے جو ان میں اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں اور اگر تم لوگوں پر خدا تعالی کا فضل اور رحمت نہوتا تو تم سب کے سب شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے

کلام اللہ کے وجوہ اعجاز میں سے اسکی فصاحت و بلاغت کا بے مثل ہونا اور اسکی اخبار غیبیہ کا جنپر مطلع ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ذریعہ نتھا بالکل صحیح و مطابق واقع کے ہونا ہے مثلاً اسی جگہ جس مشورہ کا بیان ہے کہ روسا منافقین کسطرح اخفا راز کرلیتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی خبر دیدیتے تھے اور یہی جزو جسکی وجہ سے تمہید میں اس اثبات استدلال کو مقام کے مناسب کہا گیا ہے اور بھی بہت سے اخبار ماضیہ و مستقبلہ کی حکایت و پیشینگوئی باوجود عدم اقتباس کے کسی کتاب یا اہل کتاب سے صحیح اور واقعہ کے موافق نکلتی ہیں نہ آپ نے کسی اور ایسے فن کی مشق کی تھی جس سے کشف وغیرہ ہو جاوے نہ کوئی مخالف معاصر اسکا دعوی کر کے ثابت کر سکا و مسئلہ حسن ایسا ہے جہاں احتمال تلبیس کا ہو مدعی نبوت کا ذب سے ایسے خوارق باوجود حذاقت ایسے فنون کے بھی واقع نہیں ہوتے اور حسبنا دلالۃ اعجاز تمام فصحا و بلغا کے عاجز ہو جانے سے ثابت ہو چکا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ کلام خالق تعالی کا ہے منکرین میں جو مشرک تھے انکے اعتبار فصاحت و بلاغت سے استدلال اوضح ہے اور جو اہل کتاب تھے جنمیں منافق بھی تھے انکے اعتبار اخبار عن المغیبات سے استدلال اظہر ہے ہر ہر مضمون میں یہ استدلال جاری ہوسکیگا جب ہر مضمون منجانب اللہ ہوا تو مجموعہ قرآن بھی کلام اللہ ہو گیا اور اختلاف سے مراد اختلاف اسکا بھی ہو سکتا ہے کہ ہو لقا بشر کے لیے لوازم عادیہ سے ہے اسکی زیادہ تفصیل سورہ حجر کی آیت انا لہ لحافظون میں آویگی ربط اوپر منافقین کی بدعنوانی مذہبی مذکور تھی آگے بدعنوانی انتظامی مذکور ہے جس سے اہل اسلام پر اثر ضرر پہونچتا تھا **جنایت انتظامیہ منافقین** وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہونچتی ہے خواہ (وہ امر موجب) امن ہو یا (موجب) خوف (مثلاً کوئی لشکر مسلمانوں کا کسی جگہ جہاد کے لیے گیا اور انکے غالب ہونیکی خبر آئی یہ امن کی خبر ہوئی یا انکے مغلوب ہونیکی خبر آئی یہ خوف کی خبر ہوئی) تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کر دیتے ہیں (حالانکہ بعض اوقات وہ غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہوئی تب بھی بعض اوقات اسکا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنیکے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اور جو (حضرات اکابر صحابہ) ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں انکی (رائے کے) اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس (خبر کی صحت و غلط اور قابل تشہیر ہونے نہونے) کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں (جیسا ہمیشہ پہچان ہی لیتے ہیں پھر جیسا یہ حضرات عمل درآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیے تھا انکو دخل دینے کی کیا ضرورت ہوئی اور دخل دیتے تو کونسا کام اٹک رہا تھا آگے احکام مذکورہ سنانیکے بعد جو سراسر متضمن مصالح دنیویہ و اخرویہ ہیں بطور منت کے مسلمانوں کو ارشاد ہے) اور اگر تم لوگوں پر خدا تعالی کا (یہ خاص) فضل اور رحمت (کہ تمکو قرآن دیا اپنا پیغمبر بھیجا یہ اگر) نہوتا تو تم سب کے سب (ضرر دنیوی و اخروی اختیار کر کے) شیطان کے پیرو ہو جاتے بجز تھوڑے سے آدمیوں کے (جو بدولت عقل سلیم خداداد کے کہ وہ بھی ایک خاص فضل و رحمت ہے اس سے محفوظ رہتے ورنہ زیادہ تباہی میں پڑتے پس تمکو ایسے پیغمبر اور ایسے قرآن کو جنکی معرفت ایسے مصالح کے احکام آتے ہیں برخلاف منافقین مذکورین کے غنیمت سمجھنا چاہیے اور پوری اطاعت کرنا چاہیے) ف اس سے کوئی یوں شبہ نکرے کہ جب قلیل مستثنیٰ ہیں تو انپر اس رحمت خاصہ بعثت و قرآن سے کوئی منت نہوئی کیونکہ وہ تو بدون اسکے بھی اتباع شیطان سے محفوظ رہتے جواب یہ ہے کہ عقل سے بعض احکام مجملاً درک ہو سکتے ہیں اسقدر تفصیل ابواب سعادات کی کب عقل سے معلوم ہو سکتی ہے تو اول تو بعض امور نظریہ دقیقہ مشتبہ عند العقل میں خود یہ اتباع بھی محتمل تھا دوسرے اگر ضرر سے بچے بھی رہتے تب بھی منافع و سعادات سے جنکا ادراک وحی پر موقوف ہے تو ضرور محروم رہتے تو انپر کیا منت تھوڑی ہے جسکو دوسری آیت میں صاف فرمایا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین الآیۃ جاننا چاہیے کہ اولی الامر اور مستنبطین کو جو منہم فرمایا حالانکہ مومنین و منافقین متغایر ہیں یہ بحسب دعوی منافقین کے ہے کہ وہ مومنین میں اپنے کو داخل سمجھتے تھے

اللغات فی البیضاوی اصل الاستنباط اخراج النبط وھو الماء یخرج من البئر اول ما یحفر ۔ دفی الروح ثم تجوز بہ فاطلق علی کل اخذ وتلق تعلمت فحاصلہ اخذ الخبر من موافقہ واخذ المصالح من مجاہا دہذا ھو التحقیق وبہذا المعنی یطلق علیہ اخذ الحکم من مورد ۃ اذاعوا بہ الباء مزیدۃ ۱۲ بیضاوی

تحقیقات الترجمہ ۔ قولہ فی نوٹ ... واقع نہیں ہوتے ... وجہ عدم الورود ... قولہ فی ... موجب اشارہ ... الامن ... قولہ فی اولی ... الامور کو سمجھتے ہیں ... البصیرۃ ... قولہ ... عن ... فافہم ۱۲

ولولا فضل اللہ یہ خاص دبہ اندفع ایراد آخر وہو انہ یلزم من الاستثناء ان القلیل لا یحتاجون فی الاہتداء الی فضل اللہ ورحمتہ ... فی انتفاء العائد ۱۲ منہ

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

اور جب تمکو کوئی سلام کرے تو تم اُس سے اچھے الفاظ مین سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر حساب لین گے

جو شخص اچھی سفارش کرے (یعنی جسکا طریق و مقصود دونون مشروع ہون) اُسکو اُس (سفارش) کی وجہ سے (ثواب کا) حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے (یعنی جسکا طریق یا غرض غیر مشروع ہو) اُسکو اُس (سفارش) کی وجہ سے (گناہ کا) حصہ ملیگا اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکہنے والے ہین (وہ اپنی قدرت سے نیکی پر ثواب اور بدی پر عذاب دیسکتے ہین) ف طریق کا غیر مشروع ہونا اسطرح کہ مثلاً کسی غریب کی امداد کے لیے کسی امیر سے کہا اسطرح کہ اُسکو مجبور کیا او اسپر گران ہوا گو غرض بری نہین مگر طریقہ برا ہی کہ ایذاء مسلم معصیت ہی اور مقصود غیر مشروع یہ کہ کسی ظالم کی اعانت کے لیے کہا کہ غرض ہی حرام ہی جو سفارش دونون سے منزہ ہو وہ عبادت ہی کہین واجب کہین مستحب مسئلہ اور بوجہ عبادت ہونیکے اسپر عوض لینا حرام ہے کہ عبادت محل اجرت نہین اور شفاعت پر بوجہ معصیت ہونے اخذ اجرت علی العبادۃ کے اجرت لینا حرام ہی اور اگر بمقابلہ کوشش کے اجرت سمجہی جاوے تو غلط ہی کیونکہ اگر کوئی غیر ذی اثر آدمی اس سے زیادہ کوشش کرے اُسکو اجرت نہین دیجاتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمقابلہ جاہ کے ہی اور جاہ غیر متقوم ہی اسلیے وہ بھی حرام ہی ربط اوپر شفاعت حسنہ کا بیان تہا آگے سلام کے جواب دینے کا طریق اس مناسبت سے بیان فرماتے ہین کہ دونون مین دوسرے کی تطییب قلب ہے اور احکام جہاد کے اثنا مین اسکا آنا اسوجہ سے لطیف ہو گیا کہ مجاہدین جیسے تلفظ بکلمۃ الاسلام کو شمشیر سے حفاظت کرنیوالا سمجہتے ہین اسیطرح تکلم بلفظ سلام کو بھی علامت اسلام کی سمجہکر ایسے شخص سے ہاتہ روک لیا کرین جہان کہین شعار خاص اہل اسلام کا ہو دوسرے اقوام مین مستعمل نہو جیسا عنقریب ایک قصہ بھی آویگا اس آیت کی تفسیر مین ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا حکم لست و کم تعلیم جواب سلام وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اور جب تمکو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اُس (سلام) سے اچھے الفاظ مین سلام کرو (یعنی جواب دو) یا (جواب مین) ویسے ہی الفاظ کہدو (تمکو دونون اختیار دیے جاتے ہین) بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لینگے (یعنی اُن کا قانون یہی ہے اور یون اپنے فضل سے معاف کر دین وہ اور بات ہی) ف مسئلہ امر کے صیغہ سے اور حیثیت سے اس حکم کا ظاہر او جوب معلوم ہوتا ہی اور یہی مذہب ہے فقہا کا مسئلہ یہ جو قید لگائی گئی کہ مشروع طور پر اس سے وہ سلام نکلگئے جو مکروہ ہین مثلاً پاخانہ پھرنے والے کو سلام کرے یا اور کسی گناہ مین مبتلا ہونیکی حالت مین یا جو کسی طاعت مین مثلاً نماز و تلاوت مین مشغول ہو اور زیادہ تفصیل درمختار مین مذکور ہی ایسی حالت مین جواب دینا اسکے ذمہ نہین بلکہ بعض حالات مین جواب مکروہ ہی مسئلہ یہ وجوب جواب سلام کا علی الکفایہ ہی اگر جماعت مین سے ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے اُتر جاویگا مسئلہ نفس جواب واجب ہی باقی ویسے ہی الفاظ یا اُن سے احسن اور بعض صورتون مین اُنسے کم یہ سب اختیار مین ہی آیت مین جو لفظ او تخییر کے لیے ہی وہ اسی کے اعتبار سے ہی اور صیغہ امر سے جو وجوب مستفاد ہوتا ہی وہ باعتبار نفس تحیت کے ہی پس مقید واجب ہے اور قید مخیر فیہ مثلاً ایک صیغہ یہ ہے السلام علیکم دوسرا جسمین ورحمۃ اللہ زیادہ ہو تیسرا جسمین وبرکاتہ بھی ہو اسیطرح جواب مین سمجھ لینا چاہیئے ان سب صیغون مین اختیار ہی چنانچہ مثلہ اور احسن مین اختیار ہونا تو منصوص ہی رہا کم کا اختیار ہونا اجماعی ہی مثلاً کسی نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور جواب مین کہدیا گیا وعلیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہی اور آیت مین بھی اگر ردوہا کو بقرینہ مقابلہ اسطرح مفسر کیا جاوے کہ اولا تحیوا باحسن اور تخصیص ردو تمثیلا کہی جاوے تو معارضہ کی صورت بھی نرہیگی مسئلہ حیّیتم فعل مجہول ہی مگر اجماعاً اُسکا فاعل مسلم ہی قطعاً یا احتمالاً کیس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہین گو جائز ہی اور حدیث مین جو اسکے جواب کا خاص صیغہ آیا ہی کہ صرف علیکم کہے تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اُسنے شرارت سے سلام کیا ہو ورنہ جائز ہی بلکہ جاجت کے وقت ابتدا بھی درست ہے نقلہ فی الروح عن الحسن وعن الشعبی و قتادۃ کا ابن عباس رضی اللہ عنہم ربط اوپر بہت سے احکام مذکور ہوئے ہین آگے انکی تاکید و اہتمام کے لیے اپنی عظمت اور قیامت کا ذکر فرماتے ہین تا کہ حاکم کی عظمت سے اور اُنکے دربار مین حاضری و حساب سے احکام پر عمل کرنے مین اہتمام بڑہ جاوے ۔

الترجمۃ

سفارش ... علی التعلیل ... الثواب ... الغذاب ... الوزر ... الثمرۃ ۱۲

اللغات فی البیضاوی التحیۃ فی الاصل مصدر حیاک اللہ تعالی علی الاخبار من الحیوۃ ثم استعمل للحکم والدعاء بذلک ثم قیل لکل دعاء فغلب فی السلام اھ قلت فانہ من الدعاء ۱۲

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

اللہ ایسے ہین کہ اُنکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہین وہ ضرور تم سبکو جمع کرینگے قیامت کے دن مین اُسمین کوئی شبہہ نہین اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی

توحید و معاد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ اللہ ایسے ہین کہ اُنکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہین وہ ضرور تم سبکو جمع کرینگے قیامت کے دن مین اُسمین کوئی شبہہ نہین اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی (جب وہ خبر دیتے ہی ہین تو بالکل ٹھیک ہی ہے) ف یہ ترکیب جیسے اصدق ہونیکی نافی ہے ایسے ہی محاورہ کے اعتبار سے مساوی فی الصدق ہونے کو بھی نافی ہے پس اصدقیت کلام اللہ تعالیٰ کے لیے مفید ہے اور یہ اصدقیت باعتبار کمیت کے بھی ہے اور باعتبار کیفیت کے بھی اول باینمعنی کہ مخلوق اخبار مین بوجہ عدم علم غیب کے محکی عنہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر مطلع نہین ہوتا اور مدار صدق مطابقت محکی عنہ ہے اور مواعید مین بوجہ عدم قدرت کاملہ کے ایفاء سے عاجز ہوتا ہے الا بتعلیم اللہ تعالیٰ و تمکینہ اور حق تعالیٰ کا علم و قدرت دونون کامل ہین اسلیے ہر خبر بھی صادق ہے اور ہر وعدہ بھی صادق ہے اور ثانی باینمعنی کہ دوسرونکا صدق لوازم کلام سے نہین کہ عقلاً انفکاک ممتنع ہو اور کلام اللہ مین لوازم سے ہے کہ انفکاک ممتنع ہے گو یہ لازم بوجہ اسکے کہ خود ملزوم مقدور ہے داخل تحت القدرۃ ہو اور اسکی مقدوریت سے اُسکی ضد کی مقدوریت بھی ضرور ہو لان القدرۃ تتعلق بالضدین جیسے ضاحک بالقوہ باوجود اسکے لوازم انسان مین سے ہونیکے بوجہ اسکے کہ انسان مقدور ہے نیز داخل تحت القدرۃ ہے اسیطرح صدق کو سمجھنا چاہیے لیکن مراد اُس کلام کا جو کہ افعال مین سے ہے یعنی کلام لفظی بخلاف اُس کلام کے جو صفات ذاتیہ سے ہے یعنی کلام نفسی کہ وہ صدق لوازم ذات واجبہ سے ہے اور وہ اور اسکی ضد مقدوریت سے منزہ بوجہ وجوب و امتناع عقلی کے

ربط اوپر احکام جہاد و قتال مذکور تھے اگلے رکوع مین بھی کفار کے بعض خاص خاص احوال کے اعتبار سے قتال و عدم قتال کے بعض خاص خاص احکام مذکور ہین مگر اس رکوع کی تفسیر کا سمجھنا موقوف ہے بعض روایات کے نقل کرنے پر اسلیے انکو نقل کرتا ہون پہلی روایت عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہوکر آئے ہین پھر مرتد ہوگئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانیکا بہانہ کرکے پھر مکہ چلے گئے اور پھر نہ آئے انکے بارہ مین مسلمانونکی رائے مختلف ہوئی بعض نے کہا یہ کافر ہین بعض نے کہا کہ مومن ہین اللہ تعالیٰ نے انکا کافر ہونا آیت فما لکم فی المنافقین مین بیان فرمادیا اور انکے قتل کا حکم دیا اھ مختصراً انکا منافق کہنا باینمعنی ہے کہ جب اسلام کا دعوی کیا تھا جب بھی منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور منافقین گو قتل نہ کیے جاتے تھے لیکن جب ہی تک کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگونکا ارتداد ظاہر ہوگیا تھا اور جنہون نے مسلمان کہا شاید بناء علی حسن الظن انکو دلائل ارتداد مین کچھ تاویل کرلی ہوگی اور اس تاویل کا مستند رائے محض ہوگا مؤید بدلیل شرعی نہوگی اسلیے معتبر نہین رکھی گئی دوسری روایت ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کرلیجیے آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے وہان بھیجا مضمون صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مدد نہ کرینگے اور قریش مسلمان ہوجاوینگے تو ہم مسلمان ہوجاوینگے اور جو قومین ہم سے متحد ہونگی وہ بھی اس معاہدہ مین ہمارے شریک ہین اُسپر آیت ودوا الی قولہ الا الذین یصلون الخ نازل ہوئی اھ تیسری روایت کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ آیۃ ستجدون آخرین الخ مین جنکا ذکر ہے مراد اُن سے اسد و غطفان ہین کہ مدینہ مین آتے اور ظاہراً اسلام کا دعوی کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بندر اور بچھو پر ایمان لائے ہین اور مسلمانون سے کہتے کہ ہم تمہارے دین پر ہین اور ضحاک نے ابن عباس سے یہی حالت بنی عبد الدار کی نقل کی ہے اھ پہلی اور دوسری روایت روح المعانی مین اور تیسری معالم مین ہے ماحصل کہنا یہ ہے کہ اس تیسری روایت والون کی حالت مثل پہلی روایت والون کے ہوئی کہ دلیل سے انکا پہلے ہی سے مسلمان نہ ہونا ثابت ہوگیا اسی لیے انکا حکم مثل عام کفار کے ہے یعنی مصالحت کی حالت مین اُنسے قتال نہ کیا جاوے اور عدم مصالحت مین قتال کیا جاوے چنانچہ پہلی روایت والونکے باب

النحو لا ریب فیہ فی البیضاوی حال من یوم ۲

فائدۃ وبالتقریر فی فائدۃ المتن من الاصدقیۃ فی الکیف ارتفع النزاع فی المسئلۃ التی افترق فیہا علماء عصرنا المعنونۃ بامتناع الکذب فان الکلام کلامان لفظی من الافعال و نفسی من الصفات ففی الاول الحق الامتناع العادی ای الانتفاء مع دخول المنتفی تحت القدرۃ ولو اطلق احد تسمیتہ امتناعا عقلیا بالغیر لا ننازعہ بعد وضوح المراد و فی الثانی الحق الامتناع العقلی ای الانتفاء مع عدم دخول المنتفی تحت القدرۃ لا لنقصان القدرۃ بل لعدم صلاحیۃ المحل لتعلقہا فافہم فانہ من مواہب اللدنیۃ

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

پھر تم کو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹا پھیر دیا ان کے عمل کے سبب کیا تم لوگ اس کا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دیں

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا

اس کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے ۔ وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا

اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ اور نہ ان میں کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ ۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ

جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

میں آیت ثانیہ میں اخذ و قتل کا حکم اور آیت ثالثہ میں مصالحت کی حالت میں ان کا استثناء موجود ہے جس کی مصالحت کا ذکر روایت ثانیہ میں ہے اور تاکید استثناء کے لیے فان اعتزلوکم کی تصریح ہے اور یہ استثناء بوجہ اس کے کہ یہ مرتدین بسبب لحوق بدار الحرب کے مثل دیگر کفار کے ہو گئے استثناء متصل ہے گو مستثنیٰ ان مرتدیا کا غیر کیوں نہ ہو ۔ اور تیسری روایت والوں کے باب میں آیت رابعہ میں عدم اعتزال و عدم الکف عن القتال کی حالت میں ان کے اخذ و قتل کا حکم مصرح ہے اور قرینہ مقابلہ سے صلح کی حالت میں عدم قتال مفہوم ہوتا ہے پس کل فرقے جو یہاں مذکور ہیں تین ہیں ایک ایک روایت والے ۔ ایک کا ذکر پہلی دوسری آیت میں ۔ ایک کا تیسری میں ایک کا چوتھی میں ۔ اور حکم کل دو ہیں عدم صلح میں قتال اور صلح میں عدم قتال ۔ رہی یہ بات کہ جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے باوجودیکہ دلائل سے ان کا کفر بھی ثابت تھا پھر ان کے لیے امن کا حکم کیوں تھا اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ۔ ایک یہ کہ ان کی حالت بھی عام کفار کی سی تھی چونکہ وہ صلح سے رہتے تھے اسلیے مثل کفار مصالحین کے ان سے جنگ نہ کی جاتی تھی البتہ روح المعانی میں تحت آیہ فان اعتزلوکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کا منسوخ ہونا آیہ براءۃ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے نقل کیا ہے حالانکہ مصالحین سے جنگ نہ کرنے کا حکم اب بھی باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت خواہان صلح کی درخواست کا منظور کرنا واجب ہو گا اس اعتبار سے نسخ ہو سکتا ہے چنانچہ اب امام کا مخیر ہونا شرعی مسئلہ ہے یا اعلان نقض صلح ایک معین میعاد کے بعد کو صورۃ نسخ کہدیا پس تخییر امام جب بھی تھی گو بناء علی الظہور مذکور نہیں ۔ دوسرا جواب یہ کہ اسوقت اسلام کے لیے مثل اقرار کے بشرط قدرت و تمکن ہجرت بھی فرض اور مدار قبول اسلام و اجراء احکام کا تھا جیسا اب یہی حالت اقرار کی ہے چنانچہ روح المعانی میں تیسیر سے اسکی فرضیت کی تصریح کی ہے پس جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے چونکہ دار اسلام تھا وہ ظاہراً اس فرض کے عامل تھے اسلیے مثل مقر کے ان سے تعرض نہ ہوتا تھا بخلاف روایت اولیٰ و ثالثہ والوں کے کہ تارک ہجرت و قیام دار الاسلام تھے اسلیے ان کا حکم عام کفار کا سا ہوا اسی لیے آیت ثانیہ میں عدم اتخاذ اولیاء کے لیے جو کہ مرادف عدم قبول ایمان ہے کیونکہ ایمان منجملہ شرائط جواز ولایت ہے حتیٰ یہاجروا کو غایت فرمایا ہے اور معالم سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولیٰ والوں کو جنہوں نے مسلمان کہا تھا اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کیا صرف اپنا وطن نہ چھوڑنے سے انکو کافر کہا جاویگا الخ لیکن جب اسوقت ہجرت کی حالت مثل اقرار باللسان کے تھی تو اس وجہ کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں مثل تارک اقرار کے اسکو کافر کہا جاویگا اور حضرت نے جو روایت اولیٰ کے ذیل میں تاویل کو اور اس کے غیر معتبر ہونیکو مجملاً لکھا تھا اس سے دونوں کی تعیین و تبیین بھی ہو سکتی ہے ۔ اور یہ تمہید بوجہ موقوف علیہ ہونے کے گو آیتوں سے پہلے لکھدی گئی لیکن بعد مطالعہ تفسیر آیات بھی اسکو مکرر دیکھ لینا مفید ہے

بعض احکام خاصہ جہاد و بعضے احوال خاصہ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ ۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

ملحقات الترجمہ

ف قولہ فی آخر التمہید ہو سکتی ہے لم یحرم بہ لانی ما ظفرت بالتصریح بان فرض الہجرۃ کان بمنزلۃ فرض الاقرار وانما فہمتہ من الروایات ونقلہم المحل الخلاء واللہ اعلم ۱۲

اللغات الحصر الضیق ۱۲

البلاغۃ ۔ قولہ الی قوم عدی بالی لتضمن یصلون لمعنی الانتہاء ۱۲

الروایات ۔ ذکرت فی المتن واخرج ما فی الصحاح ان نزول الآیۃ فی من رجع من المنافقین من احد لکنہا لا یساعد ظاہر الآیۃ ومن اختار ہا حمل قولہ حتی یہاجروا علی ہجرۃ خاصۃ وہی الخروج للجہاد لان صاحب الروح نقل ان لہا ثلث استعمالات ۔ المشہور ۔ وترک المنہیات والخروج للقتال ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انکو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں

عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ

دی　بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملیں گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی انکو شرارت کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم انکو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں انکو پاؤ اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ج فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ط كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ج فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ط وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۹۱ **پہلے فرقہ کا بیان** (جب تم ان مرتدین کی حالت دیکھ چکے) پھر تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم (اختلاف رائے کر کے) دو گروہ ہو گئے (کہ ایک گروہ انکو اب بھی مسلمان کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکو (انکے علانیہ کفر کیطرف) الٹا پھیر دیا انکے (بد) عمل کے سبب (وہ بد عمل ارتداد دار الاسلام کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ہے جو کہ مثل ترک اقرار اسلام علامت کفر کی تھی اور واقع میں وہ پہلے بھی مسلمان نہوئے تھے اور اسیوجہ سے انکو منافق کہا) کیا تم لوگ (ای وہ گروہ جنکو اس ترک دار الاسلام کا علامت کفر ہونا معلوم نہیں) اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگونکو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے (جبکہ ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی) گمراہی میں ڈال رکھا ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ بندہ کے فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں مطلب یہ کہ گمراہ کو جو مومن کہتے ہو اور مومن وہ جسمین ایمان ہو اور اسوقت تک ایمان ہے نہیں تو کیا اب ایمان پیدا کرو گے جو اسکو مومن کہسکو اور یہ محال ہے پس انکا مومن ومہتدی ہونا معلق بالمحال ہے اسلیے انکو مومن کہنا مثل حکم بالمحال کے ہے) اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں اسکے (مومن ہونیکے) لیے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤ گے (پس ان لوگوں کو مومن نہ کہنا چاہیئے اور بھلا وہ خود تو کیا مومن ہونگے انکے غلو فی الکفر کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی (خدانکردہ) کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو (انکی جب یہ حالت ہے) انمیں سے کسیکو دوست مت بنانا (یعنی کسیکے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ مت کرنا کیونکہ دوستی کے جواز کے لیے اسلام شرط ہے) جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں (یعنی تکمیل اسلام کے لیے) ہجرت نکریں (کیونکہ اسوقت ہجرت کا وہ حکم تھا جو اب اقرار بالشہادتین کا ہے اور تکمیل اسلام کی قید اسلیے کہ خالی دار الاسلام میں آنا کافی نہیں یوں تو کفار اہل تجارت بھی آجاتے ہیں بلکہ اسلامی حیثیت سے آویں یعنی اسلام بھی ظاہر کریں تاکہ جامع اقرار و ہجرت کے ہو جاویں اور رہی تصدیق وہ صرف عند اللہ شرط ہے اسکی تفتیش ضرور نہیں) اور اگر وہ (اسلام سے) اعراض کریں (اور کافر ہی رہیں) تو انکو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ (یہ پکڑنا یا تو قتل کے لیے یا غلام بنانے کے لیے) اور نہ انمیں کسیکو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ (مطلب یہ کہ کسی حالت میں ان سے کوئی تعلق نرکھو نہ امن میں دوستی نہ خوف میں استعانت بلکہ بالکل الگ تھلگ رہو) **دوسرے فرقہ کا بیان** مگر (ان کفار میں) جو لوگ ایسے ہیں جو کہ (تمہارے ساتھ مصالحت سے رہنا چاہتے ہیں جسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ بواسطہ صلح ہو یعنی) ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں (یعنی ہم عہد ہو جاتے ہیں) کہ تمہارے اور انکے درمیان عہد (صلح) ہے (جیسے بنو مدلج کہ انسے صلح ہوئی تو انکے ہم عہد بھی اس استثنا میں آگئے تو بنی مدلج بدرجہ اولیٰ مستثنیٰ ہونگے) یا (دوسرا طریق یہ ہے کہ بلا واسطہ صلح ہو اس طرح سے کہ) خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ انکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو (اسلیے نہ تو اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں بلکہ ان سے بھی صلح رکھیں اور تم سے بھی پس دونوں طریقوں میں جس طریق سے کوئی مصالحت رکھے

البلاغة قوله يلقوا اليكم السلم في الروح هو استعارة لان من سلم شيئا القاه وطرحه عند المسلم له قوله فما جعل الله في الروح فيه مبالغة في عدم التعرض لهم لان من لا يريد شيئا كيف يتعرض له ۱۲ **فائدة بديعية** من الروح في الآيتين الاخيرتين مفهومات متقابلات قوله اعتزلوكم مع لم يعتزلوكم وقوله لم يقاتلوكم مع ويكفوا اسم لم يكفوا وقوله القوا اليكم مع ويلقوا اليكم السلم وقوله ما جعل الله مع قوله اولئكم جعلنا لكم قلت ففيه صنعة التقابل من انواع البديع ۱۲

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اسپر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے

إِلٰٓى أَهْلِهٖٓ إِلَّآ أَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۗ وَإِنْ كَانَ

جو اسکے خاندان والونکو حوالہ کر دیجاوے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی

مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

قوم سے ہو کہ تم میں اور اُن میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے

وہ حکم مذکور اخذاً و قتلاً سے مستثنےٰ ہے) اور (تم ان لوگونکی درخواست صلح میں اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ لینے دینے میں تمہاری ہیبت ڈالدی ورنہ) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انکو تمپر مسلط (اور دلیر) کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے (مگر خدا تعالیٰ نے تمکو اس پریشانی سے بچا لیا) پھر اگر (صلح کر کے) وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں (ان سب الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ صلح سے رہیں کئی لفظ تاکید کے لیے فرما دیئے) تو (اس حالت صلح میں) اللہ تعالیٰ نے تمکو اُن پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہیں دی (یعنی اجازت نہیں دی) **بعضے ایسے فرقہ کا بیان** بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملیں گے (یعنی انکی یہ حالت معلوم ہوگی) کہ (براہ خداع) وہ یہ (بھی) چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بےخطر ہو کر رہیں (اور ساتھ ہی اسکے) جب کبھی انکو (صریح مخالفین کی طرف سے) شرارت (و فساد) کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے (یعنی اُن سے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے کہا جاتا ہے) تو وہ (فوراً) اُس (شرارت) میں جا گرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ خداع کی صلح توڑ دیتے ہیں) سو یہ لوگ اگر (صلح توڑ دیں اور) تم سے (یعنی تمہاری لڑائی سے) کنارہ کش نہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھونکو (تمہارے مقابلہ سے) روکیں (سب کا مطلب مثل سابق کے ایک ہی ہے کہ صلح توڑ دیں) تو تم (بھی) انکو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں انکو پاؤ اور ہم نے تمکو ان پر صاف حجت دی ہے (جس سے انکا مباح الدم ہونا ظاہر ہے اور وہ حجت انکا نقض عہد ہے) ربط اوپر سے قتل و قتال کا ذکر چلا آرہا ہے اور کل صورتیں ابتداءً قتل کی آٹھ ہیں کیونکہ مقتول چار حال سے خالی نہیں یا مومن ہے۔ یا ذمی ہے یا مصالح و مستامن ہے۔ یا حربی ہے۔ اور قتل دو طرح کا ہے یا عمداً یا خطاءً پس اس اعتبار سے کل صورتیں قتل کی آٹھ ہوئیں۔ اول مومن کا قتل عمد۔ دوم مومن کا قتل خطاء۔ سوم ذمی کا قتل عمد۔ چہارم ذمی کا قتل خطاء۔ پنجم مصالح کا قتل عمد۔ ششم مصالح کا قتل خطاء۔ ہفتم حربی کا قتل عمد۔ ہشتم حربی کا قتل خطاء۔ ان صورتوں میں بعض کا حکم تو اوپر معلوم ہو چکا بعض کا آگے مذکور ہے اور بعض کا حدیث میں موجود ہے چنانچہ صورت اولیٰ کا حکم دنیوی یعنی وجوب قصاص سورۂ بقرہ میں مذکور ہے اور حکم اخروی آگے آیت ومن یقتل میں آتا ہے اور صورت دوم کا بیان قول اللہ تعالیٰ وما کان لمؤمن الی قولہ وہو مؤمن فتحریر رقبۃ میں آتا ہے صورت سوم کا حکم حدیث دارقطنی میں ہے کہ ذمی کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا اخرجہ الزیلعی فی تخریج الہدایۃ۔ صورت چہارم کا ذکر قول اللہ تعالیٰ وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق میں آیا ہے صورت پنجم کا ذکر اوپر کے رکوع قول اللہ تعالیٰ فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا میں آچکا ہے۔ صورت ششم کا حکم صورت چہارم کے ساتھ ہی مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے موبد اور موقت کو یعنی ذمی و مستامن دونوں آگئے درمختار کی کتاب الدیات کے شروع میں مستامن کے دیت کے وجوب کی تصحیح کی ہے صورت ہفتم و ہشتم کا حکم جہاد کی مشروعیت سے اوپر معلوم ہو چکا کیونکہ جہاد میں اہل حرب قصداً مقتول ہوتے ہیں اور خطاء کا جواز بالاولیٰ ثابت ہو گا حکم بست و دوم **تفصیل احکام بعض صور قتل** وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰٓى أَهْلِهٖٓ إِلَّآ أَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۗ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

اللغات الرقبۃ النسمۃ مجاز اطلاق للجزء علی الکل لکنہ متعارف فی الممالیک خاصۃ ۱۲ **النحو** قولہ الا ان یصدقوا منصوب علی الاستثناء ای فی جمیع الاحیان الا حین التصدق ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر و ابن المنذر عن السدی ان عیاش بن ربیعۃ المخزومی اسلم وہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وساق الحدیث۔ وفیہ فخرج عیاش فلقی الکنانی وقد اسلم وعیاش لا یعلم باسلامہ فضربہ حتی قتلہ فاخبر بعد ذلک فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ الخبر فنزلت واخرج ابن جریر عن ابن زید انہا نزلت فی رجل قتلہ ابو الدرداء قال لا الٰہ الا اللہ فضربہ فضربہ وہو یری ظانا انہ یتقی بذلک ولیس مؤمنا وقریبا منہ اخرج فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ ومجاہد والسدی وعن ابن اسحق وابی یعلی والحریث بن اسامۃ وابی مسلم عن القاسم وعن ابن ابی حاتم عن ابن عباس وفی الروح فی قولہ تعالیٰ فان کان من قوم عدو لکم والآیۃ کما قال ابن جبیر نزلت فی مرداس بن عمرو ولما قتلہ خطأً اسامۃ بن زید ۱۲

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمین رہنا اور اسپر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت سے دور کردینگے اور اسکے لیے بڑی سزا کا سامان کرینگے۔

فہو اقدوہ کذا فی الہدایۃ رواہ الطبرانی فی معجمہ کذا قال علی القاری۔ اور قرآن مجید سے یہ معارض نہین کیونکہ اصل وجوب قاتل ہی پر ہے لیکن بوجہ اسکے کہ اس قاتل کا جرم خطا مین باعتبار خطا ہونیکے اور شبہ عمد مین بنظر آلہ کے کہ موضوع قتل کے لیے نہین خفیف ہے اسلیے اتنی بڑی رقم اسکے ذمہ ڈالنا مناسب نہین۔ اور عاقلہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آدمی اپنے انصار کے زور پر ایسی بے احتیاطی کیا کرتا ہے آئندہ کو وہ لوگ بھی اسکا انسداد رکھین گے اور اسکی حفاظت مین کوتاہی نکرینگے پس یہ انصار و حوجین اسکے قائم مقام ہین اور یہ نہین کہ اسپر وجوب نہین چنانچہ قاتل بھی اس چندہ مین داخل ہوتا ہے کذا فی الہدایۃ۔ اور اگر آیت مین علیہ مقدر نکرین صرف فاوجب مقدر ہو تو علیہ وعلیہم دونون کو شامل ہو جاویگا پس معارضہ کا شبہ بھی نرہیگا رہا آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری سے تعارض کا شبہ وہ اس تقریر سے رفع ہوگیا کہ انکی جانب سے ایک گونہ حفاظت مین تقصیر ہے بالا تزر کو گناہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو سرے سے شبہ ہی نہ پڑیگا مسئلہ کفارہ مین لونڈی غلام برابر ہین لفظ رقبہ عام ہے البتہ صحیح الاعضا ہو کیونکہ مطلق سے مراد کامل ہوتا ہے کذا فی الکتب الفقہیۃ مسئلہ دیت مقتول کی شرعی ورثہ مین تقسیم ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کردیگا اسقدر معاف ہوجاویگی اگر سب نے معاف کردیا سب معاف ہوجاویگی کذا فی کتب الفقہ مسئلہ جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہو اسکی دیت بیت المال مین داخل ہوگی کیونکہ دیت ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے مسئلہ ان کان من قوم عدو لکم کے ترجمہ مین صرف کہنے کی وجہ اسی جگہ مذکور ہے کہ اس صورت مین دیت نہین اسکی دلیل بھی وہان مذکور ہے ایسے شخص کا ترکہ بیت المال مین لانا کہین نظر سے نہین گذرا اور ظاہر المنفی ہے لانقطاع الولایۃ اور اسی مین یہ قید کہ وہان رہتا تھا اسلیے لگائی کہ اگر یہ شخص دار اسلام مین ہو تو اسکا ترکہ چونکہ بیت المال کا حق ہے لہذا اسکی دیت واجب ہوگی کذا الفہم من الدر المختار اسطرح اگر ایسے مقتول کا کوئی وارث دار الحرب مین مسلمان ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اسوقت بھی دیت واجب ہوگی کذا الفہم من الدر کیونکہ یہ مسلمین اُن اہل میثاق کفار سے جو آگے مذکور ہین کم نہین اور وہان دیتا تھی لیکن اسکے بعد روح المعانی سورہ فتح آیہ ہم الذین کفروا الخ کے ذیل مین یہ مسئلہ کافی سی منقول نظر سے گذرا کہ جو مسلمان دار الحرب مین رہتا ہو اور اسکو کوئی قتل کردے اور اسکے وارث مسلمان بھی ہون تو عمد مین صرف گناہ ہے اور خطا مین صرف کفارہ ہے دیت نہین پھر درمختار قبیل فصل استیمان مین بھی یہ مسئلہ دیکھا گیا۔ مسئلہ اہل میثاق کے باب مین جو دیت واجب ہے ظاہر یہ ہے کہ اہل کے وجود کے وقت ہے اور اگر اہل نہون یا وہ اہل مسلمان ہون کہ بھائی نہ ہونیکے ہے تو اگر وہ ذمی ہے تو دیت ہوگی اور بیت المال مین آویگی کیونکہ ذمی کا ترکہ جسمین دیت داخل ہے بیت المال مین آتا ہے کما فی الدر المختار ورنہ واجب نہوگی لعدم صدق مسلمۃ الی اہلہ مسئلہ ہندوستان مین رقبہ نہین ملتا ظاہر یہ ہے کہ لمحہ صادق آویگا عرب مین ام ہیجا واجب نہین لما فیہ من الحرج ومثلہ کفارات اخری من الیمین والظہار پس صیام جائز ہے مسئلہ صیام مین اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے تتابع نہ رہا از سرنو رکھنے پڑینگے البتہ عورت کا حیض قاطع تتابع نہین کذا فی کتب الفقہیۃ مسئلہ اگر کسی عذر سے صیام پر قدرت نہو تو قدرت تک توبہ کیا کرے مسئلہ قتل عمد مین یہ کفارہ نہین توبہ کرنا چاہیے کذا فی الکتب الفقہیۃ تنبیہ یہان جن مسائل مین عموماً یا خصوصاً حوالہ مذکور نہین ہے وہ بوجہ اسکے کہ میرے پاس کتابین کم ہین میری نظر سے نہین گذرے محض قواعد کی بنا پر لکھا ہے اگر کسیکو غلطی پر اطلاع ہو درست فرما دیا جاوے اور لکھنے کی ضرورت کو مقام مقتضی تھا کہ تکمیل شقوق اسپر موقوف تھی واللہ اعلم ربط او پر کی آیت کی تمہید مین جو تین صورتین مذکور ہین انہین کی پہلی صورت کا آگے بیان ہوتا ہے پس یہ تتمہ ماقبل کا ہے تتمہ سابق وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی (اصلی) سزا (تو) جہنم (مین اسطرح رہنا) ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمین رہنا (لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر کو نجات ہوجاویگی) اور اسپر (ایک میعاد معین تک کے واسطے) اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور کردینگے اور اسکے لیے بڑی سزا (یعنی سزائے دوزخ) کا سامان کرینگے ف تمام اہل حق متفق ہین کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہین ہے اس دعوے پر بیشمار آیات و احادیث دال ہین اس آیت کے بعض ظاہری لفظون سے اسکے خلاف کا شبہ ہوتا تھا لیکن اسکا صحیح مطلب ترجمہ سے ظاہر ہونیکے بعد وہ شبہ رفع ہوگیا البتہ صرف حضرت ابن عباس رضہ کا مذہب اُن ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے اور انکا قول سورۂ فرقان کی آیت مین جو بعد ذکر قتل کے الا من تاب

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج ان رجلا من الانصار قتل اخا مقیس ابن ضبابۃ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدیۃ فقبلہا ثم وثب علی قاتل اخیہ فقتلہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اومنہ فی حل ولا حرم فقتل یوم الفتح قال ابن جریج وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ ومن یقتل مومنا الخ وفی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن ابن جبیر نحوہ وزاد وفیہ ان ہذا القاتل ارتد عن الاسلام اہ روایۃ مفسرۃ للآیۃ ناصرۃ لاہل الحق فی الروح اخرج ابن المنذر عن اسمٰعیل بن ثوبان قال جالست الناس قبل الدار الاعظم فی المسجد الاکبر فسمعتہم یقولون لما نزلت ومن یقتل مومنا الآیۃ قال المہاجرون والانصار وجبت لمن فعل ہذا النار حتی نزلت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ فقال المہاجرون والانصار یصنع اللہ تعالیٰ ما یشاء ۱۲

شرہ غیر ہذہ الآیۃ فافہم ۱۲ ۥ قولہ فی غضب اللہ الخ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو

آیا ہے اسکے تعارض کے جواب میں یہ منقول ہے کہ سورۂ فرقان مکیہ ہے اور سورۂ نساء مدینہ پس وہ استثناء اس اطلاق متاخر سے مرتفع ہوگیا اور دوسرا جواب یہ منقول ہے کہ وعدہ قبول توبہ مشرکین کے لیے ہے جو بعد میں مسلمان ہوجاویں لیکن روح المعانی میں بروایت ابن حمید اور نحاس کے سعید بن عبیدہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس قاتل مومن کے قبول توبہ کے قائل تھے ایکبار ایک شخص نے آکر انسے پوچھا کہ کیا اسکی توبہ مقبول ہوجاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں بس اسکے لیے دوزخ ہی ہے جب وہ شخص اٹھکر چلا گیا تو حاضرین نے اس جواب پر جو انکے پہلے فتوی کے خلاف تھا تعجب ظاہر کر کے سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ مجکو ایسا گمان ہوا کہ وہ غصہ میں کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے چنانچہ کسیکو تحقیق کے لیے اسکے پیچھے دوڑایا تو یہی بات نکلی اھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس کا قول مشہور بنا بر مصلحت تھا اصل مذہب جمہور کے موافق تھا چنانچہ روح میں سفیان سے بھی نقل کیا ہے کہ اہل علم سے اسکو جب کوئی ابتداء پوچھتا تو جواب میں یہی کہتے کہ اسکی توبہ مقبول نہیں لیکن جب کوئی مبتلا ہوجاتا تو اسکو توبہ کا حکم فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس کے سوا اور بزرگوں کی بھی یہ عادت تھی۔ یہ تو تحقیق تھی انکے مذہب کی رہ گیا سورۂ فرقان کے استثناء کا تقدم سو نسائی میں حضرت زید رضی سے دو روایتیں پاس پاس منقول ہیں ایک کا مضمون یہ ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت سے آٹھ مہینے پیچھے نازل ہوئی اور دوسری کا مضمون یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم بہت ڈرے اسکے بعد سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی چونکہ روایت دونوں صحیح ہیں اسلیے ان میں تعارض ہو نہیں سکتا اسلیے تطبیق میں کہا جاوے کہ سورۂ فرقان کی آیت کا جو حصہ استثناء سے پہلے ہے وہ تو پہلے نازل ہوا اور اسکی تاکید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی چونکہ اس آیت میں صرف قتل پر وعید ہے بخلاف آیت فرقان کے کہ اسمیں قتل کے ساتھ شرک بھی مذکور ہے کہ خلود اس مجموعہ پر متفرع ہے اسلیے اس آیت سے زیادہ خوف ہوا اسوقت سورۂ فرقان کا حصہ استثناء نازل ہوا جسمیں وعدہ قبول توبہ کا ہے مگر چونکہ استثناء محتاج ہے مستثنے منہ اور عامل کا اسلیے شاید پہلا حصہ مکرر نازل ہوا ہو پس سورۂ فرقان کی آیت کا تقدم و تاخر نزول میں ہر دو حکم صحیح ہوگئے اور استثناء کا آخر قائم رہا البتہ ہر عمل کے توبہ کے شرائط جدا گانہ ہیں بہرحال عدم خلود جو اصل مقصود ہے ثابت ہوگیا۔ رہا مشرکین کے باب میں نازل ہونا سو چونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے اسلیے خصوص مورد مضر نہیں رہا اور یہ قتل مومن پر سخت وعید فرمائی ہے آگے یہ حکم ہے کہ احکام شرعیہ کے جاری ہونے میں مومن کے مومن ہونیکے لیے صرف ظاہری اسلام کافی ہے جو شخص اسلام کا اظہار کرے اسکے قتل سے دستکش ہوجانا واجب ہے قرائن سے باطن کی تفتیش کرنا اور احکام اسلامیہ کے جاری کرنے میں اسکے ثبوت کا منتظر رہنا جائز نہیں جیسا بعض صحابہ سے بعض غزوات میں براہ غلطی واقع ہوا کہ بعضے لوگونکے اظہار علامات اسلام کو تقیہ و کذب پر محمول کر کے قتل کر ڈالا اور مقتول کا مال غنیمت میں لے لیا اللہ تعالے نے اسکا انسداد فرمایا اور چونکہ اسوقت تک صحابہ کو یہ مسئلہ مصرحاً معلوم نہ تھا اسلیے صرف فہمایش پر اکتفا کیا حکم بست وسوم وجوب اکتفا بر اظہار اسلام يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في التبيين جا لاول العلم بالقواعد كان ما وهن فهم ثبتوا لكن لعدم التصريح لم يتثبتوا فانهم وكان خطائهم اجتهاديا لكن ناشيا عن العجلة والالا ثيبوا فانهم ۱۲

اللغات فتبينوا اي فاطلبوا بيان الامر في كل ما تأتون وتذرون ولا تعجلوا فيه من غير روية وتدبر وتثبتوا اي فاطلبوا اثبات الامر ولا تعجلوا فيه وهما متقاربان ۱۲

النحو والبلاغة في الروح قوله ولا تقولوا والمراد النهي عما هو نتيجة لترك المامور به وتعيين مادة مهمة من المواد التي يجب فيها التبيين والتثبيت - قوله تبتغون في موضع الحال من فاعل تقولوا مشعر بما هو الحامل لهم على العجلة والنهي راجع الى القيد والمقيد وقوله فعند الله تعليل للنهي عن القيد كانه قيل لا تبتغوا الخ كذا كتعليل للنهي عن المقيد اه قلت ولا يلزم ابتغاء الصحابة الدنيا لان النهي راجع الى المجموع وكان المعنى لا تقولوا ولا تبتغوا والانشاء لا يدل على الخبر ولو قدر حرف الاستفهام قبل تبتغون لكان اظهر في هذا المعنى بطريق الاستفهام الانكاري بمعنى عدم الوقوع اي لستم تبتغون لانكم تعلمون ان الله عنده مغانم الخ ولما لم يذهب احد من المفسرين اليه لم اختره في الترجمة ۱۲

اختلاف القراءة في قراءة السلم بلا الف ومعناهما قيل مختلف اي الانقياد والسلام وقيل واحد اي الانقياد وقيل اي السلام وهذا الاخير من الخازن - وفي قراءة فتثبتوا بالثاء ۱۲

الروايات اورد في اللباب عن البخاري والترمذي والحاكم وغيرهم عن ابن عباس قصة رجل سلم على نفر من الصحابة فقالوا ما سلم علينا الا ليتعوذ فقتلوه واتوا بغنمه الى النبي صلى الله عليه وسلم وعن البزار عن ابن عباس قصة رجل قال اشهد ان لا اله الا الله فقتله المقداد - وعن احمد والطبراني عن عبد الله بن ابي حدرد قصة عامر سلم عليهم فقتله محلم وعن ابن جرير عن ابن عمر نحوه وعن الثعلبي عن ابن عباس ان اسم المقتول مرداس قال لا اله الا الله محمد رسول الله واسم القاتل اسامة - وعن ابن جرير من طريق السدي نحوه وعن ابن ابي حاتم عن جابر في مرداس وعن ابن منده عن جزء قصة فدا وقال للمسلمين انا مؤمن وقتلوه وفيه ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطا اخاه دية لهو قلت واعطاء الدية لقوله تعالى فدية مسلمة الى اهله في الروح الرواية التي مرت في قوله وما كان لمؤمن ان يقتل الى اللدواه قلت ولا تنافي بين الجميع وقلت ما ورد في بعض الروايات ان بعض القاتلين من غيرهم ما ذكروا لم يجعلوا معذورين فاجاب عنه صاحب الروح بعد سرد تلك الروايات لعل سؤالهم لم يقتلوا خطاء واجتهادا وبل لضغائن كانت بينهم من قبل واثبت ذلك بالنقل فانظر ان شئت ۱۲

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری

خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

خبر رکھتے ہیں برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں

وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملینگے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۹۴ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) سفر کیا کرو تو ہر کام کو (قتل ہو یا اور کچھ ہو) تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے (علامات) اطاعت (کی) ظاہر کرے (جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانوں کے طرز پر سلام کرنا) دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو (دل سے) مسلمان نہیں (محض اپنی جان بچانے کو جھوٹ موٹ تو نے اسلام ظاہر کیا ہے) کیونکہ خدا کے پاس (یعنی ان کے علم و قدرت میں تمہارے لیے) بہت غنیمت کے مال ہیں (جو تمکو بطریق مرضی حق ملینگے اور یاد تو کرو کہ) پہلے (ایک زمانہ میں) تم بھی ایسے ہی تھے (کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعویٰ و اظہار تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطن پر موقوف نہ رکھا) سو (ذرا) غور (تو) کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (کہ بعد اس حکم کے کون اس پر عمل کرتا ہے کون نہیں کرتا) **ف** یہ حکم سفر کے ساتھ خاص نہیں لیکن چونکہ یہ غلطی اتفاق سے سفر میں ہوئی تھی اسلیے ذکر میں تخصیص سفر کی ہوگئی اور اسلام میں مسلمانوں کی قید اسلیے ہے کہ اسوقت میں کفار کا سلام اور طور پر تھا جیسے انعم صباحا اور حیاک اللہ اور منجملہ ان علامات کے اذان اور نماز بھی ہے جو اسمیں مشغول ہو اسکو مسلمان سمجھنا چاہیے۔ اور ایک معنی احسان کرنیکے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارا اسلام اب مشہور و معلوم عند الناس ہوگیا مگر اول سی تو ایسے نہ تھے کذا فی الکشاف۔ اور دوسرے فتبینوا کے ایک معنی وہ بھی ہو سکتے ہیں جو پہلے فتبینوا کے تھے پس اس صورت میں اسکا اعادہ ہوگا پہلے بطور دعویٰ کے تھا دوسری جگہ بطور نتیجہ کے ہوگا **ربط** اوپر جہاد کی فرضیت مذکور تھی آگے یہ فرماتے ہیں کہ گو وجہ اسکے کہ فی نفسہ فرض عین نہیں ہے اور اسلیے اگر بعضے نہ جاویں تو گناہ نہیں جیسے وکلا وعد اللہ الحسنی سے معلوم ہوگا و نیز اٰماکان المؤمنون لینفروا کافۃ میں مصرح ہے لیکن پھر بھی اسکے جو فضائل مخصوصہ ہیں وہ کرنے ہی پر موقوف ہیں **تفضیل مجاہدین بر قاعدین** لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۹۵ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۹۶ (ثواب میں) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں (یعنی جہاد میں نہ جاویں) اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے (یعنی مالوں کو خرچ کرکے اور جانوں کو حاضر کرکے) جہاد کریں (بلکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور (لیکن بوجہ فرض عین نہ ہونیکے گناہ ان بیٹھنے والوں پر نہیں بلکہ بوجہ ایمان اور دوسرے فرائض عین کے بجالانے کے) سب سے (یعنی مجاہدین سے بھی قاعدین سے بھی) اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا (یعنی جنت کا آخرت میں) وعدہ کر رکھا ہے اور (اوپر جو اجمالاً کہا گیا ہے کہ مجاہدین کا بڑا درجہ ہے اسکی تعیین یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین (مذکورین) کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے (وہ درجہ بھی اجر عظیم ہے پس اس اجر عظیم اجمالی کی تفصیل

الروایات فی اللباب روی البخاری عن البراء قال لما نزلت لا یستوی القاعدون دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم فقال یا رسول اللہ انا ضریر فنزلت غیر اولی الضرر اھ مختصراً قلت ولما کان ہذا بیان لتفسیر لم یفصلہ لان

اولی الضرر مقعدون لا قاعدون او یقال ان الحکم کان ظاہرا باعتبار الکلیات الشرعیۃ وما ورد فی بعض الروایات من قولہ علیہ السلام لا ادری فہو علی الاحتیاط وقت نزول الوحی الذی یتوقع فیہ النص ۱۲

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور بہت گنجائش۔ اور جو شخص اپنے

مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرونگا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں

ع ۱۴ / ۱۱

اور ایک آیت میں ملک الموت کیطرف یتوفکم ملک الموت۔ اور ایک آیت میں اپنی طرف اللہ یتوفی الانفس۔ سو وجہ جمع یہ ہے کہ قابض حقیقی اللہ تعالیٰ اور ظاہری ملک الموت اور دوسرے ملائکہ انکے معین و شریک۔ اور یہاں دو شبہے ہوا کرتے ہیں ایک یہ کہ جب یہ مستثنے لوگ گنہگار ہی نہیں تو معافی کے کیا معنی۔ دوسرے معافی میں امید کیسی جس سے تردد مترشح ہے پہلے شبہہ کا جواب یہ ہے کہ معافی اسلیے کہا کہ فی نفسہ تو وہ فعل قبیح اور گناہ ہے گو کسی خاص شخص کے حق میں گناہ نہ لکھا جاوے کسی جگہ اس کے لکھنے کو گناہ نہونا قرار دیدیا اور کہیں معافی کے لفظ سے اسکے فی نفسہ گناہ ہونیکو بتلادیا۔ اسی تقریر سے یہ شبہہ بھی رفع ہو گیا کہ بچوں کو تو بالکل گناہ ہی نہیں ہوتا وجہ رفع ظاہر ہے کہ گو اسکو گناہ نہ ہو لیکن وہ فعل تو حد ذات میں قبیح ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ولدان اسلیے ملا دیا تاکہ اشارہ اسطرف ہو کہ مثل ولدان کے معذور ہونا چاہیے تب مستثنے ہونگے۔ دوسرے شبہہ کا جواب یہ ہے کہ کریم کا اطماع یعنی امید دلانا وعدہ ہے جیسے آیت فقاتل فی سبیل اللہ میں عسی کے ترجمہ کے ساتھ اسکا بیان آچکا ہے۔ باقی اس عنوان میں اشارہ اسطرف ہے کہ یہ گناہ اس درجہ سخت ہے کہ باوجود عذر ہونے اور گناہ نہ ہونیکے مشابہ اسکے ہے کہ جیسا گناہ ہوا ہو گو معاف ہو گیا ہو ربط اوپر ترک ہجرت پر وعید تھی آگے ہجرت کی ترغیب اور اسپر سعادت دارین کا وعدہ ہے **ترغیب و فضیلت ہجرت** وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور (جن لوگوں کے لیے ہجرت مشروع ہے انہیں سے) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے لیے) ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور (اظہار دین کی) بہت گنجائش (ملیگی پس اگر ایسی جگہ پہونچگیا تب تو دنیا میں بھی اس سفر اور انتہا سے کامیابی ظاہر ہے) اور (اگر اتفاق سے یہ دنیوی کامیابی نہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی میں تو کوئی تردد نہیں کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول (کے دین نکالنے کے موقع) کیطرف ہجرت کرونگا پھر (وصول الی المقصد سے پہلے) اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب (جو ہجرت پر موعود ہے) ثابت ہو گیا (جو بوجہ وعدہ کے ایسا ہی ہے جیسے) اللہ کے ذمہ (گو ابھی اس سفر کو ہجرت نہیں کہسکتے لیکن صرف نیت سے اسکے شروع کر دینے پر پورا صلہ عطا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ ناتمام ہے بہت سے گناہ معاف فرمادینگے جیسا حدیث میں ہجرت کا مکفر ذنوب سابقہ ہونا آیا ہے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ شروع فی العمل کو حسن نیت کی وجہ سے کمال عمل کے برابر ثواب میں فرمادیا) **ف** روح المعانی میں ہجرت کی فرضیت کا منسوخ ہونا نقل کیا ہے البتہ مستحب اب بھی ہے اور مسلم کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی کو جس نے اجازت ہجرت کی چاہی یہ فرمانے سے ان شان الہجرۃ لشدید اور وطن میں رہنے کے لیے ارشاد فرمانے سے اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ اسکے عزم ہجرت سے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار اسلام میں نہ تھا **ف** ان تین رکوع گذشتہ میں ہجرت کی بحث چند مواقع میں آئی ہے اسلیے اسکے متعلق ایک جامع و مختصر تقریر جس سے سب مواقع کی زیادہ توضیح ہو جاوے لکھی جاتی ہے جسکا ماخذ ہدایات و قواعد و اقوال علماء و اشارات نصوص ہیں ان دلائل کے مجموعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہجرت ابتداء اسلام میں فرض تھی اور فرضیت کے ساتھ وہ ظاہر اشعار لازم و موقوف علیہ ثبوت اسلام کی بھی تھی لیکن حالت عذر میں اسکی فرضیت اور شعاریت ساقط ہو جاتی تھی جیسا کہ تلفظ بالشہادتین کی اب بھی یہی شان ہے اور عہد نبوی میں صحابہ رض کے اقوال سے نماز کی بھی یہی شان معلوم ہوتی ہے اور اس شعار ہونیکی وجہ سے اس سے بلا عذر رجوع کرنا علامت ارتداد کی تھی اسی بنا پر رکوع اول کے شروع میں ان راجعین عن الہجرت کے مسلمان سمجھنے

الترجمة

...ہ فی وعن فقاتلہ
...لے لیے الخ والمشتوۃ
...ذا کان فی الارض
...الیہ الخ فالوجہ ان
...اینتوقف علی
...ہ بالفعل کما فی
...م تجدوا ماءا ای
...موجودا القرب
...ان فی بعض
...الیہ صدق علیہ
...اذا لم یکن فی
...الاسلام او کان
...الیہ ۱۲ ملک
...قد دین کی
...رتہ من البیضاوی
...الف الزرقی
...لہ الی اللہ
...النسخ وہذا
...تعالی انی
...سبیل سیہدین
...ہ فی بدیہ کہ
...المقصد و من
...ج علی بہاجہ
۱۲ م

اللغات فی القاموس المراغم المذہب والمہرب اھ و فسرت بالاول ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم و ابو یعلی بسند جید قال خرج حمزۃ بن جندب من بیتہ مہاجرا فقال لاہلہ احملونی فاخرجونی من ارض المشرکین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمات فی الطریق قبل ان یصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزل الوحی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الآیۃ وفیہ عن ابن ابی حاتم فی ابی حمزۃ الزرقی وسمی فی بعض الروایات حمزۃ ابن العیص او العیص بن حمزۃ وفی بعضہا جندب بن حمزۃ الجندعی وغیر ذلک اھ قلت ولا تنافی فی ذلک ۱۲

فائدہ مرا قررت فی ف ۲ اتضح الہم ما یتعلق بالمقامات الخمسۃ من الحواشی فانظر ۱۲

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

بیشک ہم نے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجیے اور آپ استغفار فرمائیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ

غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ

بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجیے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنیوالا بڑا گناہ کرنیوالا ہو جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں

وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ

اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو

جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ

کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے

سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا۔ اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہونچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔ اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اسکی تہمت کسی بے گناہ پر لگا دے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل

عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ

اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈالدینے کا ارادہ کر لیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپکو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے

وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپکو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے

ع ۱۶ ۱۳

یہ ہے کہ بنو ابیرق ایک خاندان تھا انمیں ایک شخص بشیر نام منافق تھا اسنے حضرت رفاعہ کی بخاری میں نقب دیکر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو انہیں رکھے تھے چرا لیے صبح کو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قرائن قویہ سے بشیر پر شبہ ہوا بنو ابیرق نے چونکہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی برائت کے لیے حضرت لبید کا نام لے دیا غرض حضرت رفاعہ نے اپنے برادرزادہ حضرت قتادہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس واقعہ کی اطلاع دی آپنے وعدہ تحقیق کا فرمایا بنو ابیرق کو جو یہ خبر ہوئی ایک شخص جو انہی خاندان کا تھا اسیر نام اسکے پاس آئے اور سب مشورہ کرکے جمع ہو کر مع بعض اہل محلہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قتادہ اور حضرت رفاعہ کی شکایت کی کہ بدون گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں اور مقصود انکا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ میں انکی طرفداری کریں آپنے یہ تو نہیں کیا لیکن اتنا ہوا کہ حضرت قتادہ جو حضور میں حاضر ہوئے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کرکے خاموش ہوگئے اسپر یہ اگلی آیتیں دو رکوع کے تنبیہاً نازل ہوئیں غرض چوری ثابت ہوئی اور مال برآمد ہوا اور مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناخوش ہوکر مرتد ہوگیا اور مکہ جا کر مشرکوں میں جا ملا اسپر آخر کی آیتیں نازل ہوئیں وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ الخ

قصہ بعض منافقین مع احکام متعلقہ آں إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴿۱۰۵﴾ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿۱۰۷﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿۱۰۸﴾ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے

بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ

کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرما دینگے۔ اور جو شخص رسول کی مخالفت کریگا

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیا تو ہم اسکو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانیکی۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ بیشک ہمنے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے (جس سے حق لفع کے موافق (حال معلوم ہوگا) تاکہ آپ (اس واقعہ میں) ان لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعہ سے) آپکو (اصل حال) بتلا دیا ہے (وہ وہی ہے کہ واقع میں بشیر سارق ہے اور بنو ابیرق جو اسکے حامی ہیں کاذب ہیں) اور (جب اصل حال معلوم ہوگیا تو) آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجیے (جیسا بنو ابیرق کی اصل خواہش یہی تھی چنانچہ دوسرے کہتے ہیں لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک مگر آپنے ایسا کیا نہ تھا چنانچہ خود اسی جملہ سے نکر یا بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ فضل الٰہی نے غلطی سے بچالیا جس میں غلطی کی نفی ہوگئی اور نہی فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فعل ماضی میں واقع ہوا ہو بلکہ اصل فائدہ نہی کا یہ ہے کہ آئندہ کے لیے حقیقت حال سے آگاہ کر کے اسکے ارتکاب کا انسداد کر دیتے ہیں پس آپکی حالت اور نہی کے مجموعے کا حاصل یہ ہوگا کہ جیسے اب تک طرفداری نہیں کی آئندہ بھی نہ کیجیے اور یہ انتظامات بھی مکمل عصمت نبوت کے ہیں اور ایک خائن کے ساتھ سبکو خائن اسلیے فرمایا کہ خائن کی شرکت و اعانت بلکہ اخفا باوجود علم کے نیز خیانت ہے پس سب خائن ہوئے) اور (لوگوں کے کہنے سے بناء علی حسن الظن جو بنی ابیرق کو آپنے دیندار سمجھ لیا گو بلا دلیل صحیح و سند معتبر کسیکو دیندار سمجھنا گناہ نہیں بلکہ مستحب ہیں کہ فی نفسہ بوجہ حسن ظن کے حسنہ لیکن چونکہ اس موقع پر اتنا فرما دینے سے اہل حق کا اپنے حق کو چھوڑ بیٹھنا محتمل تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رفاعہ رض خاموش ہو کر بیٹھ رہے پس بعنبر و بواسطہ منا اسلیے حق سے) آپ استغفار فرمائیے (کہ آپکی شان عظیم ہے اتنا امر بھی آپکے لیے قابل استغفار ہے) بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجیے (جیسا وہ لوگ آپ سے چاہتے تھے) جو کہ (لوگوں کی خیانت اور نقصان کر کے باعتبار وبال و ضرر کے درحقیقت) اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے (بلکہ اسکو مبغوض رکھتے ہیں) جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو (جیسا کہ تھوڑے سے خیانت کرنیوالے کو بھی محبوب نہیں رکھتے لیکن چونکہ بشیر کا بڑا خائن ہونا بتلانا مقصود ہے اسلیے یہ صیغہ لایا گیا) جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ (اپنی خیانت کو) آدمیوں سے تو (شرما کر) چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ (مثل ہر وقت کے) اسوقت (بھی) انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں (جیسا اسیر کے پاس جمع ہو کر مشورہ کیا گیا تھا کہ حضور سے یوں گفتگو کرینگے) اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے (علمی) احاطہ میں لیے ہوئے ہیں ہاں (جو بشیر وغیرہ کی حمایت میں بعض اہل محلہ جمع ہو کر آئے تھے وہ سن لیں کہ) تم ایسے ہو کہ تمنے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو (یہ تو بتلاؤ کہ) خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا (یعنی نہ کوئی زبانی جوابدہی کر سکیگا نہ کوئی عملی درستی مقدمہ کی کر سکیگا) اور یہ خائنین اگر اب بھی توبہ موافق قاعدہ شرعیہ کر لیتے تو معافی ہوجاتی کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص کوئی (متعدی) برائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی غیر متعدی گناہ کرے) اور پھر اللہ تعالیٰ سے (حسب قاعدہ شرعیہ) معافی چاہے (مثلاً حقوق العباد میں ادا یا ابراء بھی ضروری ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا اور (ضرور گنہگاروں کو اسکی کوشش کرنا چاہیے کیونکہ) جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہنچاتا ہے (وہ اثر گناہ اور سزا ہے جب انجام گناہ کا کام کا یہ ہے تو توبہ کر لینا بہت ضروری ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑی علم والے ہیں (سب گناہوں کی انکو خبر ہے) بڑی حکمت والے ہیں (مناسب سزا تجویز فرماتے ہیں) اور (یہ تو خود گناہ کرنیکا انجام ہوا اور جو کسی دوسرے پر لگا دے اسکا حال سنو کہ) جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ کرے

فائدہ قولہ ومن یشاقق الرسول الخ قال البیضاوی الآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین وذلک اما لحرمۃ کل واحد منہما او احدہما او الجمع بینہما … الاول لکن بما ورد بہ الآیۃ … بل ہما متلازمان …

ملحقات الترجمہ

قولہ فی انا انزلنا الیک الکتاب یہ نوشتہ … مناسبۃ للمقام … فی ترجمۃ الناس … قولہ فی توضیح … لاکنی لازم نہیں آتا … فی الروح … تجادل … النہی … الاحادیث … استغفار … قولہ فی لا یحب … قولہ فی یستخفون … قولہ فی ولا یستخفون من اللہ … قولہ فی ومن یعمل سوءا … [illegible]

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لیے منظور ہوگا

(بجائے اسکے کہ خود ہی توبہ کرنا چاہیئے تھا اس نے یہ طرہ کیا کہ) اس (گناہ) کی تہمت کسی بیگناہ پر لگادی سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے (سر کے
اوپر) لادا (جیسا بشیر نے کیا کہ خود تو چوری کی اور ایک نیکبخت بزرگ آدمی لبید کے ذمہ رکھدی) اور اگر (اس مقدمہ میں) آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا
فضل اور رحمت نہو (جو کہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان (چالاک) لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کرلیا تھا (لیکن خدا کے فضل سے
انکی رنگ آمیز باتونکا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور آیندہ بھی نہوگا چنانچہ فرماتے ہیں) اور (کبھی آپکو غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن (اس ارادہ سے) اپنی جانوں کو
(مبتلائے گناہ و مستحق عقوبت بنا رہے ہیں) اور آپکو ذرہ برابر (اس قسم کا) ضرر نہیں پہونچا سکتے اور (آپکو غلطی کا ضرر پہونچانا کب ممکن ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور
علم کی باتیں نازل فرمائی (جسکے ایک جز میں اس قصہ کی حقیقت کی اطلاع بھی دیدی) اور آپکو وہ وہ (مفید اور عالی) باتیں بتلائی ہیں جو آپ (پہلے سے) نہ جانتے تھے
اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (پھر اللہ کے فضل کے ساتھ کسکا قابو چل سکتا ہے) عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی (جیسا اسیر
باہم جمع ہوکر خفیہ مشورہ کیا گیا تھا) ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خفیہ) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کردینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب
کی تکمیل انتظام کے لیے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے
انکے مشورہ میں البتہ خیر یعنی ثواب اور برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کریگا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دیگا) حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے)
سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے (یعنی آخرت میں لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے ہیں نہیں اسلیے ناپسندیدہ ہیں) اور جو شخص رسول (مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی مخالفت کریگا بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہوچکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہولیا (جیسا بشیر مرتد ہوگیا حالانکہ اسلام کا حق ہونا اور بشیر کے خاص واقعہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کا خود اسکے معاملہ میں بھی حق ہونا معلوم تھا پھر بھی بدبختی نے گھیرا) تو ہم اسکو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور (آخرت
میں) اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانیکی ف نیک کام میں جو کہ معروف کا ترجمہ ہے تمام وہ امور آگئے جو نافع ہوں خواہ دینی ہوں یا دنیوی لیکن مگر مشروع
ہوں اور گو اس میں صدقہ بھی داخل تھا لیکن نفس پر شاق ہونیکی وجہ سے اسکا زیادہ اہتمام فرمایا اور خاص اس مقام میں اس لیے بہت ہی مناسب ہوا کہ بشیر نے چوری کرکے
غیر کا مال لیا تھا اسلیے مقابلہ میں اپنا مال غیر کو دینے کی فضیلت بیان فرمادی اور اسیطرح لوگوں میں صلح کرادینا بھی معروف میں داخل ہے لیکن چونکہ نااتفاقی سبب ہے
مضرت عظیمہ کثیرہ کا اور اصلاح میں اسکا انسداد ہے اسلیے اسکو بھی تصریحاً ذکر فرمایا پس صدقہ جالب منافع عظیمہ تھا اور اصلاح دافع مضار عظیمہ ان دونکو باوجود عموم معروف
کے مصرح فرمادیا پس اصلاح کا فاعل اور الناس کا مصداق ایک ہی ہے جیسے اصلحوا ذات بینکم میں اور معنی یہ ہیں کہ امر الناس باصلاحہم ما بینہم بطریق وضع مظہر موضع
مضمر کے اور یشاقق الرسول باوجودیکہ دلالت علی المقصود میں کافی ہے مگر یتبع غیر سبیل المؤمنین کے زائد کرنے میں یہ فائدہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت
کی علامت جسکو دلیل انی کہتے ہیں بتلادی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا علم مشاہدةً تو ہر وقت متعذر ہے اسوقت بھی بوجہ اکثر کے غائب ہونیکے اور
بعد میں بوجہ وفات کے رہا روایۃً منصوص میں اور درایۃً یعنی اجتہاداً غیر منصوص میں سو وہ محتاج توسط رواۃ و ہداۃ مسلمین ہے پس زیادہ معرفۃ موافقت و مخالفت طریقہ
رسول کا اتباع و عدم اتباع سبیل مؤمنین کا ہوا فافہم فانہ من المواہب لا من المکاسب واللہ اعلم ربط اوپر ذکر چلا ہے گو سب مخالفین داخل ہیں لیکن بیان احوال
میں یہود اور منافقین کے احوال کا بیان ہوا ہے مخالفین میں ایک جماعت بلکہ اوروں سے بڑی مشرکین کی تھی آگے کچھ انکے عقائد کی حالت اور طریقہ کی
مذمت اور اسکی سزا کا مذکور ہے اور اس مقام پر یہ اسلیے اور زیادہ مناسب ہوگیا کہ اوپر اس سارق کے مرتد ہونیکا مذکور ہے پس اس سے اسکی دائمی سزا کا حال معلوم
ہوگیا اور نیز اوپر ترغیب تھی توبہ کی یہاں شرک و کفر کے سوا اور ذنوب کا مغفور ہونے کے بیان سے توبہ کی اور ترغیب ہوگئی عقوبت و مذمت طریقہ
مشرکین إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط

الروایات فی الروح اخرج الثعلبی عن ابن عباس رض ان شیخا من العرب جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی شیخ منہمک فی الذنوب الا انی لم اشرک باللہ تعالیٰ منذ عرفتہ وآمنت بہ ولم اتخذ من دونہ ولیا ولم اوقع المعاصی جرأۃ وما توہمت طرفۃ عین انی اعجز اللہ ہربا وانی لنادم تائب فما تریٰ حالی عند اللہ تعالیٰ فنزلت ان اللہ لا یغفر الخ

قولہ فی قولہ ما تولی جو کچھ وہ کرتا ہے الخ کما فی البیضاوی نجعلہ والیا لما تولی من الضلال ونخلی بینہ وبین ما اختارہ ۱۲

وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ۝ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنٰثًا ۚ وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيدًا ۝

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتا ہے وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا ۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں ۔ اور صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ حکم سے باہر ہے

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور ڈال رکھا ہے اور جس نے یوں کہا تھا کہ میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ (اطاعت کا) لونگا ۔ اور میں انکو گمراہ کرونگا اور میں انکو ہوسیں دلاؤنگا اور میں انکو تعلیم دونگا جس سے وہ چارپایوں کے

اٰذَانَ الْأَنْعٰمِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا

کانوں کو تراشا کرینگے ۔ اور میں انکو تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کرینگے ۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا ۔ وہ صریح نقصان میں

مُّبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝

واقع ہوگا ۔ شیطان ان لوگوں سے وعدے کیا کرتا ہے اور انکو ہوسیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے ۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے ۔ اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پاویں گے

وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنٰثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعٰمِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دیکر بھی) نہ بخشیں گے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزا ابدی میں مبتلا رکھینگے) اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جسکے لیے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخشدینگے البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہوجاوے تو پھر شرک ہی نہ رہا تو وہ سزا ابدی بھی نہ رہیگی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو) شریک ٹھیراتا ہے وہ (راہ حق سے) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا (وہ راہ حق توحید ہے جو عقلاً بھی واجب اور تعظیم صانع کے حقوق سے ہے پس مشرک نے حضرت صانع کی اہانت کی اسلیے ایسی ہی سزا کا مستحق ہوگا بخلاف دوسرے گناہوں کے کہ گو ضلال ہیں مگر توحید کے خلاف اور اس سے ابعد نہیں اسلیے قابل مغفرت قرار دیا گیا اور شرک کے غیر مغفور ہونیکی علت کفر میں بھی مشترک ہے کیونکہ اس میں بھی انکار ہوتا ہے صانع کی کسی بتائی ہوئی بات کا پس وہ اسکی صفت صدق کی نفی کرتا ہے اور کوئی کافر خود ذات کا ہی منکر ہے اور صفت اور ذات دونوں میں شرکت کی نفی ہو توحید کا انکار اور اس سے بعید ہے پس کفر و شرک دونوں غیر مغفور ہیں آگے مشرکین کی حمق انکے مذہبی طریقہ میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ (مشرکین) لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر (ایک تو) صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور (ایک) صرف شیطان کی عبادت کرتے ہیں جو کہ (خدا تعالیٰ کے) حکم سے باہر ہے (اور جسکو اس حکم کی کیفیت ہے سے) خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت (خاصہ) سے دور ڈال رکھا ہے اور جسنے (جب وہ رحمت خاصہ سے دور اور ملعون ہونے لگا) یوں کہا تھا (جس سے اسکی عداوت صاف صریح ہے کہ میں (ابدی کوشش کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں کہ) ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لونگا اور (اس حصہ کی تفصیل یہ ہے کہ) میں انکو (عقائد میں) گمراہ کرونگا اور میں انکو (خیالات میں) ہوسیں دلاؤنگا (جس سے معاصی کی طرف میلان ہو اور انکی مضرت نظر میں نہ رہے) اور میں انکو (اعمال کفریہ و فسقیہ کرنے کی) تعلیم دونگا جس سے وہ (بتوں کے نام پر) چارپایوں کے کانوں کو تراشا کرینگے (اور یہ اعمال کفریہ سے ہے) اور میں انکو (اور بھی) تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کرینگے (اور یہ اعمال فسقیہ سے ہے جیسے داڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ) اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا (یعنی خدا تعالیٰ کی اطاعت نکرے اور شیطان کی اطاعت کرے) وہ (شخص) صریح نقصان (و زیاں) میں واقع ہوگا (وہ زیاں جہنم میں جانا ہے) شیطان ان لوگوں سے (عقائد کے متعلق جھوٹے) وعدے کیا کرتا ہے (کہ تم بے فکر رہو نہ کہیں حساب ہے نہ کتاب ہے) اور (خیالات میں) انکو ہوسیں دلاتا ہے (کہ اس گناہ میں ایسی لذت ہے اس حرام ذریعہ میں ایسی آمدنی ہے اور اعمال شیطانیہ کا وجود اور لغویت اور مضرت خود ظاہر ہے) اور شیطان ان سے صرف جھوٹے (فریب آمیز) وعدے کرتا ہے (کیونکہ واقع میں حساب کتاب سب حق ہے اور اسکی ہوسوں کا فریب ہونا تو بہت جلدی کھلجاتا ہے)

اللغات المرید من مرد وهو الخروج والتجرد ۔ لیبتکن البتک القطع الجید ۔ والمحیص المهرب والمعدل ۱۲
البلاغة فی الروح انما جعل الجزاء ههنا فقد ضل وفیما تقدم فقد افتری اثما عظیما لما ان تلک فی اهل الکتاب

وهم مطلعون علی ما لا یشکون فی صحته ومع ذلک اشرکوا وکفروا فصار ذلک افتراء وجرأة علی الله تعالی وهذه فی اناس لم یعلموا کتابا فاشرکوا وضلوا مع وضوح الحجة فکان ضلالهم بعیدا ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله فی مریدا الخ جو کہ اور حکم سے باہر اشارة الی ان ... صفات الشیطان وقال بعضهم انه جملة اللعن اعتراض وقال ... ۱۲ ۵۲ قوله فی لاتخذن کوشش فلا یتوجه انه کیف علم ان الانسان یکون کذا وکذا لیحتاج الی التکلف فی الجواب بنقله فی الخازن عن ابن الانباری بقول المعنی ... والاحسن فی ذلک لانه کان ... الظن ۱۲ ۵۳ قوله فی نصیب اطاعت اخذه الخازن حیث قال کل ما اطیع فیه ابلیس فهو نصیبه ومفروضه ۱۲ ۵۴ قوله فی و لاضلنهم تفصیل اشارة الی ان ... التفصیل ... والسر ... فی تفصیل ... الثلثة [illegible] الاول ... والثانی ... والثالث ... الاعمال ۵۵ قوله فی یعدهم عقائد اشارة الی ان هو اه ... واشار بقوله ... الاعمال الی وجه الاقتصار ههنا علی الاضلال والتمنیة وعدم الاعادة للامر واشار بقوله ... دلیل ... الی وجه الاقتصار علی مجرد الاضلال وعدم الامنیة فاصله فی الاقتصار الا ان الوعد والتمنیة من الامور دون الاعمال ۔ وفی الاقتصار ان کره ... الی ... فی الدنیا ... وهذه الاعمال ... ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ ان کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

نہرین جاری ہونگی وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالی نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا

ایسے لوگون کا (جو کہ شیطان کی راہ پر چلتے ہین) ٹھکانا جہنم ہے (اور وہ خسران مبین یہی ہے) اور اس (جہنم) سے کہین بچنے کی جگہ نہ پاوینگے (کہ وہان جاکر پناہ لے لین) ف شرک کے متعلق ایک مفید بحث اس پارہ کے ربع کے ایک رکوع قبل اس آیت کے ذیل مین جسکے الفاظ اس مقام کی آیت کے مثل ہین گذر چکی ہے دیکھ لی جاوے - اور زنانی چیزون سے مراد بعضے بت ہین جنکے نام اور صورتین عورتون کی سی تھی اور ان کو زیور وغیرہ بھی پہناتے تھے جیسا کہ روح مین حسن سے منقول ہے کہ ہر قبیلہ مین ایسے بت تھے اور انکو انثی بنی فلان کے لقب سے مشہور کرتے تھے اور اسکا یہ مطلب نہین کہ ان کے سوا اور کی عبادت نہین کرتے چنانچہ بعضے بت نام اور شکل مین مردون کی طرح بھی تھے بلکہ یہان مستثنٰی دو چیزین ہین اور حصر مجموعہ کے اعتبار سے ہے جسکا دوسرا جزو یعنی شیطان سب معبودات غیر اللہ کو باین معنی شامل ہے کہ شیطان کے کہنے سے عبادت کرنا گویا شیطان کی عبادت کرنا ہے جیسے محاورات مین کہتے ہین کہ مین نے زید کے کہنے سے فلان شخص کو روپیہ دیا ہے تو مین نے تو زید ہی کو دیا ہے - اس عام مین سے اناث کو منفرد ذکر کے لے آنا انکی زیادت تحمیق کے لیے ہے کہ ایسے ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہین پس کوئی معبود باطل ایسا نہین ہے جو اس حصر فی المجموع سے خارج ہو بلکہ جزو ثانی مین تو سب داخل ہین اور بعضے جزو اول مین بھی پس نہ حصر پر شبہ ہے اور نہ دونون حصرون مین تنافی ہے کیونکہ مقصود حصر واحد ہی گو بعنوان عامل مکرر ہے پس تقدیر کلام اس طرح ہے ان یدعون الا اناثا والا شیطانا جیسے ماجاءنی الا زید والا عمرو اور شیطان کی چند صفتین تاکید مقصود کے لیے لائے یعنی ایسے شیطان کی اطاعت کرتے ہین جو اولًا متمرد ہے ثانیًا تمرد کی وجہ سے ملعون ہے ثالثًا انسان کا عدو ہے جیسا اسکے اقوال سے مترشح ہے آگے وہ اقوال اسکی عداوت پر دلالت کرنیکے لیے نقل فرمائے پس یہ لازم نہین کہ یہان جتنے امور مذکور ہین وہ سب شرک و کفر ہی ہون چنانچہ بعض امور صرف فسق ہین اور یہان جو تغییر کی مذمت مذکور ہی وہ ہر تغییر نہین بلکہ جسمین افساد ہو اور جسمین افساد نہو وہ مذموم نہین بلکہ عدم افساد کے ساتھ اگر اصلاح بھی ہو جیسے ختان و تقلیم اظفار وہ موکد ہی اور جسمین دونون نہون جیسے خصاء بہائم اور مقدار مسنون سے زائد ریش کا تراشنا یہ جائز ہی اور افساد کے وجود و عدم کا مدار اعتبار شریعت ہی نہ کہ عرف جس مین علاوہ اسکے کہ شارع کے برابر اسکی نظر نہین خود باہم عرف عرف مین تعارض بھی ہوا کرتا ہی خوب سمجھ لو اور خلق اللہ کی تفسیر یہ بھی ہوسکتی ہی الخلق الذی امر اللہ ان یکون الانسان علیہ یعنی حق تعالے کی پسندیدہ وضع پس تغییر متن مین خلق تکوینی ہی اور اس تفسیر پر تشریعی ربط اوپر کفار و مشرکین کے لیے وعید تھی آگے مومنین کے لیے وعدہ اور بشارت ہی جیسا اکثر جگہ قرآن مجید کا طرز ہے ثواب مومنین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (۱۲۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور (انہون نے) اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ انکے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالے نے اسکا وعدہ فرمایا ہی اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا ف نصف پارہ پر مین اصدق من اللہ حدیثا مین جو کچھ لکھا گیا ہے یہان بھی ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر جو منافی کے خیالات کا شیطانی وسوسہ کا اور غیر معتبر ہونا یعدہم ویمنیہم الخ مین اور ایمان و اعمال کا قابل اعتبار ہونا والذین آمنوا الخ مین مذکور تھا آگے تتمی یہی دو مضمون ہین پہلی آیت مین پہلا مضمون اور بعد کی آیتون مین دوسرا مضمون اور اہل کتاب کا ذکر اس مضمون مین اسلیے آیا کہ انمین اور مسلمانون مین اکابر دین کے باب مین تفاخر ہوا تھا کذا فی اللباب النقل طمع خام و اعتبار اعمال و اسلام

الملحقات ترجمہ	
البلاغۃ فی قولہ تعالی ومن اصدق معارضۃ مواعید الشیطان الکاذبۃ لقرنائہ بوعد اللہ تعالی لاولیائہ ۱۲	النحو فی روح المعانی وعدہم وعدا واحقہ حقا اہ واشرت الی الترکیب فی الترجمہ ۱۲

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کریگا وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ

نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

مددگار ملیگا اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم

نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ

نہ ہوگا اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں اور

اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو احاطہ فرمائے ہوئے ہیں ۔

۱۸ ع ۱۱ ۱۵

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۭ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (۱۲۳) وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (۱۲۴) وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (۱۲۵) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (۱۲۶) نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے (کہ خالی خولی زبان سے اپنے فضائل بیان کیا کریں بلکہ مدار اطاعت پر ہے پس) جو شخص (اطاعت میں کمی کریگا اور) کوئی برا کام کریگا (خواہ از قسم عقائد ہو یا از قسم اعمال) وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا (اگر وہ برائی عقیدہ کفریہ تک ہے تو سزا بھی دائمی اور جہنمی اور اگر اس سے کم ہے تو سزا غیر دائمی اور مقید بعدم توبہ و عدم عفو) اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا (کہ خدا تعالیٰ سے اسکو چھڑا لے) اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (کہ انکی کوئی نیکی ضائع کردیجاوے) اور (اوپر جو مومن کی قید لگائی تھی اسکا مصداق ہر فرقہ نہیں) بلکہ صرف وہ فرقہ جسکا دین خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے میں سب سے اچھا ہو اور ایسا فرقہ صرف اہل اسلام ہیں جسکی دلیل یہ ہے کہ انہیں یہ صفات ہیں اطاعت تامہ۔ اخلاص۔ اتباع ملت ابراہیم اور) ایسے شخص (کے دین) سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اسکے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ دلسے فرمانبرداری اختیار کی ہو خالی مصلحت سے ظاہرداری نہ ہو) اور وہ ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں اور (ملت ابراہیمی ضرور قابل اتباع ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا (تو ظاہر ہے کہ دوست کے طریقہ پر چلنے والا بھی محبوب و مقبول ہوگا پس طریقہ اسلام مقبول ہوا پس اہل اسلام ہی مصداق ٹھیرے لقب مومن کے اور دوسرے فرقوں نے اتباع ابراہیمی چھوڑ دیا کہ اسلام نہ لائے اسلیے صرف مسلمان ہی ایسے ثابت ہوئے کہ محض امانی پر انکا استناد نہیں بلکہ اطاعت گذار ہیں پس کام ان ہی کا چلیگا) اور (اللہ تعالیٰ کی اطاعت تامہ کرنا تو ضروری ہے

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی یعمل سوء از قسم عقائد الخ عممہ لیعم اہل الکتاب فان سوء ہم عقائدہم الزائغة ۱۲
قولہ فی الصالحات نیک الخ افادته من التبعیض ۱۲

النحو: فی الروح الباء فی بامانیکم مثلہا فی زید بالباب ولیست زائدة واسم لیس مستتر فیہا عائد علی الامر المتجاوز ضمیر بقرینة سبب النزول۔ وفی الجلالین اوضح من ہذا حیث قال لیس الامر منوطا ۱۲

البلاغة: فی الروح قولہ وهو مومن فیہ دفع توہم ان العمل الصالح ینفع الکافر حیث قرن بذکر العمل السوء المضر للمومن والکافر۔ قولہ لا یظلمون فیہ ویعلم من نفی تنقیص ثواب المطیع نفی زیادة عقاب العاصی من باب الاولی لان الاذی فی زیادة العقاب اشد منہ فی تنقیص الثواب فاذا لم یرض بالاول وہو ارحم الراحمین فکیف یرضی بالثانی ۱۲

الروایات: فی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال تفاخر النصاری واہل الاسلام فقال ہؤلاء نحن افضل منکم وقال ہؤلاء نحن افضل منکم فانزل اللہ لیس بامانیکم وفی لفظ جلس ناس من الیہود وناس من النصاری وناس من المسلمین الخ قلت وقد ذکرت ہذہ الروایة فی المتن وایضا فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال قالت الیہود والنصاری لا یدخل الجنة غیرنا وقالت قریش انا لا نبعث فانزل اللہ تعالیٰ لیس بامانیکم الآیة قلت ومن ثم قال بعض المفسرین ان الخطاب فی الآیة للمشرکین والمراد بانہ لم یکن للمسلمین ذکر فی الامانی لکن الذی رواہ الترمذی ومسلم من کون الآیة شاقة علی ابی بکر الصدیق رض والمسلمین وجواب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہم بکون المصائب کفارة لہم فی الدنیا اصرح دلیل علی کون الخطاب للمسلمین فالتوجیہ ان یقال ان المقصود ہو الخطاب للمسلمین وتدل الآیة علی بطلان امانی المشرکین بالاولی لان الامانی اذا لم یفیدہا وقد کانت من اہل العلم فما بالہا اذا کانت من اہل الجہل فکان الخطاب للمشرکین بہذا النمط۔ واما المراد بہ فان الامانی بالتفسیر الذی اخترتہ تکون عادة للمشرکین وغیرہم فافہم۔ وفی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب قال اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیة ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وہو مومن الآیة قلت وقد اعتبرت ہذا فی ترجمة ومن احسن دینا لتوضیح تعیین مصداق المومن فافہم ۱۲

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انکے بارہ میں حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تمکو پڑھکر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جنکو جو انکا حق

تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور انکے ساتھ نکاح کرنیسے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگذاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں

کیونکہ انکی سلطنت انکی اطلاع دونوں تام ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب اطاعت کے چنانچہ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تو کمال سلطنت ہوا) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو (اپنے علم میں) احاطہ فرمائے ہوئے ہیں (یہ کمال علمی ہوا) ف خلاصہ یہ ہوا کہ نری تمناؤں سے کام نہیں چلتا اگر مسلمان نری تمناؤں پر نہیں ہیں بلکہ کام کرتے ہیں اور دوسرے فرقے کہ جب اسلام نہ لائے جس پر سارا کام موقوف ہے تو بس نری تمناؤں پر ہوئے اور ملت ابراہیمی کی تحقیق اور اسکا مصداق اسلام ہونا اور اتباع کے معنے یہ سب پارہ الم کے آخر میں مذکور ہیں ف خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب و مقبولیت ہے اور روح میں بسند و تصحیح حاکم حضرت جندب رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو بھی خلیل بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور نیز مسلم میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور حبیب اللہ ہونا مدیر آن ہے رواہ الترمذی ربط شروع سورت میں احکام یتامی و نساء میں انکے ادائے حقوق کا وجوب مذکور تھا کیونکہ جاہلیت میں بعضے انکو میراث ہی نہ دیتے تھے بعضے جو لڑکی میراث میں یا اور کسی طور سے انکو ملتا اسکو کھا جاتے بعضے انسے نکاح کرکے انکو مہر پورا نہ دیتے اور ان سب کی ممانعت کی گئی تھی اسپر مختلف واقعات پیش آئے بعض کو تو یہ خیال ہوا کہ عورتیں اور بچے فی نفسہ قابل میراث کے نہیں کسی مصلحت سے یہ حکم برائے چندے ہو گیا ہے امید ہے کہ منسوخ ہو جاویگا چندے اسکے منتظر رہے جب نسخ نہ ہوا تو یہ مشورہ ٹھیرا کہ خود پوچھنا چاہئے اور حاضر ہو کر پوچھا ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جبیر سے آیت آئندہ کا سبب نزول اسی سوال کو نقل کیا ہے اور بعض کو یہ اتفاق ہوا کہ انکی پرورش میں بدصورت یتیم دختر تھی بدصورتی کی وجہ سے تو خود نکاح نہیں کیا اور دوسرے سے اسلیے نکاح کو ٹالا کہ مال بھی اسکے ساتھ جاویگا اور اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کذا فی الدر المنثور بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی فی قصۃ جابر غالباً غرض سوال کی یہ ہوگی کہ کوئی حکم آسان آجاوے مثلاً یہی کہ حق پرورش میں اتنا حصہ مال کا سائل کو مل سکتا ہے اور بعض نے جب یہ حکم سنا کہ یتامی سے نکاح کرنے میں مہر کم کرنا درست نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے انکی بدصورتی میں اپنی غرض فاسد کے لیے انسے نکاح نہیں کرتے انکے مرغوب و زیبا ہونے کی صورت میں بھی نکاح کیوں کرتے ہو ان مہر پورا دو وھذا لفظہ نہیں فی البخاری عن عائشۃ غالباً مقصود اس سوال سے یہ ہوگا کہ شاید اکمال مہر اس صورت میں معاف ہو جاوے جبکہ وہ عورت خود کمی پر رضامند ہو جاوے لیکن چونکہ اپنے ہاتھ تلے ہونے سے شخص کی ایسی زبانی رضامندی معتبر نہیں اسلیے حکم نہیں بدلا پس اس آیت کا ربط شروع سورت کی آیتوں کے ساتھ ہوا اور درمیان میں اور اور مضامین متعلقہ مختلط آتے گئے کہیں یہ کہ بطرز کہ ایک حکم ذکر کر دیا پھر وعدہ وعید آ گیا پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہونے لگا نہایت وقعت اور تاثیر قلوب میں رکھتا ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ ترغیب و ترہیب بھی ہوتی رہی حاکم حقیقی کا مراقبہ بھی ہوتا ہے قرآن مجید کا یہی طرز ہے واللہ اعلم **عود بسوی بعضے احکام نساء و یتامی** وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۷﴾ اور لوگ آپ سے عورتوں کی (میراث اور مہر کے) باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انکے بارہ میں تمکو (وہی سابق) حکم دیتے ہیں اور آیات بھی (تمکو حکم دیتی ہیں) جو کہ (اسکے قبل نازل ہو چکی ہیں اور) قرآن کے اندر تمکو پڑھکر سنائی جایا کرتی ہیں (کیونکہ قرآن کی تلاوت میں انکی تلاوت بھی ظاہر ہے کہ ہوا ہی کرتی تھی) جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں (نازل ہو چکی) ہیں جن (کے ساتھ تمہارا یہ معاملہ ہے کہ اگر وہ صاحب مال و صاحب جمال ہوئیں تو انسے نکاح کرتے ہو مگر ان) کو جو (شرع سے) انکا حق (میراث و مہر کا) مقرر ہے نہیں دیتے اور (اگر صاحب جمال نہوئیں صرف صاحب مال ہوئیں تو انکے ساتھ (بوجہ خوشجمال نہ ہونیکے) نکاح

الروایات ذکرت فی المتن ۱۲	

اللغات فی الروح یفتیکم ای یبین لکم حکمہ والافتاء اظہار المشکل علی السائل ۱۲
النحو ما یتلی علیکم معطوف علی اللہ ولا یرد الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فی معنی الافتاء لجوازہ فی المجاز العقلی کذا فی الروح فی یتامی النساء متعلق بقولہ یتلی۔ قولہ ان تنکحوھن ای عن ان کذا عن عائشۃ قولہ والمستضعفین عطف علی یتامی وکذا ان تقوموا فالمعنی و یتلی فی المستضعفین و یتلی فی قیامکم للیتامی فافہم۔

البلاغۃ قولہ فی النساء ولعل تخصیص النساء مع ان السوال کما ورد فی سبب النزول وقع عن الولدان ایضا لان السوال عن النساء کان اہم لجمعہن امرین مقصودین المال والجمال۔ قولہ یفتیکم لم یذکر معمولہ لاغناء ما نزل من الآیات السابقۃ عنہ ۱۲
الروایات ذکرت فی المتن ۱۲

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بدد ماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

کرنے سے نفرت کرتے ہو (لیکن بوجہ صاحب مال ہونے کے اس خوف سے کہ یہ مال کہیں اور نہ چلا جاوے اور کسی سے بھی نکاح نہیں کرنے دیتے) اور (جو آیات کہ) کمزور بچوں کے باب میں (ہیں) اور (جو آیات کہ) اس باب میں (ہیں) کہ یتیموں کی (تمام) کارگذاری (عام اس سے کہ مہر و میراث کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو) انصاف کے ساتھ کرو (یہ مضمون ہے ان آیات سابقہ کا پس وہ آیتیں اپنا مضمون اب بھی تمہارے ذمہ واجب کر رہی ہیں اور انکا حکم بعینہ باقی ہے تم ان ہی کے موافق عمل رکھو) اور جو نیک کام کرو گے (نساء و یتامیٰ کے بارہ میں یا اور امور میں بھی) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (تمکو اسکی جزا بھی خیر دینگے اور جانتے تو ہیں غیر خیر کو بھی لیکن بیان ترغیب خیر کی مقصود ہے اسلیے تخصیص کیگئی) ف خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو آیتیں اس بارہ میں پہلے آچکی ہیں جنکو تم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہو وہ ان احکام کے باب میں اب بھی واجب العمل ہیں کوئی حکم جدید نہیں دیا جاتا چنانچہ یتامیٰ نساء کے باب میں یہ آیت ہے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ الآیۃ جسکی وجہ نزول ہی بے انصافی مہر تھی جسکو اللاتی تؤتونھن فرمایا اور اسکے مقابلہ سے غیر رغبت کے ساتھ نکاح نکرنا بھی مفہوم ہوسکتا ہے جسکو یہاں ترغبون میں فرمایا پس دونوں کا حوالہ اس آیت پر صحیح ہوا۔ اور مستضعفین کے باب میں وہ آیت ہے وآتوا الیتامیٰ اموالہم الخ اور قیام بالقسط اس سے بھی مفہوم ہوا اور آگے اور بھی تصریح ہے ولا تاکلوہا اسرافاً الخ۔ اور ان سب کی میراث مجملاً للرجال نصیب الخ میں اور مفصلاً اسکے بعد یوصیکم اللہ میں مذکور ہے اور اسکے بعد نکاح سے روکنے کے لیے آیت ولا تعضلوہن میں مصرح ہے جسکے عموم میں صورت مسئول عنہا بھی آگئی اور اسباب نزول کے سب سوالات کا جواب اس تقریر سے مفہوم ہوگیا ربط اوپر کی آیت میں عود تھا سابق کیطرف جسمیں احکام نساء بھی تھے آگے بھی بعض احکام متعلق خاص نساء یعنی ازواج کیطرف عود ہے جنکا بیان حکم یا نزد ہم میں بعنوان اصلاح ہوچکا ہے پس گویا یہ اسکا تتمہ اور اصلاح کے بعض طرق کی تعیین ہے اور بینہما میں اشارہ ہے کہ حکمین کا ہونا شرط میں سے نہیں

جواز صلح بین الزوجین وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۱۲ اور اگر کسی عورت کو (قرائن سے) اپنے شوہر سے غالب احتمال بدد ماغی (اور کج ادائی) یا بے پروائی (اور بے رخی) کا ہو (ایسی حالت میں) سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں (یعنی عورت اگر اپنے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو اسکے پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسلیے اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلاً نان و نفقہ معاف کردے یا مقدار کم کردے اور اپنی باری معاف کردے تاکہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کرلے) اور (نزاع یا فراق سے تو) یہ صلح (ہی) بہتر ہے اور (ایسی صلح ہوجانا کچھ بعید نہیں کیونکہ) نفوس کو (طبعاً) حرص کے ساتھ اقتران (واتصال) ہوتا ہے (جب اسکی حرص پوری ہوجاتی ہے راضی ہوجاتا ہے پس شوہر جب دیکھیگا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جسکی کہ طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالباً نکاح میں رکھنے پر راضی ہوجاویگا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسی وجہ سے ہے ظاہر ہے کہ سبب اصلی یہ صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کردی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور انکے حقوق معاف کرانے کے خواہاں نہ ہو) اور (انکے ساتھ کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو تمکو بڑا ثواب ملیگا کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور

النحو قولہ احضرت فی الروح متعد۔ لاثنین الاول ہو الانفس القائم مقام الفاعل والثانی الشح والمعنی احضر اللہ تعالیٰ الانفس الشح اھ قلت وعلیہ ترجمت وفیہ یحتمل العکس ۱۲

الروایات فی اللباب روی ابو داؤد والحاکم عن عائشۃ والترمذی مثلہ عن ابن عباس قال فرقت سودۃ ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسنت فقالت یومی لعائشۃ فانزل اللہ تعالیٰ وان امراۃ خافت واخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب ان ابنۃ محمد بن مسلمۃ کانت عند رافع بن خدیج فکرہ منہا امرا کبرا وغیرہ فاراد طلاقہا فقالت لا تطلقنی واقسم لی ما بدا لک فانزل اللہ تعالیٰ وان امراۃ۔ واخرج الحاکم عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الآیۃ والصلح خیر فی رجل کانت تحتہ امراۃ قد ولدت منہ اولادا فاراد ان یستبدل بہا فراضتہ علی ان تقر عندہ ولا یقسم لہا۔ واخرج ابن جریر عن سعید بن جبیر قال جاءت امراۃ حین نزلت ہذہ الآیۃ وان امراۃ خافت قالت انی ارید ان تقسم لی من نفقتک وقد کانت رضیت ان یدعہا فلا یطلقہا ولا یاتیہا فانزل اللہ واحضرت الانفس الشح وعلی الروایۃ الاخیرۃ فالظاہر ان یحمل قولہ تعالیٰ واحضرت علی تہدید العذر فی المماکسۃ والمشاقۃ کما فسرہ بعضہم لکن یجوز ان یحمل علی التنبیہ للمراۃ وتذکیرہا ان الانفس قد حضرہا الشح فلاجلہ کان بعلہا قد رضی فلو عدت لعاد فیقتضی حملہ علی تقریر الصلح علی حالہ ولو حمل الآیۃ علی المماکسۃ دون التقریر لاحتاج الی ہذا التوجیہ الذی ارتکب تطبیقا للآیۃ علی الروایۃ بل یترک علی ہذا الظاہر لم توجب حمل الآیۃ علی

ملحقات الترجمۃ

(۵۱) قولہ فی نشوزا او اعراضا بدد ماغی اور کج ادائی او بے رخی عطف تفسیری و بینہ الترجمۃ ظہر ان الاعراض اخص من النشوز ۱۲

(۵۲) قولہ فی صلحا خاص طور اشارۃ الی ان صلحا مفعول مطلق غیر باب الفعل والتنوین فیہ للتنویع وتفسیر الصلح المشروع ۱۲

(۵۳) قولہ قبل احضرت بعید نہیں فہی ہذہ الجملۃ تقریر عادی للصلح کما ان فی السابقۃ تقریر شرعیا ۱۲

(۵۴) قولہ فی احضرت طبعا ولا ینافی کونہ مغلوبا بامر غالب علیہ کما فی المرتاضین ۱۲

(۵۵) قولہ فی تحسنوا ای مردو فلیس فیہ تغلیب ضمیر بالخطاب لان المذکور فیما قبل نشوزہم واعراضہم

(۵۶) قولہ قبل ان اللہ … اشارۃ الی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ

اور تم سے یہ تو کبھی نہ ہوسکیگا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ جس سے اسکو ایسا کردو جیسے کوئی ادھر میں لٹکی ہو اور اگر

تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا

اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔ اور اگر دونوں میاں بی بی جدا ہوجاویں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کردیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور بڑے حکمت والے ہیں

اعمال نیک پر ثواب دیا کرتے ہیں) ف اور احضرت الانفس کی تقریر اسطرح بھی ہوسکتی ہے کہ اور (گو یہ صلح ہو تو گئی لیکن اکثر ایسی صلح کا انقام ہوتا ہے کیونکہ) نفوس کو حرص کیساتھ
اقتران ہے (اسلیے بوجہ حرص یہ ممکن ہے کہ عورت کو اپنے حقوق کی حرص کا جوش اٹھے اور ادھر مرد کو اپنی آزادی کی حرص ہے ہی اسلیے عورت پھر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے جیسا کہ اسکو شرعا
اجازت بھی ہے اور مرد ادا کرنا نہ چاہے اور نزاع پیدا ہو جسکا انجام وہی مفارقت) اور یہ فرمانا کہ گناہ نہیں اسلیے ہے کہ ظاہر نظر میں اس صلح میں شبہ ہوتا تھا کہ مشابہ رشوت کے ہے جسمیں
دونوں جانب کے گنہگار ہوتے ہیں اسلیے دونوں سے نفی گناہ کی کردی مسئلہ اگر صلح میں کوئی ایسا امر ٹھیرا جو شرعا ناجائز ہے تو صلح بھی ناجائز ہوگی مثلا عورت سے کہا کہ اس شرط
پر تجکو نکاح میں رکھتا ہوں کہ تیری کابین یا بیری نکاح میں رہیگی یہ حرام اور باطل ہے اسلیے احقر نے صلح کے ترجمہ میں خاص طور کی قید لگادی ہے مسئلہ نان نفقہ اور باری کے قبیل سے جو
حقوق عورت نے معاف کیے ہیں عورت کو ہر وقت اختیار ہے کہ آیندہ کے لیے ان حقوق کا پھر مطالبہ کرنے لگے اگر شوہر نکاح میں رکھنا چاہیگا تو ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہوگا حق
ماضی کے سقوط سے مستقبل میں سقوط لازم نہیں ربط اوپر نشوز و اعراض زوج کے متعلق مضمون مذکور تھا اور اسکے بعد چند صورتیں محتمل ہیں۔ ایک تو کہ مصالحت ہو جاوے جو آیت بالا کا
اصل مقصود تھا۔ دوسرے یہ کہ مرد اپنے نشوز و اعراض سے باز آجاوے جسکی ترغیب ان تحسنوا میں تھی تیسرے یہ کہ نہ مصالحت ہو اور نہ مرد باز آوے بلکہ تفریق ہو جاوے پس
آگے ان بقیہ اخیر کے دونوں احتمالوں کے متعلق مضمون ہے۔ احتمال ثانی کے متعلق تو آیہ ولن تستطیعوا الخ ہے کہ اگر رغبت قلبی پر اختیار نہیں تو حقوق اختیاریہ تو ادا کرنا
ضرور ہے اور چونکہ اکثر ایسے تنگی کا سبب دوسری بی بی کا غلبہ محبت ہوتا ہے اسلیے آیت میں اسکا ذکر ہوا ہے ورنہ حکم مذکور عام ہے۔ اور احتمال ثالث کے متعلق آیہ وان یتفرقا الخ
میں ایجاب حقوق شوہر پر زوجہ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا
وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا (۱۲۹) اور (عادۃً) تم سے یہ تو کبھی نہ ہوسکیگا کہ سب بیبیوں میں (ہر طرح سے) برابری رکھو (حتیٰ کہ رغبت قلب میں بھی) گو (اس
برابری کو) تمہارا کتنا ہی جی چاہے (اور تم کتنی ہی اسکی کوشش کرو لیکن چونکہ قلب کا میلان غیر اختیاری ہے اسلیے اسپر قدرت نہیں گو اتفاقا بلا اختیار کہیں برابری ہو بھی جاوے
تو اسکی نفی آیت میں مقصود نہیں غرض جب یہ اختیاری نہیں تو تم اسکے مکلف نہیں لیکن اسکے غیر اختیاری ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ظاہری حقوق بھی اختیاری نہ رہیں بلکہ وہ تو
اختیاری ہیں جب وہ اختیاری ہیں) تو (تم پر واجب ہے کہ) تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ (بالکل کا مطلب یہ کہ باطن سے بھی جسمیں معذور تھے اور ظاہر سے بھی جسمیں مختار ہو یعنی حقوق
میں اس سے نشوز و اعراض نہ کرو) جس سے اس (مظلومہ) کو ایسا کردو جیسے کوئی ادھر (یعنی بیچ) میں لٹکی ہو (یعنی نہ تو اسکے حقوق ادا کیے جاویں کہ خاوند والی سمجھی جاوے اور نہ اسکو طلاق
دی جاوے کہ بے خاوند والی ہی ہو جاوے بلکہ رکھو تو اچھی طرح سے رکھو) اور (اسکے رکھنے کی صورت میں جو زمانہ ماضی میں کچھ ناگوار معاملات اسکے ساتھ کیے گئے) اگر (ان معاملات کی فی الحال) اصلاح
کرلو اور (آیندہ زمانہ میں ایسے معاملات سے) احتیاط رکھو تو (وہ امور گذشتہ معاف کردیے جاوینگے کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں (چونکہ اصلاح
دونوں کا تعلق بحقوق العباد کی ان عباد کے معاف کرنے سے ہوتی ہے پس اصلاح میں یہ معافی بھی آگئی تو اسکے وقوع کے بعد توبہ شرعا صحیح ہوگئی اسلیے مقبول ہوگئی) ف
ان آیات کے متعلق سورۂ نساء کے شروع میں زیر آیت فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کچھ بحث گذر چکی ہے اسکو ملاحظہ فرمالیا جاوے ربط آیت بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا انجام
تفریق وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا (۱۳۰) اور اگر دونوں میاں بی بی (میں کسی طرح بھی موافقت نہ ہو اور دونوں) جدا ہو جاویں (یعنی
خلع یا طلاق ہو جاوے) تو (کوئی اندیشہ نہیں ہے خواہ مرد اگر اسکی زیادتی ہے یا عورت اگر اسکی کوتاہی ہے یوں نہ سمجھے کہ بدون میرے اس دوسرے کا کام ہی نہ چلیگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی وسعت
(قدرت) سے (دونوں میں سے) ہر ایک کو (دوسرے سے) بے احتیاج کردیگا (یعنی ہر ایک کا مقدر کام بدون دوسرے کے چل جاویگا) اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور بڑے حکمت والے
ہیں (ہر ایک کے لیے مناسب سبیل نکال دیتے ہیں) ربط یہاں تک احکام متعددہ کا بیان فرماکر آگے ان احکام کی بجا آوری کی تاکید خاص اہتمام سے فرماتے ہیں کہ اول
موافقت کا حکم فرمایا اتقوا اللہ میں اور اسکی تسہیل کے لیے من قبلکم کو یاد دلایا پھر مخالفت سے روکا وان تکفروا میں پھر فرماتے ہیں کہ یہ تمہیر اللہ کا اسلیے کہ بعض اوقات احکام
میں کوتاہی کا وہی سبب ہوتا ہے اسے دور کیا کہ بادہ کے لیے اور ان سب دونوں پر استدلال فرمایا ہے کہ مالک سموات و ارض ہے اور ایسا مالک واجب الموافقت

ملحقات الترجمة
العنوان ایجاب
الحکم لذکرہ فی فان
بعد او کذا ما بعد لا
با خبار عن الاغناء
فی حرصتم مقصود
ما وراء فی المحبۃ
له فی المیل
بالمرغوبۃ اغذیۃ
عن المرغوب عنہا
ترجمتی لان
الآخر یوالکہ
و ہا بس
قوله
الی ان
قوله فی
والاول
فعل الرجل
والمباح
جملة علی
حمل بعضہم
بالتقریر الترجمة
بدون اسکی
اولی لما
قوله
الی الزوج
اللہ
ورح
بالزوج
بالمشیئة

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تمکو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اگر تم ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں۔ اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں

١٩ ع ٨ ١٦

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

بھی ہوگا محروم المخالفت بھی ہوگا اور واجب التوکل بھی ہوگا۔ اور ان تکفروا کے مضمون جزا محذوف پر غنیا حمیدا سے دلالت فرمائی گئی پھر دین کی خدمت کو غنیمت سمجھنا بطور تتمہ استنان ارشاد فرمایا ان یشا الخ میں تاکہ اس خوف سے کہ کہیں دوسرے سے یہ کام نہ لے لیا جاوے دوڑینگے پھر دین کا اصلی ثمرہ آخرت میں ملنا ارشاد فرمایا من کان یرید میں کیونکہ بعض اوقات دنیا میں ثمرہ نہ ملنے سے بھی احکام میں سستی ہو جاتی ہے پس یہ کل پانچ مضمون ختم رکوع تک ہوئے جنسے نہایت اہتمام کے ساتھ سچا اور احکام کی تاکید ہو گئی اہتمام بلیغ فی تاکید امتثال الاحکام وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝١٣١ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝١٣٢ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝١٣٣ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝١٣٤ اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (تو ایسے مالک کے احکام کا ماننا بہت ہی ضروری ہے) اور (سچا اور ہی احکام کا خطاب خاص تم ہی کو نہیں ہوا بلکہ) واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توراۃ و انجیل) ملی تھی اور تمکو بھی (حکم دیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جسکو تقویٰ کہتے ہیں جسمیں تمام احکام کی موافقت داخل ہے اسی لیے اس سورت کو تقویٰ سے شروع کر کے اسکی تفصیل میں مختلف احکام لائے ہیں) اور (یہ بھی انکو اور تمکو سنا دیا گیا کہ) اگر تم ناسپاسی کرو گے (یعنی مخالفت احکام کی کرو گے) تو (خدا تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں ہاں تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی (تو) ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (ایسے بڑے سلطان کا کیا ضرر ہوگا البتہ ایسے بڑے سلطان کی مخالفت بلاشک مضر ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی (کی اطاعت) کے حاجتمند نہیں (اور وہ) خود اپنی ذات میں محمود (و کامل الصفات) ہیں پس کسی کی مخالفت سے انکی صفات میں کوئی نقص نہیں لازم آتا) اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور (جب ایسے قادر ہیں تو جو اطاعت گذار بندے ہیں وہ) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (پس انکی کارسازی کے ہوتے انکے مطیعوں کو کون ضرر پہنچا سکتا ہے پس کسی سے ڈرنا نہ چاہیئے اور اللہ جو تمکو دین کے کام بتلاتے ہیں تو تمہاری ہی سعادت کے لیے ورنہ وہ دوسروں سے بھی کام لے سکتے ہیں کیونکہ انکی ایسی قدرت ہے کہ) اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے (اور ان سے کام لے لے جیسا دوسری آیت میں ہے وان تتولوا یستبدل الخ) اور اللہ تعالیٰ اس پر پوری قدرت رکھتے ہیں (پھر ایسا جو نہیں کیا تو انکی عنایت ہے اسکو غنیمت سمجھ کر سعادت حاصل کرو اور دیکھو دین کے کام کا اصلی ثمرہ آخرت میں ہے دنیا میں نہ ملنے سے بددل نہ ہونا کیونکہ) جو شخص (دین کے کام میں) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو (وہ بھی غلطی میں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے پاس (یعنی انکی قدرت میں) تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ (موجود) ہے (جب ادنیٰ اعلیٰ دونوں پر انکو قدرت ہے تو اعلیٰ ہی چیز کیوں نہ مانگی جاوے) اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (سبکے اقوال اور دعاؤں کو اور دنیا کی ہوس یا دین کی نیتوں کو سنتے ہیں اور سبکی نیتوں کو دیکھتے ہیں پس طالبان آخرت کو ثواب دینگے اور طالبان دنیا کو آخرت میں محروم رکھینگے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیئے البتہ دنیا کی حاجت مستقل طور پر مانگنا مضائقہ نہیں لیکن عبادت میں یہ قصد نکرے) ربط اوپر احکام مختلفہ کا بیان ہوا ہے جنمیں بعض معاملات بھی تھے جسمیں صاحب معاملہ کو بھی اور اگر کبھی اختلاف ہو تو فیصل کنندہ کو بھی عدل کی رعایت کی اور دوسرے جو اسکی حقیقت پر مطلع ہیں انکو شہادت میں اظہار حق کے لحاظ کی ضرورت ہے اسلیے آگے قیام بالعدل اور شہادت بالحق کو واجب فرماتے ہیں پس گویا یہ مضمون تتمہ

ملحقات الترجمة
ل۵۳ قوله في ان تكفروا
اور یہ بھی انکو اور تمکو اشارة الى انه معطوف على وصينا فتقديره قلنا لهم و لكم اتقوا وان تكفروا الخ
۵۴ قوله سنا دیا گیا کہ ایسے بڑے سلطان کا کیا ضرر الخ
في مقابلة التوسعة الدنيوية الاصول والفرع
فكذا تقابليه ١٢
۵۵ قوله في وعد الله تبدیل غلطی میں ہے اشارة الى ان من كان جزاؤه محذوف اي فقد زاد فسادا ١٢

البلاغة قوله لله ما في السموات فيه تكرار لفظ الاستغراق للاول لحمي كلي فائدة اخرى بينتها بالتفصيل | والاكثرو ولم يكمل به اى لان علمه اله كاف بالستغنى فوائدية اثار الاول في خطه الذي هو حضير ١٢

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر

غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل

مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

تمام احکام سابقہ کا موکد اور مکمل ہے چنانچہ یتامی کے باب میں قسط اور حکم بین الناس کی وقت عدل اور یتامی کے اموال سپرد کرنے کے وقت اشہاد اور قصہ بنی ابیرق میں بعض لوگوں کی ناحق کی طرفداری کے مضامین مذکور ہو چکے ہیں ان مضامین کے ساتھ اس آیت کو خاص مناسبت ہے **ایجاب عدل و اظہار حق** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۳۵ اے ایمان والو (تمام معاملات میں ادا کے وقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی) انصاف پر خوب قائم رہنے والے (اور اقرار یا شہادت کی نوبت آوے تو محض اللہ (کی خوشنودی) کے لیے (سچی) گواہی (اور اظہار) دینے والے رہو اگرچہ (وہ گواہی اور اظہار) اپنی ہی ذات پر ہو (جس کو اقرار کہتے ہیں) یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو (اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ جس کے مقابلہ میں ہم گواہی دے رہے ہیں یہ امیر ہے اس کو نفع پہنچانا چاہیے تاکہ اس سے مروتی نہ ہو یا یہ کہ یہ غریب ہے اس کا کیسے نقصان کر دیں تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینی پڑے گی) اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے (اتنا تعلق تم کو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق جس قدر ہے وہ بھی اُن ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو تعلق ہے وہ تمہارا دیا ہوا نہیں پھر جب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جاوے تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو) سو تم (اس شہادت میں) خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے (یعنی غلط اظہار دو گے) یا پہلو تہی کرو گے (یعنی شہادت کو ٹالو گے) تو (یاد رکھنا کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں ربط اوپر زیادہ حصہ احکام فرعیہ کا مذکور ہوا ہے اور ایمان و کفر کے مباحث کہیں کہیں معاملات مع المخالفین کے ضمن میں آ گئے ہیں آگے یہ مباحث قدرے تفصیل سے مذکور ہوتے ہیں اور ختم سورت تک اکثر قریب اسی کے چلے گئے ہیں ترتیب بیان میں اول ایمان معتبر عند الشرع کا بیان ہے پھر کفار کے مختلف فرقوں کی مذمت عقائد میں بھی اور بعض اعمال میں بھی جو کہ فساد عقائد پر دال ہیں **ایمان معتبر عند الشرع** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶ اے ایمان والو (یعنی جو بحالا ایمان لا کر اس زمرہ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں) تم (عقائد ضروریہ کی تفصیل میں لو کہ) اعتقاد رکھو اللہ کی (ذات و صفات کے) ساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت) کے ساتھ اور اس کتاب (کے حق ہونے) کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں (کے حق ہونے) کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب سابقہ پر ایمان لانے میں ملائکہ اور باقی انبیاء علیہم السلام اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا بھی داخل ہو گیا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کی ذات یا صفات) کا انکار کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کا (انکار کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کا (جن میں قرآن بھی آ گیا انکار کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کا (جن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں انکار کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کا (انکار کرے) تو وہ شخص گمراہی میں (حق یعنی علم اور مقصد یعنی ...

البلاغة اتی بکلمۃ او فی او الوالدین و بکلمۃ الواو فی والاقربین للمقابلۃ فی الاول و عدمہا فی الثانی

الروايات فی الدر اخرج ابن جریر عن السدی نزلت (ای آیۃ یاایہا الذین آمنوا کونوا قوامین الخ) فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختصم الیہ رجلان غنی و فقیر فکان ضلعہ مع الفقیر یری ان الفقیر لا یظلم الغنی فابی اللہ تعالی الا ان یقوم بالقسط۔ قلت اما النزول فی الواقعۃ فلیس بنکر واما حکایۃ الاوانیۃ فلعلہ ظن من غیر مستند وان سلم فلا یلزم انہ لو لم تنزل الآیۃ لم یقسط حاشاہ عن ذلک واما فائدۃ النزول فلا ینحصر فی التنبیہ علی مالم یتنبہ لہ بل یمکن ان یکون لتاکید التنبہ فافہم ۱۲

فی الاسالیب والزیادۃ لمجرد المبالغۃ ۱۲ ۔ قولہ فی ملٰئکتہ وما بعدہ اور اسی طرح الخ اشارۃ الی ان المعنی ومن یکفر بشیء من ذلک لان الکفر لا یتوقف علی انکار کل واحد ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝

بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ ان کو رستہ دکھائینگے

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے اس امر کی کہ انکے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جنکی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا انکے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں

الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ

سو اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو

حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ

جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دینگے وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے

بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

منتظر رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہو گئی تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ ملگیا تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا

نجات سے بھی) بڑی دور جا پڑا **ربط** اوپر اہل کفر کی مذمت اجمالاً مذکور ہوئی ہے آگے تفصیل سو انہیں ایک فرقہ مرتدین کا ہے جس کا اول بیان ہوتا ہے **ذم مرتدین** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلا ارتداد معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی کفر پر دم مرگ تک ثابت اور دائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ انکو (منزل مقصود یعنی بہشت کا) رستہ دکھائینگے (کیونکہ مغفرت اور جنت کیلئے موت علے الایمان شرط ہے) **ف** جو ایکبار مرتد ہو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیتر قائم رہنے سے مغفرت و جنت سے محروم ہے یہاں ارتداد ثانی کا ذکر بطور قید کے نہیں بلکہ بعض لوگوں نے نزول آیت کے زمانہ میں ایسا کیا تھا اسلیے اس عنوان سے ذکر کیا گیا **ربط** اوپر مرتدین کا ذکر تھا ایک فرقہ اہل کفر میں منافقین کا تھا آگے انکا ذکر ہے **ذم منافقین** بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے اس امر کی کہ انکے واسطے (آخرت میں) بڑی دردناک سزا (تجویز کیگئی) ہے جنکی یہ حالت ہے کہ (عقائد تو اہل ایمان کے نہ رکھتے تھے مگر وضع بھی اہل ایمان کی نہ رکھ سکے چنانچہ) کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا انکے پاس (جاکر) معزز رہنا چاہتے ہیں سو (خوب سمجھ لو کہ) اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے (وہ جسکو چاہیں دیں پس اگر خدا تعالیٰ انکو یا جن سے جا جا کر دوستی کرتے ہیں انکو اعزاز نہ دیں تو کہاں سے معزز بنجاوینگے) **ف** چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سبکو ذلیل و خوار فرما دیا منافقین کا ملنا کفار سے اس غرض سے تھا کہ مسلمانوں کے اس طرح غالب آنیکی انکو توقع نہ تھی یہ سوچتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہوگا ان یہود یا مشرکین کے ساتھ ان سے کیوں بگاڑ کیا **ربط** اوپر کی آیت میں منافقین کا کفار سے دوستی کرنا مذکور تھا آگے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے علے الاطلاق آیت لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ میں اور انکے کفریات کے مشغلہ کے وقت ظاہری مجالست سے بھی جو کہ زیادہ موجب معیت ہے آیت فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ میں ممانعت فرماتے ہیں اور مجاہرین کے ساتھ بحوای آیت اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ سے شامل فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ منافقین کے قبائح کا اظہار بھی فرماتے جاتے ہیں جس سے مقصود مقام اور مؤکد ہو جاوے **نہی از مجالست کفار بہنگام تذکرہ کفریات** وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

اللغة نستحوذ هو الاستيلاء وهو فصيح من غير تعليل ۱۲

البلاغة يكفر ويستهزء لعل ايرادهما مبنيين للمفعول لعموم الفاعل من المنافقين والمجاهرين

وفي اختلاف كلمتي الفتح والنصيب تعظيم لشان المؤمنين وتحقير للكافرين وان ظفر المؤمنين حري بان يسمى فتحا بخلاف ما للكافرين فانه يزول عن قريب ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في امنوا الثاني اور اس بار الخ اشارة الى فائدة التكرار حاصله ان الايمان سبب للمغفرة ولو وجد بعد الارتداد لان الارتداد مرة يكون نافيا للايمان عن تاثيره ۱۲

۵۲ قوله في كفروا الثاني پھر مسلمان نہ ہوئے اشارة الخ الى فائدة التكرار حاصله ان المانع في الاصل هو عدم العود الى الايمان لا الارتداد مرة اخرى فان من ارتد الف مرة ثم آمن يكون مغفورا

۵۳ قوله في لم يكن ہرگز افادة التاكيد باللام ۱۲

۵۴ قوله في الذين يتخذون جنکی یہ حالت الخ فاندفع ما يوهم ظاهره ان هذا العذاب الاليم باتخاذهم فكشف بهذا التقرير عن جد فناعة فائدة هذا الوصف فافهم ۱۲

۵۵ قوله قبضہ میں فاللام للملك فعنا ان هذه العزة غيرها في قوله تعالى ولله العزة ولرسوله الخ لانها كونها جميعا لله تعالى يستلزم كونها لغيره والنفي وانما هو لله التي لا يصح اتصاف غيره وليس هو الا هذا المعنى لا الا التي يصح اتصاف غيره به

۵۶ قوله في التمهيد جو کہ زیادہ موجب معیت اشارة الى ان النهي عن القعود معهم ليس مخصوصا بالخوض بل هو مشترك مطلقة بضرورة ولا دلالة على هذا الخ ترجمة نزل قوله فاحكم ۱۲

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۠ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

سو اللہ تعالیٰ تمہارا اور انکا قیامت میں فیصلہ فرماوینگے — اور ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے — بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ مُّذَبْذَبِيْنَ

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا انکو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر معلق ہورہے

بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

ہیں دونوں کے درمیان میں　نہ ادھر　نہ ادھر　اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں ایسے شخص کے لیے کوئی سبیل نہ پاوگے —

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اور (اے مسلمانو دیکھو تم منافقین کی طرح کفار کے ساتھ خصوصیت مت رکھنا خاص کر جس وقت کفریات کا تذکرہ کرتے ہوں چنانچہ اس سورت مدنیہ کے قبل بھی) اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان (سورہ انعام میں جو مکیہ ہے) بھیج چکا (جسکا حاصل یہ ہے) کہ جب (کسی مجمع میں) احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو اُن لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں (اور یہ مضمون اس آیت کا حاصل ہے واذا رایت الذین یخوضون الخ سو یہ استہزا کرنے والے مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو علانیہ اور منافقین صرف غربا و ضعفاء میں کے روبرو پس جس طرح وہاں مشرکین کی مجالست ایسے وقت میں ممنوع تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست منہی ہے اور یہ ممانعت ہم اسلیے کرتے ہیں) کہ اس حالت میں تم بھی (گناہ میں) ان ہی جیسے ہو جاوگے (گو دونوں گناہ کی خصوصیت میں فرق ہو کہ ایک گناہ کفر کا ہے دوسرا فسق کا اور اس ممانعت مجالست میں جو کفار اور منافقین سب برابر ہیں کیونکہ علت اسکی خوض فی الکفر ہے اور اس خوض کا منشاء کفر ہے اور اسمیں دونوں برابر ہیں چنانچہ سزائے کفر یعنی کہنہ دوزخ ہونے میں بھی دونوں برابر ہونگے کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کردینگے (اور وہ منافقین) ایسے ہیں کہ تم پر (آفت پڑنے کے) منتظر (اور آرزومند) رہتے ہیں پھر (انکے اس انتظار کے بعد) اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو (تم سے آکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ (جہاد میں شریک) نہ تھے (کیونکہ نام چارہ کو تو مسلمانوں میں گھسے ہی رہتے تھے مطلب یہ کہ ہم کو بھی غنیمت کا حصہ دو) اور اگر کافروں کو (غلبہ کا) کچھ حصہ ملگیا (یعنی وہ اتفاق سے غالب آگئے) تو (ان سے جاکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (مگر ہم نے قصداً تمہارے غالب کرنے کیلیے مسلمانوں کی مدد نہ کی اور ایسی تدبیر کی کہ لڑائی بگڑ گئی) اور کیا ہم نے (جب تم مغلوب ہونے لگے تھے تو) تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا (اسطرح کہ انکی مدد نہ کی اور تدبیر سے لڑائی بگاڑ دی مطلب یہ کہ ہمارا احسان مانو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ آیا ہے ہم کو بھی کچھ دلواؤ غرض دونوں طرف ہاتھ مارتے ہیں) سو (دنیا میں گو انہیں اسلام کی برکت سے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ تمہارا اور انکا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرماوینگے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے (بلکہ کفار مجرم قرار پاکر دوزخ میں جاوینگے اور مسلمان اہل حق ثابت ہوکر جنت میں جاوینگے اور فیصلہ عملی یہی ہے)

ف: اسکو فیصلہ فرمایا حالانکہ فیصلہ اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے سو وہ اختلاف گو بوجہ نفاق کے گفتگو میں کم آتا تھا لیکن عقائد و مسالک تو مختلف تھے ہی اور وہ اس مسلک پر اسلیے نازاں تھے کہ دنیا میں بھی امن آخرت میں بھی نجات اسکا عملی فیصلہ وہاں ہو جاویگا اور عملی کی قید اسلیے ہے کہ اہل حق و باطل کے تو بیانات بھی واضح ہیں اور لن یجعل اللہ میں یہ قید ظاہر کردی کہ اس فیصلہ میں۔ اس سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ دنیا میں تو کفار گاہے مسلمانوں پر غالب ہو جاتے ہیں ف: مسئلہ اہل باطل کیساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں۔ اول انکے کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے۔ دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ بلا عذر یہ فسق ہے سوم کسی ضرورت دنیوی کے واسطے یہ مباح ہے۔ چہارم تبلیغ احکام کے لیے یہ عبادت ہے پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اس میں معذور ہے ربط آگے بھی تتمہ ہے قبائح منافقین کا تتمہ

قبائح منافقین اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ بلاشبہ منافق لوگ (اظہار ایمان میں) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے (گو انکی چال اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور گو انکا یہ اعتقاد نہ ہو مگر انکی یہ کارروائی مشابہ اسکے ہے کہ جیسا یہی اعتقاد ہو)

اللغات: قولہ مذبذبین فی القاموس رجل مذبذب بالفتح متردد بین امرین ۱۲	کان فی حکم المتعدد و الذی یقتضیہ اضافۃ بین ۱۲
النحو: قولہ لا الی ہولاء العامل فیہ صائرون او مثلہ۔ بین ذلک فی ذلک لما اشیر بہ الی متعدد	البلاغۃ: قولہ واذا قاموا ذکر امر الصلوٰۃ بعد ذکر خداعہم الذی کان کالمقدمۃ ترقیا و تنبیہا لآثارہ علی المؤ

وانکا قعع بینکم بتغلیب او یقدر بینہم ۱۲

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے　بجز مظلوم کے　اور　اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○

اگر نیک کام علانیہ کرو　یا اسکو خفیہ کرو　یا کسی برائی کو معاف کردو　تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں پوری قدرت والے ہیں

بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاوینگے اور (اے مخاطب) تو ہرگز ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پاویگا (جو انکو سزا سے بچا سکے) لیکن (ان میں سے) جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلیں اور (مسلمانوں کے ساتھ جو انکے ایذا رسان معاملات تھے انکی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسی باتیں نہ کریں) اور (کفار سے جو بغرض انکی پناہ میں رہنے کے دوستی کرتے ہیں اسکو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ پر وثوق (اور توکل) رکھیں اور (ریا کو چھوڑ کر) اپنے دین (کے اعمال) کو خالص اللہ ہی (کی رضا) کے لیے کیا کریں (غرض اپنے عقائد کی معاملات کی اخلاق باطنی کی اعمال کی سبکی درستی کرلیں) تو یہ (تائب) لوگ (ان) مومنین کے ساتھ (درجات جنت میں) ہونگے (جوکہ پہلے سے کامل ایمان رکھتے ہیں) اور (ان) مومنین کو اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اجر عظیم عطا فرماوینگے (پس جب یہ مومنین کے ساتھ ہونگے تو انکو بھی اجر عظیم ملیگا اور اے منافقو) اللہ تعالیٰ تمکو سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم (انکی نعمتوں کی جو بے نہایت ہیں) سپاس گزاری کرو اور (اس سپاس گزاری کا طریقہ ہمارا پسندیدہ یہ ہے کہ تم) ایمان لے آؤ (یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی کام انکا نہیں اٹکا جو تمکو سزا دینے سے چل جاوے صرف تمہارا کفر جو اشد درجہ کا کفران نعمت ہے سبب ہے تمہاری عقوبت کا اگر اسکو چھوڑ دو تو پھر رحمت ہی رحمت ہے) اور اللہ تعالیٰ (تو خدمت کی) بڑی قدر کرنیوالے (اور خدمتگار کے خلوص وغیرہ کو) خوب جاننے والے ہیں (پس جو شخص اطاعت واخلاص سے کرے اسکو بہت کچھ دیتے ہیں) ف توبہ کے ساتھ جو اصلاح واعتصام واخلاص کو اضافہ فرمایا جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے اسکے اعتبار سے یہ قیدیں معیت تامہ مومنین کے لیے ہیں کیونکہ انکا خلال گناہ ہے جسمیں معیت ناقص ہوجاتی ہے اور اگر ایسی تفسیر کیجاوے کہ ان سبکا حاصل مفہوم ایمان ہی ہو تو یہ قیدیں نفس معیت یعنی نجات کی قید موقوف علیہ ہوگی فقط ربط اور منافقین وکفار کے احوال میں انکا مسلمانوں کے ساتھ عداوت کرنا مذکور تھا چونکہ عداوت میں اکثر ایذا رسانی کی نوبت بھی آتی رہتی ہے اور جسکو ایذا پہنچتی ہے اکثر اسکی زبان سے شکایت حکایت بھی نکل جاتی ہے اس مناسبت سے آگے اسکے جواز وناجواز کی تحقیق مع فضیلت عفو کے فرماتے ہیں حکم نسبت و تفہیم تحقیق جواز و ناجواز شکایت و فضل عفو لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانیکو (کسیکے لیے) پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے (کہ اپنے ظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرینگے تو وہ گناہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ (مظلوم کی) بات خوب سنتے ہیں (اور ظالم کے ظلم کی حالت) خوب جانتے ہیں (اسمیں اشارہ ہے کہ مظلوم کو خلاف واقع کہنے کی اجازت نہیں اور ہرچند کہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن) اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو (جسمیں معاف کرنا بھی آگیا) یا (بالخصوص کسی (کی) برائی کو معاف کردو تو (زیادہ افضل ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (بھی) بڑے معاف کرنیوالے ہیں (باوجودیکہ) پوری قدرت والے ہیں (کہ اپنے مجرموں سے ہر طرح انتقام لے سکتے ہیں مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کردیتے ہیں پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو تخلق باخلاق الٰہیہ ہے پھر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرنیکی امید ہوگی) ف نفی واستثناء سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر اضافی ہے اس شخص کے اعتبار سے جو بلا کسی مصلحت معتبرہ شرعیہ کے دوسرے کی شکایت کرے حصر حقیقی نہیں کیونکہ سوا ظالم کے اور بھی بعض کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو اسکے حال سے لوگونکو مطلع کردینا درست بلکہ واجب ہے خلاصہ مسئلہ کا یہ ہے کہ بلا مصلحت وضرورت کے کسیکی عیب گوئی جائز نہیں ربط یہانتک منافقین کا بیان ہوچکا کفار میں ایک فرقہ یہود کا ہے آگے انکا بیان ہوتا ہے۔ اس تقسیم کا بیان آیت بشر المنافقین اور اس سے پہلے دو آیتوں کی تمہید میں دیکھ لیا جاوے۔ سو یہود کے چند قبائح کا اسجگہ ذکر ہوتا ہے۔

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن مجاہد ان رجلا اضاف قوما فلم یطعموہ فاشتکاہم فعوتب علیہ (ای من الناس) فنزلت دانت تعلم ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اھ وفی الخازن عن مقاتل نزلت فی ابی بکر الصدیق رضؓ نال رجل منہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فسکت عنہ ابوبکر مرارا ثم رد علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر یا رسول اللہ شتمنی فلم تقل لہ شیئا حتی اذا رددت علیہ قمت قال ان ملکا کان یجیب عنک فلما رددت علیہ ذہب الملک وجاء الشیطان فقمت ونزلت ہذہ الآیۃ آہ قلت اما القصۃ فمذکور فی الصحاح واما کونہا سببا للنزول فلم اظفر بسندہ ولو ثبت لکان الصق لقولہ تعالی ان تبدوا خیرا الخ فیکون المقصود بالنزول تقریر ما قالہ صلی اللہ علیہ وسلم من ایثار العفو واللہ اعلم ۱۲

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

اور ہمنے اُن لوگوں سے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر اُنکے اوپر معلق کر دیا تھا اور ہمنے اُنکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے اُنکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں تجاوز مت کرنا

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

اور ہم نے اُن سے قول و قرار نہایت شدید لیے — سو ہمنے سزا میں مبتلا کیا اُنکی عہد شکنی کی وجہ سے اور اُنکے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور اُنکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیا کو ناحق

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور اُنکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ اُنکے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے سو اُن میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل۔

اُنکی گستاخی کے سبب اُن پر کڑک بجلی آپڑی پھر (اس سے بڑھکر اُنکی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہوں نے گوسالہ کو (پرستش کے لیے) تجویز کیا تھا بعد اسکے کہ بہت سے دلائل (تبیین حق و باطل کے) اُنکو پہونچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہیں موسیٰ علیہ السلام کے جنمیں سے غرق فرعون تک بہتونکا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہمنے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہمنے بڑا رعب دیا تھا (اس عیب پر اور بہاری درگذر اور عنایت پر ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) ف فی روح المعانی میں ہے ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ عناد) یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے جب بیعت کریں کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نوشتہ اس مضمون کا آوے کہ از جانب خدا تعالیٰ بنام فلاں یہودی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اسیطرح ہر ہر یہودی کے نام خطوط ہوں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایسی جہالتیں کرتے آئے ہیں آپ دل شکستہ نہوں۔ اور رویت آلٰہیہ کی درخواست اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ کتاب آلٰہیہ تو دنیا میں نازل ہوتی آئی ہیں گو غیر انبیا علیہم السلام کے پاس نہیں آئیں جیسا وہ چاہتے تھے مگر رویت آلٰہیہ تو دنیا میں کبھی واقع ہی نہیں ہوئی اور عبادت عجل اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ رویت آلٰہیہ گو دنیا میں نہیں ہوئی مگر آخرت میں تو بعض کو ہوگی لیکن غیر اللہ کا معبود ہونیکے قابل ہونا محالات عقلیہ سے ہے کہ کسی مکان و زمان میں وقوع ہی نہیں ہو سکتا اور قصہ عبادت عجل کا مشہور روایات میں اس سوال رویت سے پہلے ہو چکا تھا لیکن یہاں لفظ ثم کا جو کہ ترجمہ ثم کا ہے تاخر زمانی کے لیے نہیں بلکہ استبعاد کیلیے ہے جیسا لفظ بڑھکر سے ظاہر ہے اور ان قصوں کی تفصیل یعنی سوال رویت اور اخذ صاعقہ اور اتخاذ عجل اور عفو کی اور اسیطرح بعض قصص مذکورہ فیما بعد کی جیسے رفع طور اور دخول باب اور اعتدا فی السبت اور قتل انبیا علیہم السلام اور اُنکے میثاق اور اُنکے مقولہ قلوبنا غلف کی تفصیل و تفسیر سورہ بقرہ پارہ الم کے ربع ثانی و ثالث میں مذکور ہو چکی ہے اسلیے یہاں اعادہ نہیں کیا گیا اور بعض اقوال متعلقہ عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہا السلام کا ذکر مجملا سورہ آل عمران پارہ تلک الرسل کے ربع رابع میں آچکا ہے اور کچھ تفصیل آگے آجاویگی ربط اوپر یہود کے بعض جہالات و عناد کا بیان تھا آگے بعض اور جہالات کا بیان ہے جس سے اُنکی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیادہ تسلی بھی منظور ہے اور اس مزید فائدہ سے ان قصص میں تکرار نہیں

بعض اقوال و احوال جہالت یہود

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور ہمنے اُن لوگوں سے (تورات پر عمل کرنیکے لیے) قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اُٹھا کر اُنکے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا تھا اور ہمنے اُنکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے اُنکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں (جو حکم مچھلی کا ہے کہ اسمیں شکار نکریں اس میں حد شرع سے) تجاوز مت کرنا اور (اسکے علاوہ اور بھی) ہمنے اُنسے قول و قرار نہایت شدید لیے (جنکا بیان واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل میں مذکور ہے لیکن ان لوگوں نے باوجود اسقدر اہتمام کے پھر اپنے عہدوں کو توڑ ڈالا) سو ہمنے (اُنکی ان حرکتوں کی وجہ سے) سزا (یعنی لعنت و غضب و ذلت و مسخ وغیرہ) میں مبتلا کیا (یعنی) اُنکی عہد شکنی کی وجہ سے اور اُنکے کفر (و انکار) کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور اُنکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیاء (علیہم السلام) کو (جو کہ اُنکے نزدیک بھی) ناحق (تھا) اور اُنکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اُنمیں مخالف مذہب کا کہ اسلام ہے اثر ہی نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں۔ حق تعالیٰ اسپر رد فرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ اُنکے کفر کے سبب اُن قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے (کہ حق بات کی اُنمیں تاثیر نہیں ہوتی) سو اُنمیں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل (اور قدر قلیل ایمان مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھیرے) ف نقض میثاق میں سب مابعد کا مضمون داخل ہے لیکن زیادہ تشنیع کے لیے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنکا یہ معاملہ ہے کہ اُنکے احکام کے منکر ہیں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہے

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ

اور انکے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ انکو قتل کیا

وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝

اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ انکے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں انکے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنیکے اور انہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ انپر گواہی دینگے

کہ انکو تکذیب سے گذر کر قتل کرنے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپکے سامنے اپنے حق پر ہونیکے مدعی ہیں اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں ربط اور یہود کے لعن وغیرہ کے کچھ وجوہ بیان فرمائے ہیں بعض وجوہ آگے مذکور ہیں تتمہ سابق وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (۱۵۶) وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ (۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (۱۵۸) وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ (۱۵۹) اور ہم نے انکو سزا سے لعنت وغیرہ میں ان وجوہ سے بھی مبتلا کیا یعنی) انکے (ایک خاص) کفر کی وجہ سے اور (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے انکی براءت ظاہر فرما چکے ہیں) اور (نیز بطور تفاخر کے) انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا (یہ کہنا دلیل ہے عداوت کی اور عداوت انبیاء کے ساتھ کفر ہے نیز اس میں دعوی ہے قتل کا اور قتل نبی کفر ہے اور دعوی کفر کا بھی کفر ہے) حالانکہ (علاوہ کفر ہونیکے خود دعوی بھی غلط ہے کیونکہ) انہوں نے (یعنی یہود نے) نہ انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو (یعنی یہود کو) اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ (اہل کتاب میں سے) انکے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں انکے پاس اسپر کوئی (صحیح) دلیل (موجود) نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنیکے اور انہوں نے (یعنی یہود نے) انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (جیسا وہ دعوی کرتے ہیں) بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھا لیا (اور ایک اور شخص کو انکا ہم شکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اسی اشتباہ سے اہل کتاب میں اختلاف پیدا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اٹھا لیا اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے پتہ بھی نہ لگا) اور (یہود کو اپنا کذب و بطلان انکار نبوت عیسویہ میں بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ) کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے (باقی) نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام (کی نبوت) کی اپنے مرنے سے (ذرا) پہلے (جبکہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کر لیتا ہے (گو اسوقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ظہور بطلان کے لیے تو کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آویں تو نافع ہو جاوے) اور (جب دنیا اور برزخ دونوں ختم ہو چکیں گی یعنی) قیامت کے روز وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) ان (منکرین کے انکار) پر گواہی دینگے ف عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے متعلق بحث اور اہل کتاب کے اقوال مختلفہ کا بیان پارہ تلک الرسل کے تین پاؤ پر اور انبیاء کا گواہ دینا پارہ والمحصنت کے اول سے ذرا آگے آیت فکیف اذا جئنا میں اور قرب موت میں ایمان نافع نہونا پارہ لن تنالوا کے اخیر کے قریب مذکور ہو چکا ہے ضرور ملاحظہ کر لیا جاوے اور حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے کہ دیکھو ایسے کی نسبت ایسا کہتے ہیں فہو من الحکایۃ لا المحکی عنہ ربط اوپر یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں لعن وغیرہ جو کہ از قسم امور تکوینیہ اور واقع فی الدنیا ہیں بیان فرمائی ہیں آگے بھی انکی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ کہ تحریم طیبات ہے اور مع ذکر عقوبت اخرویہ کہ عذاب الیم سے بیان ہے اور چونکہ اصل سزا یہی ہے اسلیے ذکر یہود کے شروع پر بھی عذاب مہین کے عنوان سے اسکو فرمایا تھا اس طرفین میں ہونیسے زیادہ تاکید ہوگی

النحو: بهتانا مفعول به للقول، وما قتلوه حال ۱۲ — من اہل الکتاب ای وان احد من اہل الکتاب ... المقدر فی قولہ وان من ... موتہ ای قبل موت الکتابی ... ابن عباس ... اہل الکتاب یہود ... قولہ فی ان من ... لان قول المفسرین ... [illegible]

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی وبکفرہم الخ اشارۃ الی عطفہ علی فبما نقضہم ۱۲

۵۲ قولہ ہہنا کفر خاص کفر بالمسیح التغایر بینہ وبین السابق کالخاص مع العام ۱۲

۵۳ قولہ ہہنا تفصیل اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲

۵۴ قولہ فی قولہم انا اور نیز اشارۃ الی عطفہ علی قولہم لا علی کفرہم لانہ لیس تفسیر للکفر کقولہم الاول ۱۲

۵۵ قولہ فی صلبوہ چڑھایا لم یقل سولی دیا لان الاول ادل علی المقصود فیہ مبالغۃ اقتضاہا المقام والا لکفی لفظ تھل الذی اثبتوہ ۱۲

۵۶ قولہ فی شبہ لہم اشتباہ ہو گیا اسند الیہ المجرور ای وقع التشبیہ لہم کذا فی الکشاف ۱۲

۵۷ قولہ فی فیہ بارہ میں اشارۃ الی حذف المضاف ای شانہ وجہ المرجع المجرور فی بہ ۱۲

۵۸ قولہ فی شک غلط خیال کما فسرہ البیضاوی بالجہل اشارۃ الی عدم ارادۃ المعنی الاصطلاحی فانہ سیاتی الظن مستعمل فی ہذا المعنی ای قولہ بلا دلیل کقولہ تعالی ان الظن لا یغنی وظاہر انہم لم یکونوا ظانین اصطلاحا فعلی ہذا الامر واضح کیف یصح الحکم بالظن بعد الحکم بالشک وردی شفاء فی ترجمۃ الظن ایضا ۱۲

۵۹ قولہ فی الا اتباع بجز تخمینی الاستثناء منقطع لان الظن غیر العلم ۱۲

۶۰ قولہ فی یقینا یقینی بات ہے فالمنصوب تاکید لقولہ ما قتلوہ کما قیل ما قتلوہ حقا کذا فی [illegible]

۶۱ قولہ فی الیہ آسمان پر الی جہۃ المضاف الیہ ... [illegible]

قولہ اس اشتباہ سے اختلاف لان احد اجزائہ قول الیہود وہو نشا من الاشتباہ [illegible]

... قولہ فی یوم القیمۃ ... فالعوالم الثلثۃ اشیر الیہا فی الآیۃ فتامل فی التفسیر ۱۲

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب سے ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے اور بسبب اسکے کہ وہ سود

الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ

لیا کرتے تھے حالانکہ انکو اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کے لیے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن ان میں جو لوگ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ

علم میں پختہ ہیں اور جو ایمان لے آنے والے ہیں کہ اسپر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اسپر بھی جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرمادینگے

تفسیر تتمہ سابق فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿۱۶۰﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶۱﴾ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب (جنمیں سے بہت سے اوپر سورہ بقرہ میں مذکور ہیں) ہمنے بہت سی پاکیزہ (یعنی حلال و نافع و لذیذ) چیزیں جو (پہلے سے) انکے لیے (بھی) حلال تھیں (جیسا آیہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل میں ہے) ان پر (شریعت موسویہ میں) حرام کر دیں (جنکا بیان سورہ انعام کی آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الخ میں ہے اور تحریم کا مسبب بالمعصیۃ ہونا وہاں بھی مذکور ہے۔ ذالک جزیناہم ببغیہم الخ) اور (انبیاء شریعت موسویہ میں ابھی وہ سب حرام ہی رہیں کوئی حلال نہوئی) بسبب اسکے کہ (وہ آیندہ بھی ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے مثلاً یہی کہ) وہ (احکام میں تحریف و کتمان کر کے) بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی دین حق کے قبول کرنے) سے مانع بنجاتے تھے (کیونکہ انکی اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہوجاتا تھا اگر طلب صادق ہو تو وہ التباس نہ رہ سکتا) اور بسبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ انکو (توریت میں) اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ (یعنی غیر مشروع ذریعہ) سے کھا جاتے تھے (پس ان معاصیت اور اخذ و اکل کی وجہ سے اس شریعت کے بقا تک تخفیف نہوئی البتہ شریعت جدیدہ عیسویہ میں کچھ احکام ہلکے تھے جیسا ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم سے معلوم ہوتا ہے اور شریعت محمدیہ میں بہت تخفیف ہوگئی جیسا یحل لہم الطیبات الخ سے ثابت ہے یہ تو دنیوی سزا تھی) اور (آخرت میں) ہمنے ان لوگوں کے لیے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے (البتہ جو موافق قاعدہ شرعیہ کے ایمان لے آوے اسکی پچھلی جنایتیں سب معاف ہوجاتی ہیں ... جرائم و تحریم ہوئی وہ تحریم عام تھی گو جرائم سے بعضے ہی نے کیا تھا مگر بعضے بے قصور بھی تھے کیونکہ بہت سی حکمتوں کے اقتضا سے عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے جیسا قرآن میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور حدیث میں بھی ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جسکے بے ضرورت سوال کرنے سے کوئی شے سب کے لیے حرام ہوجاوے یعنی زمانہ وحی میں رواہ فی المشکوٰۃ عن الشیخین **فائدہ** اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی مضرت جسمانی یا روحانی کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہیں پس تحریم طیبات نافعہ عقوبت و سیاست ہے اور تحریم غیر طیبات نشانہ رحمت و حفاظت ہے) **ربط** اوپر کفار یہود کا ذکر تھا آگے انمیں سے جو ایمان لے آئے تھے انکا بیان ہے اور گو سابقاً پہلے بھی اسکا بیان آچکا ہے لیکن یہاں دوسرے عنوان سے اور کسیقدر مفصل ہے **مدح و جزاء مومنین** لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۲﴾ لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ (یعنی اسکے موافق عمل کرنے پر مضبوط) ہیں (اور اسی پختگی نے انپر حق کو واضح اور قبول حق کو سہل کر دیا جو اگلے اصلاح و عنادکورو ہے) اور بعض (انمیں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اس (کتاب) پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے (انبیاء کے پاس) بھیجی گئی (جیسے توریت و انجیل) اور جو (انمیں) نماز کی پابندی کرنیوالے ہیں اور جو (انمیں) زکوٰۃ دینے والے ہیں

الشیخ قولہ والمقیمین فی الکشاف نصب علی المدح لبیان فضل الصلوٰۃ وہو باب واسع قد کسرہ سیبویہ علی امثلۃ وشواہد یؤمنون حال من المؤمنون مبینۃ لکیفیۃ ایمانہم ۱۲ السیاق نفحہ الرسوخ اعیدت الیاء فی الصلوٰۃ ولم تعد فی الاخذ لانہ فصل بین المعطوف والمعطوف علیہ بما لیس معمولا للمعطوف علیہ حیث فصل بمعمولہ لم تعد ۱۲ قولہ لکن الراسخون فی العلم الخ فی الآیۃ صنعۃ التقابل مع ما قبلہا الرسوخ فی العلم مع اتباع الظن والایمان مع الکفر والخشوع المدلول علیہ بالصلوٰۃ مع الاستکبار المدلول علیہ بسوالہم کتابا وایتاء الزکوٰۃ مع اخذہم واکلہم والاجر العظیم مع العذاب الالیم ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لیکر تمہارے پروردگار کیطرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم منکر رہے تو خدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں۔ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو۔

ہمنے (کچھ آپکو انوکھا رسول نہیں بنایا جو ایسی واہی تباہی فرمائشیں کرتے ہیں بلکہ) آپ کے پاس (بھی ایسی ہی) وحی بھیجی ہے جیسی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی اور اُنکے بعد اور پیغمبروں کے پاس (بھیجی تھی) اور (اُنہیں سے بعضوں کے نام بھی بتلائے دیتے ہیں کہ ہم نے (حضرات) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (میں جو نبی گذرے ہیں) اور عیسٰے اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے پاس وحی بھیجی تھی اور (اسیطرح) ہمنے داؤد (علیہ السلام) کے پاس بھی وحی بھیجی تھی چنانچہ اُن) کو (کتاب) زبور دی تھی اور (انکے علاوہ) اور (بعضے) ایسے پیغمبروں کو (بھی) صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل (سورۂ انعام وغیرہ مکی سورتوں میں) ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور (بعضے) ایسے پیغمبروں کو (صاحب وحی بنایا) جنکا حال (ابھی تک) ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا اور (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام کو بھی صاحب وحی بنایا چنانچہ اُن) سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا (اور) ان سبکو (ایمان پر) خوشخبری (نجات کی) دینے والے اور (کفر پر عذاب کا) خوف سنانیوالے پیغمبر بناکر اسلیے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے (آنیکے) بعد کوئی عذر (ظاہراً بھی) باقی نہ رہے (ورنہ قیامت میں یوں کہتے کہ بہت سے اشیاء کا حسن و قبح عقل سے معلوم نہ ہو سکتا تھا پھر ہماری کیا خطا) اور (یوں) اللہ تعالیٰ پورے زور (اور اختیار) والے ہیں (کہ بلا ارسال رسل بھی سزا دیتے تو وجہ اسکے کہ مالک حقیقی ہیں ظلم نہ ہوتا اور حقیقت عذر کا حق کسیکو نہ تھا لیکن چونکہ) بڑی حکمت والے (بھی) ہیں (اسلیے حکمت اسی ارسال کو مقتضی ہوئی تاکہ ظاہری عذر بھی نہ رہے یہ بیان حکمت درمیان میں تھا آگے گیا تھا کہ اثبات نبوت محمدیہ کر کے جواب کی تکمیل فرماتے ہیں کہ گو وہ لوگ اپنے اس شبہ کے رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نکریں) لیکن (واقع میں تو ثابت ہی اور اسکے ثبوت پر دلیل صحیح قائم ہی چنانچہ) اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی (کسطرح) اپنے علمی کمال کے ساتھ (جس سے وہ کتاب معجزہ عظیمہ ہوگئی جو کہ نبوت کی دلیل قاطع ہے ایسی کتاب معجزہ کے ذریعہ سے آپکی نبوت کی) شہادت دے رہے ہیں (یعنی دلیل قائم کر رہے ہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ کتاب معجز نازل فرمائی اور اعجاز دلیل نبوت ہے پس دلیل سے تو واقع میں نبوت ثابت ہی رہا کسیکا ماننا نہ ماننا تو اول تو اسکا خیال ہی کیا) اور (اگر طبعاً اسکو جی ہی چاہتا ہو تو ان سے افضل مخلوق یعنی) فرشتے (آپکی نبوت کی) تصدیق کر رہے ہیں (اور مومنین کی تصدیق مشاہد ہی تھی پس اگر چند احمقوں نے نہ مانا نہ سہی) اور (اصل بات تو وہی ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت (یعنی اقامت دلیل فی الواقع) کافی ہے (کسیکی تصدیق و تسلیم کی آپکو حاجت ہی نہیں) جو لوگ (ان حجج قاطعہ کے بعد بھی) منکر ہیں اور (طرہ یہ کہ اوروں کو بھی) خدائی دین (یعنی اسلام سے جو کہ حق ہے) مانع بنکر (دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں) بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں (یہ تو دنیا میں انکے مذہب کا حاصل ہے اور اسکا ثمرہ آخرت میں آگے سنو کہ) بلاشبہ جو لوگ (حق کے) منکر ہیں اور (حق سے مانع بنکر دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ (یعنی جنت کی راہ) دکھلاوینگے اسطرح پر کہ اس (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کرینگے اور اللہ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے (کچھ سامان نہیں کرنا پڑتا) ربط اوپر یہود کے شبہ کا جو کہ نبوت محمدیہ کے متعلق تھا جواب اور نبوت کا اثبات مع وعید منکرین نہایت بلاغت اور وضوح سے مذکور ہو چکا آگے عام خطاب سے تصدیق نبوت کا وجوب فرماتے ہیں **خطاب عام لوجوب تصدیق رسالت محمدیہ** يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ اے تمام (جہان کے) لوگو تمہارے پاس یہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سچی بات (یعنی سچا دعوے سچی دلیل) لے کر تمہارے پروردگار (جل شانہٗ) کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو (مقتضا اثبات دعوی بالدلیل الصحیح کا یہ ہے کہ) تم (ان پر اور جو یہ فرماویں سب پر) یقین رکھو (جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اسپر قائم رہیں اور جو نہیں لائے اب اختیار کرلیں) یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا (کیونکہ نجات ہوگی) اور اگر تم منکر رہے تو (تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ) خدا تعالیٰ کی (تو ملک ہے) یہ سب جو کچھ (بھی) آسمانوں میں اور زمین میں (موجود) ہے (تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک کا تم کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہو مگر اپنی خیر منالو) اور اللہ تعالیٰ (سبکے ایمان و کفر کی) پوری اطلاع رکھتے ہیں (اور دنیا میں جو پوری سزا نہیں دیتے تو اس لیے کہ) کامل حکمت والے (بھی) ہیں (وہ حکمت اسکو مقتضی ہے) ربط اوپر یہود کو خطاب تھا آگے نصاریٰ کو ہے **خطاب بنصاریٰ** يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

ترکیب: بالبیکون کا عادۃ صدر الجملۃ الفعلان کلاہما فی الموضعین بیان بستر ہم وبیان عتو ہم ۱۲ ش ۵ قولہ فی الرسول یہ رسول کا لام للعہد ۱۲ ش ۱۵ قولہ فی بالحق کہ کر قالواں لکن اس ... ۱۲ ... فالفاء لسببیۃ ما قبلہا لما بعدہا ۱۲ ش ۵ قولہ ...

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا

مسیح عیسے بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہونچایا تھا اور اللہ کیطرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں

ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا　معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے　وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے　جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اُسکی ملک ہیں

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں ۔　مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کرینگے　اور نہ مقرب　فرشتے　اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کریگا ۔

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ

اور تکبر کریگا تو خدا تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو　اپنے پاس جمع کرینگے پھر جو لوگ ایمان لائے ہونگے　اور انہوں نے اچھے کام کیے ہونگے تو انکو تو انکا پورا　ثواب دینگے اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ دینگے

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿۱۷۱﴾ اے اہل کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدہ حقہ کی) حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو (کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے ہیں المسیح ابن اللہ یا وہ مجموعہ آلہہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ثالث ثلثہ اور بقیہ دو جزو ایک حضرت عیسے علیہ السلام کو کہتے تھے اور ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جیسا آیت آئندہ میں ولا الملائکۃ المقربون کے بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے ۔ اور بعضے حضرت مریم کو جیسا اتخذونی وامی سے معلوم ہوتا ہے ۔ یا وہ عین مسیح ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ہو المسیح ابن مریم غرض یہ سب عقیدے باطل ہیں) مسیح عیسے بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کی پیدائش) ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے (حضرت) مریم تک (حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے) پہونچایا تھا اور اللہ کیطرف سے ایک جان (وار چیز) ہیں (کہ اُس جان کو حضرت مریم کے جسم میں بواسطہ نفخ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچا دیا تھا باقی نہ وہ ابن اللہ ہیں نہ اللہ ہیں نہ تین میں کے ایک ہیں جیسا عقائد مذکورہ میں لازم آتا ہے) سو جب یہ سب باتیں غلط ہیں تو سب سے توبہ کرو اور) اللہ پر اور اُسکے سب رسولوں پر (حسب اُنکی تعلیم کے) ایمان لاؤ (اور وہ موقوف ہے توحید پر پس توحید کا عقیدہ رکھو) اور یوں مت کہو کہ (خدا) تین ہیں (مقصود منع کرنا ہے شرک سے اور وہ سب اقوال مذکورہ میں مشترک ہے اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اُسکی ملک ہیں (اور اُنکا منزہ اور مالک علی الاطلاق ہونا دلیل ہے توحید کی جسکی تقریر سورہ بقرہ کے معاملہ سی و نہم میں گذر چکی) اور (ایک دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں (اور اُنکے سوا سب کارسازی میں ناکافی و محتاج لے الغیر اور ایک حد پر جاکر عاجز ہیں اور یہ کفایت صفات کمال سے ہے اور صفات کمال لوازم الوہیت سے ہیں جب وہ غیر اللہ میں منتفی ہیں پس الوہیت بھی منتفی ہے پس توحید ثابت ہے) ف روح المعانی میں نصاریٰ کے اقوال مع رد خوب بسط سے لکھے ہیں اور اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان اقوال میں سے بعض کا اسوقت نصاریٰ کو انکار ہے سو یا تو وہ قائلین اُسوقت ہونگے اگے سلسلہ منقطع ہوگیا ہو یا اُنکے اقوال سے یہ عقائد لازم آتے ہیں اور لازم ہیں شل ملتزم کے ہوتا ہے ربط اوپر حق تعالیٰ کی تنزیہ کا اثبات اور الوہیت عیسے علیہ السلام کا ابطال کیا ہے آگے اسی مضمون کی تقریر و تاکید کیلیے عیسے علیہ السلام و ملائکہ کا خود عبدیت کا اقرار کرنا مع وعید منکرین و وعدہ مقرین بیان فرماتے ہیں کہ جنکو شریک الوہیت کیا جاتا ہے وہ خود عبدیت کے مقر ہیں اقرار عیسے علیہ السلام و ملائکہ بعبدیت و جزاء اقرار و انکار لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ﴿۱۷۲﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ اے انجیل والو نقلہ فی الروح عن کثیر من المفسرین ۱۲

۵۲ قولہ ایک کلمہ (کی پیدائش) و جان منہ کلمہ کی پیدائش و جانہ کما فی روح المعانی معنی کونہ کلمۃ انہ حصل بکلمۃ کن من غیر مادۃ معتادۃ والی ذلک ذہب الحسن و قتادہ و نقل عن الغزالی ان الکلمۃ مسبب البعید والاعلٰی القریب یعنی النطفۃ منتفیۃ اضافۃ الی السبب البعید و فیہ ذریعۃ علی حذف المضاف او استعمال الروح فی معنی ذی الروح والاضافۃ الی اللہ تعالیٰ للتشریف ۱۲

اللغات فی الروح عن الاساس استنکف و نکف امتنع و انقبض انفا و حمیۃ و نقل عن الزجاج کونہ فوق الاستکبار ۱۲
البلاغۃ - زیادۃ الاستکبار الذی ہو دون الاستنکاف لعلہ للمبالغۃ فالواو مفیدۃ لمعنی او ولعل عدم زیادتہ مع لن یستنکف لان الذی وقع من النصاریٰ لعیسے علیہ السلام ہو الاستنکاف لعلو شانہ بخلاف غیرہ من الامم فانہ یتحقق فیہم الاستنکاف تارۃ والاستکبار تارۃ واللہ اعلم ۱۲

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا

اور جن لوگون نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو انکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اے لوگو یقینا تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہمنے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝

اور انہون نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسونکو اللہ تعالی اپنی رحمت مین داخل کرینگے اور اپنے فضل مین اور اپنے تک انکو سیدھا رستہ بتلا وینگے۔

اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ نصاری خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جزو آلہ بنا رہے ہین خود حضرت مسیح (کی یہ کیفیت ہے کہ سکونت ارض کی حالت مین تو انکا اقرار عبدیت جوکہ مبطل الوہیت ہے مشہور اور سبکو معلوم ہی ہے لیکن اب ی سکونت سماء کی حالت مین کہ سکونت ارض سے ارفع اور مظنہ تعلی کا ہے یا قیامت تک وہ جس حالت مین ہون انسے کوئی پوچھ دیکھے اس حالت مین بھی) ہرگز خدا سے بندے سے عار اور انکار) نہین کرینگے اور نہ مقرب فرشتے (کبھی عار کرینگے جنمین حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہین جنکو آلہ کا ایک جزو مانتے ہین خود ان سے کوئی پوچھ بھی) اور (وہ عار کرین کیسے اس سے عار کرنیکا تو ایسا برا انجام ہے کہ) جو شخص خدا تعالی کی بندگی سے عار کریگا اور تکبر کریگا تو (اسکا انجام سن لو کہ) خدا تعالی ضرور سب لوگون ہی پاس (یعنی حساب کے موقع پر) جمع کریگا پھر جو لوگ (دنیا مین) ایمان لائے ہونگے اور انہون نے اچھے کام کیے ہونگے (یعنی عبد بنے رہے ہونگے کیونکہ حاصل عبدیت کا ایمان اور اعمال ہین) تو انکو تو انکا پورا ثواب (بھی) دینگے (جوکہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے) اور (اسکے علاوہ) انکو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دینگے (جسکی تفصیل منصوص نہین) اور جن لوگون نے (عبد بننے سے) عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو انکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے ف ظاہرا ایک شبہہ ہوتا ہے کہ ان لوگون کو خدا تعالے کی عبادت سے نہ عار تھا نہ استکبار بلکہ خود اس مضمون مذکور کے جزو عبادت اور من اللہ ہونے میں کلام تھا ب یہ ہے کہ انکے مجموعہ احوال سے یہ امر ثابت ہے کہ انپر حق واضح ہوگیا تھا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ناگوار تھا اور آپکا اتباع ہے اور ہر مامور بہ عبادت ہے پس آپکے اتباع سے عار ہونا یقینا عبادات الٰہیہ سے عار ہے ربط اوپر عقائد نصاری کا ابطال مع جزاء و سزا مقرین و منکرین مذکور تھا آگے خطاب عام سے ان مضامین کا اور ان مضامین کے تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کا صدق اور مصدقین کی فضیلت بیان فرماتے ہین جسطرح محاجہ ہو تم اسیطور پر خطاب عام فرمایا تھا یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول الخ **خطاب عام بتصدیق رسول و قرآن** یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ (تمام) لوگو یقینا تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک (کافی) دلیل آچکی ہے (وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور ہمنے تمہارے پاس صاف نور بھیجا ہے (وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ سے جو کچھ تمکو بتلایا جاوے وہ سب حق ہے جنمین مضامین مذکورہ بھی داخل ہین) لوگ اللہ پر ایمان لائے (جسکے لیے توحید و تنزیہ کا اعتقاد لازم ہے) اور انہون نے اللہ (کے دین) کو (یعنی اسلام کو) مضبوط پکڑا (جسکے لیے رسول اور قرآن کی تصدیق ہے) سو ایسونکو اللہ تعالی اپنی رحمت مین (یعنی جنت مین) داخل کرینگے اور اپنے فضل مین (لے لینگے یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی نعماء عظمی دینگے جنمین دیدار الٰہی داخل ہے) اور اپنے تک (پہونچنے کا) انکو سیدھا رستہ بتلا دینگے (یعنی دنیا مین انکو طریق رضا پر قائم و ثابت رکھینگے اور اسی سے تارکین ایمان و اعمال صالحہ کی حالت ہوگئی کہ انکو یہ ثمرات نہ ملینگے) ف اگر کسیکو شبہہ ہو کہ وہ طریق رضا عین ایمان و اعمال ہین پھر اسکو ثمرہ کہنا تحصیل حاصل ہے جواب یہ ہے کہ ایمان و عمل ماضی ہے اور ایمان و عمل مستقبل مسبب ہے پس تحصیل حاصل لازم نہ آیا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے ثبات علی الاطاعت کی توفیق عطا ہوتی ہے ربط شروع سورت کے ذرا بعد میراث کے احکام مذکور تھے پھر وہان سے تقریبا ایک پارہ کے بعد دوسرے احکام کے ساتھ حکم میراث کی طرف پھر عود ہوا تھا اب ختم سورت پر پھر اسیکی طرف شاید تین جگہ اسکے متفرق کرنے مین یہ حکمت ہو کہ اسلام سے پہلے میراث کے باب مین بہت جور ہوتا تھا پس سورت کے اول مین وسط مین آخر مین

ف تصحیح معنی الروح و تقدیم ذکر الوعد بالجنۃ علی الوعد بالهدایۃ (التی فی الدنیا) المسارعۃ الی التبشیر بما ہو المقصد الاصلی ۱۲

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو اور اس کے ایک بہن ہو تو اسکو اسکے تمام ترکہ کا آدھا ملیگا

وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا

اور وہ شخص اسکا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہو　اور اگر بہنین دو ہون　تو انکو اسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملینگے　اور اگر وارث چند بھائی بہن ہون　مرد

وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور عورت　تو ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر　اللہ تعالیٰ تم سے اسلیے بیان کرتے ہین کہ تم گمراہی مین نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہین

اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اہتمام بلیغ و اعتناء مزید اس باب مین مفہوم ہوگا جس سے وہ بھی اسکا زیادہ اہتمام کرین واللہ اعلم ۔ اور سبب اسکے نزول کا استفتاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اسوقت صرف انکی بہنین وارث تھین رواہ النسائی اور لباب مین ابن مردویہ سے حضرت عمر رض کا سوال کرنا بھی سبب نزول مین نقل کیا ہے ۔ عود بسوے میراث يَسْتَفْتُونَكَ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ لوگ آپ سے (میراث کلالہ کے باب مین یعنی جس کے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہون) حکم دریافت کرتے ہین آپ (جواب مین) فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہون) اور اسکے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا (یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہوا اسکو دیا جاویگا ورنہ پھر اسی پر رد ہو جاویگا) اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث (کل ترکہ کا) ہوگا اگر (وہ بہن مرجاوے اور) اسکے اولاد نہو (اور والدین بھی نہون) اور اگر (ایسی) بہنین دو (یا زیادہ) ہون تو انکو اسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملین گے (اور ایک تہائی عصبہ کو ورنہ بطور رد کے ان ہی کو ملجاویگا) اور اگر (ایسی میت کے کہ جسکے نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) بھائی بہن ہون مرد اور عورت تو (ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ) ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر (یعنی بھائی کو دوہرا بہن کو اکہرا لیکن عینی بھائی سے علاتی بھائی بہن سب ساقط ہوجاتے ہین اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہوجاتے ہین کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے جسکی تفصیل کتب فرائض مین ہے) ربط چونکہ سورت ہذا مین یہان تک اصول و فروع کثیرہ کی تفصیل ہے اسلیے آخر مین ایک مجمل عنوان سے تمام تفصیل کو مکرر یاد دلا کر اپنی منت اور احسان بیان شرائع مین اور رعایت حکمت ان شرائع مین ذکر فرما کر سورت کو ختم فرماتے ہین اظہار منت و حکمت در شرائع يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۷۶﴾ اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتین) اس لیے بیان کرتے ہین کہ تم (ناواقفی سے) گمراہی مین نہ پڑو (یہ تو تذکیر و احسان ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس احکام کی مصلحتون سے بھی مطلع ہین اور احکام مین انکی رعایت کی جاتی ہے یہ حکمت کا بیان ہے) الحمد للہ والمنۃ وہو العلیم ذو الحکمۃ کہ تفسیر سورۂ نساء کی پندرہوین ذی الحجہ الحرام روز شنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون مین اتمام و اختتام کو پہونچی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ کی تفسیر آتی ہے اللہم فکما اتممت تفسیر ہذہ الاجزاء من قرآنک علی ید ہذا العبد الفقیر الی رضوانک ۔ کذلک اتمم تفسیر کلہ علی یدہ بفضلک واحسانک ۔ وافض علیہ من شآبیب فیضانک ۔ آمین اللہم آمین ببرکۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ابد الآبدین ودہر الداہرین فقط

الروایات فے الاتقان قال الواحدی انزل اللہ تعالیٰ فی الکلالۃ آیتین احداہما فی الشتاء وہی التی فی اول النساء والاخری فی الصیف وہی التی فی آخرہا اھ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی یستفتونک کلالہ کے باب مین استغنی عن ذکرہ لورودہ فیما بعد ۱۲ سے قولہ فی لیس لہ ولد نہ ماں باپ اورد سے فی الکمالین بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی بکر الصدیق وحکاہ عن جمہور الصحابۃ والتابعین ولم یذکر فی القرآن ثقۃ بظہور الامر ۱۲ سے قولہ فی اخت عینی یا علاتی لان اولاد الام قد مر حکمہم فی اول السورۃ وعلیہ انعقد الاجماع ۱۲ سے قولہ فی ان تضلوا اسلیے کہ تم الی قولہ نہ پڑو ۔ اشارۃ الی وجہ التقدیر کیلا تضلوا کما نقل فی الروح عن الکسائی والفرا وقال البصریون کراہۃ ان تضلوا وبہ صرح المبرد ۱۲

۲۴ ع

اعلان (کاپی رائٹ محفوظ) ۱۹۰۹ء

منہیات جلد دوم تفسیر بیان القرآن

ان منہیات کی بھی وہی تمہید مقصود ہے جو جلد اول کے منہیات سے قبل معروض ہو چکی ہے ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ فقط

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

منہیہ اولیٰ توضیح بعض مقامات تفسیر جلد دوم

صفحہ ۶ سطر ۱۴ حاشیہ فوقانی قولہ فالمراد الخ وہذا کقولہ تعالیٰ انی ارانی اعصر خمرا۔

صفحہ ۱۲ سطر ۹ و ۱۰ قولہ وجہ شکایت الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا جو کہ قول بالا توقع ہدایت کے لیے الخ پر وارد ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اس تصدی پر انکار فرمایا ہے تو اس سے استدلال جواز مداراۃ پر کس طرح صحیح ہوگا جواب کی تقریر یہ ہے کہ انکار و شکایت کی وجہ تقدیم الکافر ہے نہ کہ مدارۃ الکافر۔

صفحہ ۱۲ سطر ۱۸ قولہ اجازت کی صورت تھی کو الخ یعنے جس صورت میں اجازت موالاۃ کی ہے اس صورۃ کو تقیہ کہنے لگے۔

صفحہ ۱۳ سطر ۲۹ حاشیہ فوقانی قولہ التفسیر الہندی لہ فی حصۃ اردو من ہذا التفسیر۔

صفحہ ۲۲ سطر ۲۳ قولہ مناجات الخ مراد یہ قول ہے ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول الآیۃ۔

صفحہ ۳۳ سطر ۱۱ حاشیہ فوقانی قولہ بالغیر ای المذکور فی المتن فی قولہ وغیرہ۔

صفحہ ۳۶ سطر ۷ قولہ عموم علت الخ توضیح یہ ہے کہ یہ مضمون عام ہے بوجہ عموم علت کے اور وہ علت منافاۃ نبوت و امر بالشرک ہے۔

صفحہ ۴۷ سطر ۱۱ قولہ واجب عام الخ یعنے ایسا واجب جو انبیا و امم سب پر بالعموم واجب ہو۔

صفحہ ۶۶ سطر ۲۶ قولہ بعض معاندین صحابہ الخ یعنے بعضے وہ لوگ جو صحابہ سے عناد رکھتے ہیں الخ

صفحہ ۷۱ سطر ۱۵ قولہ یہ مناسبت استفادہ الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ جو مناسبت بین الانس والجن افادہ انس للجن کے لیے کافی ہے وہی مناسبت استفادہ انس من الجن کے لیے بھی کافی ہوسکتی ہے پس جن اگر انسان کی طرف نبی بناکر مبعوث کیا جاوے تو کیا حرج ہے تقریر جواب ظاہر ہے۔

صفحہ ۷۱ سطر ۱۷ قولہ جنس سے الخ یعنے جو لفظ جنس ترجمہ من انفسہم میں آیا ہے اس سے مراد جسم نامی حساس متحرک بالارادہ ہو جو کہ انسان کی جنس قریب اور شامل ہے جن کو بھی۔

صفحہ ۷۱ سطر ۲۰ قولہ پہلوں کی طرح الخ پہلے امم کے لوگ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جنکا پہلے اوپر ابھی ذکر ہوا ہے اس آیت میں ولا یحزنک الذین یسارعون الآیۃ۔

صفحہ ۷۷ سطر ۱۰ قولہ عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ سزا ہے یعنے عدم عقوبت فی الحال کا اصل سبب ارادہ سزا فی المآل ہے۔

صفحہ ۸۵ سطر ۵ قولہ آگے آتا ہے الخ یعنے معروض چہارم میں۔

صفحہ ۹۱ سطر ۱۰ قولہ اور اپنے مفہوم میں الخ مطلب یہ کہ وہی مثنیٰ و ثلٰث و رباع اپنے مفہوم کے اعتبار سے انقسام کے لیے موضوع ہیں چونکہ انکے معنے میں تکرار ہے لان معناہ اثنین اثنین وثلثۃ ثلثۃ واربعۃ اربعۃ۔

صفحہ ۹۱ سطر ۲۴ قولہ اسکا قرینہ الخ یعنے قرینہ اسکا کہ آیت میں حکم حرہ کا مذکور ہے نہ اسکا کہ غلام کو دو تک درست ہے۔

صفحہ ۹۲ سطر ۲۳ قولہ عموم الفاظ الخ مطلب یہ کہ گو سیاق و سباق سے یہاں خطاب ازواج کو ہے مگر عموم الفاظ و نیز عموم علت سے اور لوگ بھی جن عورتوں کے اقارب بھی داخل ہوگئے اسکے مامور ہیں کہ عورتوں کے مہر عورتوں ہی کو دیا کریں خود ان میں بلا اذن ان کے تصرف نہ کیا کریں۔

صفحہ ۹۹ سطر ۱۷ حاشیہ فوقانی قولہ استتار یعنے بقولہ اخیافی فافہم۔

صفحہ ۱۰۴ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ الخطاب الخ اسے بقولہ تعالیٰ فامسکوہن وقولہ تمہ اسے فی ابتداء الرکوع من الفائدۃ المتعلقۃ

بقولہ تعالے واللاتی الآیۃ وقولہ التی قد نکحت الخ ہو خبر یکون وتقریر المقام ان قولہ خاوند کا اور نیز دوسرے مرد کو لیستلزم ان الامر بالاساک لایختص بالازواج بل یعمہم وغیرہم ویکون المراد بقولہ منکوحہ فی قولہ صرف منکوحہ عورت کے لیے بیان فرمایا المرءۃ التی قد نکحت ولولم تکن فی نکاح احد بالفعل بان توفی عنہا زوجہا۔ فافہم۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۶ حاشیہ تحتانی یمین قولہ الحرۃ ہو مفعول فلا ینکح۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ تانیسا اے دفعا للتوحش عن نکاح الاماء۔

صفحہ ۱۰۹ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ باللام اے المحصنت معرفا لا المحصنت منکرا۔

صفحہ ۱۱۶ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ جلۃ اے قولہ تعالٰی الجار ذی القربٰی والجار الجنب فلا یرد رجوع الضمیر الواحد الی المثنی۔

صفحہ ۱۱۹ سطر ۴ و ۵ حاشیہ فوقانی قولہ لاسیما اذا کان من الحلال الخ وجہہ ان السکران من الحرام یمکن ان یستحق طلبا زجرا کما انہ یصح طلاقہ فی السکر۔

صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۲ حاشیہ فوقانی قولہ فے التقادیر الخ تمام العبارۃ ہکذا و تنبیہ اے الفاء للترتیب وہو نوعان معنوی کقام زید فعمرو وذکری وہو عطف مفصل علی مجمل نحو فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ۔

صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۵ قولہ کائل صفۃ لقولہ سلیمین والجز قولہ کم الخ

صفحہ ۱۳۱ سطر ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ علی المتقدم متعلق بقولہ ترتب لا بقولہ السابق۔

صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۰ قولہ فان ذکر الجہاد الخ دلیل لصحۃ الارتباط الذی قد ذکرہ لما جرذکر الجہاد فی الآیات السابقۃ اے ذکر من کان ینکر علیہ اے علی الجہاد ولا یعتقدہ وہم المنافقون فیما بعدہ من قولہ تعالٰی وان تصبہم الخ علم منہ ان ہذہ الآیۃ اللاحقۃ متعلقۃ ایضا بمضمون الجہاد فثبت بصحۃ ما قرر فی وجہ الربط۔

صفحہ ۱۴۰ سطر ۷ حاشیہ فوقانی قولہ الثمرۃ اے ثمرۃ الشفاعۃ من ایصال النفع او الضرر۔

صفحہ ۱۶۷ سطر ۱۱ و ۱۲ حاشیہ فوقانی قولہ ہؤلاء وہؤلاء المذکورون الخ المعنی ان القرینۃ لفظ ہؤلاء وہؤلاء الآیتان فیما بعد اللذان مصادیقہما اللذان اشیر بہما الیہم ہم المذکورون فیما قبل من المؤمنین والکافرین۔

صفحہ ۱۷۴ سطر ۱۹ قولہ خاص طور پر کلام فرمایا الخ سورہ شوری آیت وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ میں ضروری بحث متعلق کلام کے آوے گی وہاں ملاحظہ کیا جاوے۔

صفحہ ۱۷۴ سطر ۲۴ و ۲۵ حاشیہ فوقانی قولہ ماخذ معنے الباء ہذا الخ ہذا صفۃ لمعنی وقولہ ما فے الروح خبر لماخذ۔

منہیہ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ